صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 21 جون 2021 بمطابق 10 ذیقعد 1442 ہجری دوپہر دو بجکر دو منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔

(ترجمہ): مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہوئے، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ وآخِرُ الدَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ‘Leave applications’: جناب سردار خان صاحب ایم پی اے آج کے لئے؛ جناب عبدالغفار صاحب ایم پی اے 21 تا 22 جون؛ لائق محمد خان صاحب آج کے لئے؛ محمود خان بیٹنی صاحب آج کے لئے؛ نذیر عباسی صاحب آج کے لئے؛ سراج الدین صاحب آج کے لئے؛ افتخار علی صاحب آج کے لئے؛ جناب فضل حکیم خان صاحب 21 تا 23rd جون، حاجی انور حیات خان صاحب 21st جون تا 23rd جون۔ Is it the desire of the House that leave may be granted۔

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave granted.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: بجٹ میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں سپیکر صاحب! میرا یہ پوائنٹ ہے کہ جناب عثمان کاکڑ صاحب وفات پاگئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

جناب سپیکر: لطف الرحمان صاحب! عثمان کاکڑ صاحب کے لئے دعا کروائیں۔ جی لطف الرحمان صاحب دعا کروائیں۔

(اس مرحلہ پر سابق سینیٹر مرحوم جناب عثمان خان کاکڑ کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 22-2021 پر عمومی بحث

جناب سپیکر: Lets we start debate on budget and ہمارے پہلے جو Start کریں گے آنریبل اپوزیشن لیڈر جناب اکرم خان درانی صاحب بجٹ کے اوپر اپنا اظہار خیال فرمائیں۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ سالانہ بجٹ آمدن اور خسارے کا تخمینہ ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب، آمدن زیادہ ہو تو بجٹ سرپلس ہے، آمدن کم ہو تو بجٹ خسارے کا ہے اور آمدن اور اخراجات برابر ہو تو بجٹ متوازن کہلاتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، موجودہ حکومت کا یہ تیسرا بجٹ ہے۔ ایک بجٹ جو پہلا تھا اس پہ بھی میں نے اس ہاؤس کو متوجہ کیا تھا آپ کی وساطت سے کہ یہ بجٹ نہ سرپلس ہے نہ متوازن ہے بلکہ یہ خسارے کا بجٹ ہے اور وہی ہوا جو بجٹ کی کتابیں آپ دوبارہ دیکھیں تو اس میں 65 ارب کا خسارہ آپ کو پچھلے بجٹ میں دونوں بجٹ میں آپ کو نظر

آئے گا۔ جناب سپیکر صاحب، اس سال کا جو بجٹ ہے وہ بھی متوازن نہیں ہے اور میں آپ کو یہاں پر تو مجھے حیرت ہے کہ نہ فنانس منسٹر ہے اور جس بات پہ رات کو وزیر اعلیٰ صاحب بڑے غصے میں ہوئے تھے اور اسمبلی کو ہدایات دیں کہ کچھ لوگوں کو Suspend کیا جائے چونکہ انہوں نے ویب سائٹ پہ دیا تھا کہ وزیر اعلیٰ نے کتنی حاضریاں دی ہیں یہ تو کچھ چھپانے کی چیزیں نہیں ہیں، یہ اسمبلی کے ملازمین ہمارے بچے ہیں ان کو Suspend کرنا، ان کو سزا دینا، ابھی میں اپوزیشن لیڈر ہوں یہاں پر بجٹ تقریر کر رہا ہوں اور نہ وزیر اعلیٰ ہے اور نہ وزیر خزانہ ہے جی آپ اندازہ لگائیں اس حکومت کا کہ اس ایوان میں ان کی کیا دلچسپی ہے ہم تو یقیناً جب بات بھی کرتے ہیں پیاس بھی لگتی ہے کر بھی نہیں سکتے لیکن ایک ذمہ داری کی حیثیت سے ہم یہاں پر ضرور کچھ چیزیں سامنے لاتے ہیں، یہ ساتھ کہتے بھی ہیں کہ غور سے سنو باقی ماننا نہ ماننا حکومت کے اختیار میں ہے۔ تو آج میں جو فگر آپ کے سامنے لا رہا ہوں وہ <u>Loan</u> ہے پچھلے سالوں کا Foreign Projects Assistance میں انہوں نے 43 ارب روپے Show کئے ہیں، ابھی تک یہ ابھی ملے نہیں بجٹ میں تو آپ وہ چیزیں رکھیں گے جو بالکل آپ کی جیب میں ہیں، آپ کے خزانے میں ہیں۔ انہوں نے ایڈیشنل فنڈز رکھا ہے این ایف سی سے، ابھی این ایف سی کا تو ہوا نہیں، کوئی صوبہ مان نہیں رہا ہے اور وہ یہاں پر تقریر میں بھی اور بجٹ کے دستاویز میں بھی ہمیں بتا رہے ہیں کہ اس سے انہوں نے رکھے ہیں 34 ارب روپے، پھر Federal Tax Revenue ملا تو نہیں ہے ہمارے پاس تو نہیں پڑے ہیں نا، اس میں لکھے ہیں 23 ارب روپے، Arrears of NHP آٹھ ارب روپے۔ Domestic Loan، یہ پہلی بار ایک عجیب سی تبدیلی آئی ہے کہ Loan آپ کو ملا نہیں ہے اور بجٹ کا آپ حصہ بنا رہے ہیں اور صاف لکھا بھی ہے۔ بجٹ میں کہ Domestic Loan 44 ارب روپے، ابھی ان سب فگرز کو آپ جمع کرتے ہیں تو یہ ٹوٹل بنتا ہے 152 ارب روپے۔ جناب سپیکر صاحب، اس اسمبلی کا تو بڑا وقار، عزت اور یقین جانیئے یہاں پر جو کوئی بات کرتا تھا وہ سچ بھی بولتا تھا اور یہاں پر جو فگر پیش کرتا تھا وہ بالکل کلیئر بھی دیتا تھا، ابھی اگر یہ فگر ہم جو پیش کر رہے ہیں یہ غلط ہو تو کیا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، اس ایوان کے ساتھ یہ کیا ہے یہ اس ایوان کی بے توقیری نہیں ہے؟ اگر یہ بجٹ غلط ہے متوازن بھی نہیں ہے سرپلس بھی نہیں ہے اور یہ کہہ رہے ہیں تو پھر اس اسمبلی کا وقار مجروح نہیں ہو رہا ہے، اسمبلی کے وقار سے زیادہ آپ کا وقار بھی ہمیں عزیز ہے، یہاں پر آپ ہی اس کے بڑے ہیں تو آپ خود بھی جو میرے فگرز ہیں یہ ذرا اپنے سیکرٹری کے ذریعے نوٹ کر لیں، اگر اس میں واقعی صداقت ہے جو میں پیش کر رہا ہوں تو پھر جس نے بجٹ پیش کیا ہے

اس نے اس ایوان کے ساتھ فراڈ کیا ہے، دھوکہ کیا ہے۔ یہ جتنے بھی میں نے پیش کئے جی یہ سال کے آخر میں نہ ملتے ہیں یا بہت کم ملتے ہیں، آپ کا بھی تجربہ ہے۔ اس طرح جی پچھلے سال 2020-21 میں Foreign Projects Assistance کا تخمینہ انہوں نے لگایا تھا 73 ارب روپے جو Revised Estimates کم ہو کر 49 ارب روپے ہو گیا یعنی 24 ارب روپے کم اسی لئے اگلے سال کو 49 ارب روپے کی بجائے انہوں نے 89 ارب روپے رکھنے چاہیئے تھے جو کہ ابھی بھی 43 ارب روپے زیادہ Show کئے ہیں پھر Taxes کی مد میں 456 ارب کی بجائے 395 ارب مل گئے جو کہ 61 ارب روپے کم ہیں۔ انہوں نے رکھے تھے 456 ملے 395 جو کہ 61 ارب روپے کم ملے ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت نے فرضی آمدن اگلے سال کے بجٹ میں پورے اخراجات Show کئے ہیں جو کہ سراسر زیادتی ہے اور میرے خیال میں یہ بجٹ انہوں نے مضحکہ خیز بنایا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، ترقیاتی بجٹ سے لوگوں کو نہ صرف روزگار ملتا ہے بلکہ علاقے کی ترقی بھی ہوتی ہے۔ اگلے سال کا ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ 371 ارب روپے لگایا گیا لیکن اگر دوران سال 2020 کی بجٹ کا آپ تخمینہ دیکھیں تو 317 ارب روپے تھا اور نظر ثانی شدہ تخمینہ جو کہ 249 ارب روپے ہے، اندازہ آپ لگا سکتے ہیں کہ ترقیاتی بجٹ رواں سال 68 ارب روپے کم ہو گیا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بجٹ میں اضافہ کیا ہے ترقیاتی بجٹ میں، میں یہاں پہ آپ کو بتا رہا ہوں کہ انہوں نے 68 ارب روپے کم کئے ترقیاتی بجٹ میں، یہ فگر بھی ذرا جو بھی نوٹ کرتا ہے اگر ہمیں پھر ایک ایک چیز کی وضاحت یہاں پر کر لیں تو اچھا ہو گا۔ اس میں پھر وہ کیا کرتے ہیں جی، وہ یہ کرتے ہیں کہ یہاں پر ایک ایک اپوزیشن اور ایک ایک گورنمنٹ میں سے تو آخر میں کٹوتی صرف کر لیتے ہیں ان کاموں سے جو اپوازیشن کو ملے ہوتے ہیں اور پھر یہاں پر اپوزیشن مجبور ہوتی ہے وہ ہائی کورٹ میں جاتی ہے، سپریم کورٹ میں جاتی ہے۔ ابھی بھی ہم نے یہاں پر ابھی اپوزیشن نے بات کی کہ کچھ یونین کونسلز میں لوکل گورنمنٹ کی طرف سے بیس بیس کروڑ روپے رکھے ہیں اور اپوزیشن کے ممبران نے ایک روپیہ بھی نہیں تو آیا ایک ضلع میں اگر کچھ یونین کونسلز گورنمنٹ کے حلقے ہیں، ان میں آپ رکھتے ہیں ایک صوبائی حلقے میں بیس کروڑ روپے اور دوسرے میں آپ زیرو پرسنٹ بھی نہیں رکھتے بالکل زیرو رکھتے ہیں، یہ بھی ایک تعجب کی بات ہے۔ میں یقین جانیئے زیادہ بات کرنا مناسب بھی نہیں سمجھتا کیونکہ یہاں پر جب میں بات کر رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا بجٹ ہے وہ خود ہے نہیں، یہاں پر اس کی تعداد یا وزراء کو یا اس کی تو مجھے یقین جانیئے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کے سامنے آدمی کچھ رکھے بھی تو کیا ہے جی ویسے اپنے

آپ کو ٹھکانہ ہے۔ میں صرف ایک چیز آپ کو بتادوں کہ وہ ہمارے Merged areas جو ہیں جو کہ ابھی شامل ہوئے ہیں اس کے لئے جی جتنا بھی فنڈ دیا جاتا ہے وہ تقریباً سارا جی واپس آ جاتا ہے اور بے چارے یہ پھر دوبارہ اب ہمارے فنانس میں آتے ہیں اور پھر یہ جو ہمارے Settled پرانے ایریاز ہیں تو اس میں سے وہ خرچ کر لیتے ہیں۔ میں ایک تجویز دے رہا ہوں جی آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو کہ اگر آپ واقعی جو ہمارے ضم اضلاع ہیں، ان کو آپ برابری پہ لانا چاہتے ہیں تو اس میں ایک اسمبلی کی چھوٹی سی کارروائی ہے اس کو اگر ہم فنڈ ایکٹ کے ذریعے وہاں پر رکھیں تو یہ دوبارہ Lapse نہیں ہوں گے جس طرح ہمارے ہائیڈل میں ہیں، ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں ہیں۔ اگر اس کے پیسے خرچ نہ ہوئے وہاں پر حالات ٹھیک نہیں ہیں وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے تو بجائے اس کے کہ یہ پیسے واپس آ جائیں، واپس آنے کے بعد وہاں پر اس کے لئے اگلے سال کے لئے بھی ہے اور اگر یہ جائیں اور واپس آئیں تو میرے خیال میں سو سال میں بھی وہ ایریا جو ابھی ہمارے ساتھ شامل ہوا ہے وہ کبھی ترقی نہیں کر پائے گا۔ تو یہ کچھ چیزیں میں نے صرف آج بجٹ کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھیں اور یہ میں ضروری سمجھوں گا کہ وہ مجھے یا متوازی ثابت کریں یا سرپلس ثابت کر لیں جو میں نے فگرز دیئے ہیں۔ یہ جی جو سرکاری ملازمین ہیں ان کے ساتھ بھی بہت زیادتی ہوئی ہے۔ وفاق نے تنخواہوں کے درمیان فرق ختم کرنے کے لئے 2017 کے جاری تنخواہ پر پچیس فیصد اضافی الاؤنس کا نوٹیفکیشن کیا ہے جبکہ ہمارے صوبے میں صرف بیس فیصد، وہ بھی 2017 کے ابتدائی بنیادی تنخواہ پر کیا گیا ہے۔ ابھی یہ ہے جی کہ ایک آدمی وہ بھرتی ہوا اور اس کی Pay تھی تیس ہزار روپے، وہ 17 میں تھا یا پینتیس ہزار روپے، ابھی اس کی تنخواہ ہے پچاسی ہزار روپے اور آپ اس کو اضافہ دے رہے ہیں وہاں پر پینتیس جو اس کی بنیادی سکیل ہے اسی پہ، اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سینتیس فیصد وہاں پر ملازمین کو دیا تو یہ بھی وہ چیز ہے کہ جس طرح ایک آدمی بازار میں وہاں پر گیا اور آپ کو بتادے گا کہ ابھی اس سے طوطا نکلتا ہے تو کبھی طوطا نکلتا ہے کبھی فاختہ نکلتا ہے تو کبھی فاختہ نکلتا ہے تو وہ بھی اس قسم کی باتیں درمیان میں ہوئی ہیں۔ انہوں نے 2016، 2017، 2018 اور 2019 کے ایڈہاک الاؤنسز بنیادی تنخواہ میں ضم کرنے کا تحریری وعدہ کیا ہے لیکن ابھی اس وعدے سے یہ لوگ منحرف ہیں۔ ہم ایک تجویز دے رہے ہیں کہ یہ صوبائی حکومت وفاق اور حکومت پنجاب کی طرز پر صوبائی ملازمین کے لئے ہاؤس ریکوزیشن کا اعلان کریں اور یہاں پر جی کلاس فور میں جتنا اضافہ ہوا ہے وہ تقریباً جی ہزار اور دو ہزار روپے ہے اور مہنگائی آپ دیکھیں۔ تو جناب سپیکر صاحب، یہاں پر جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہونا چاہیئے اور

آج اگر آپ کوئی ایسی بات کر لیں کہ حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ بھی نہ ہو، دوری ہو تو پھر آپ کو لوگ کہیں گے کہ آپ نے یہاں پر جھوٹ بولا ہے یا آپ نے غلط بیانی کی ہے۔ تو ہم آپ سے بھی میں ایک ریکویسٹ کروں گا چونکہ میں یقین جانیئے میں نے اس دن بھی جب بجٹ پیش ہو رہا تھا میں نے آپ کو فون کیا کہ میری کچھ تکلیف ہے، مجبوریاں ہیں میں نہیں آ سکتا، اس کی وجہ سے میں اس بجٹ کے موقع پر بھی نہیں آ سکا لیکن آپ سے ہماری گزارش ہے کہ ہم ہر ایک محکمے پر کٹ موشنز پیش کریں گے اور آپ سے ایک درخواست ہے کہ پلیز آپ اس کو بلڈوز نہ کریں۔ یہ آپ ہمارے ساتھ ایک اپنے سپیکر کے حوالے سے بات کر لیں کہ آپ ہمیں پورا، کسی کو بھی جتنا ٹائم ملتا ہے اپوزیشن کے ممبران کو چونکہ گورنمنٹ کے ممبران تو کٹ موشنز پہ بات بھی نہیں کرتے وہ تو صرف اپوزیشن کرتی ہے۔ تو یہ آپ ہمارے ممبران کو بھی بجٹ پہ ہر ایک کو موقع دے دیں میں خود اپنی تقریر بھی بہت کم کر رہا ہوں، میں نے جو مناسب سمجھا وہ آپ کے سامنے پیش کیا اور ہر ایک حلقے کی نمائندگی ہے اس کو آپ ٹائم بھی دے دیں اور ایک دوبارہ درخواست کروں گا کہ کٹ موشنز پہ آپ یہ نہ کریں کہ میں اپنا اختیار استعمال کرتا ہوں، آپ کے تو بہت اختیارات ہیں لیکن وہ ہمارے Favour کا بھی کبھی کبھی اختیار استعمال کرو نا، وہ بھی ہم آپ سے جب رولنگ چاہتے ہیں تو اسی طرح، آپ کا بہت بہت شکریہ جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو ویری مچ جناب اکرم خان درانی صاحب۔ جناب شیر اعظم صاحب، بجٹ سپیچ۔

<u>جناب شیر اعظم خان</u>: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر، بجٹ پر بات ہو رہی ہے۔ بجٹ سے اپوزیشن ممبران اور As a whole اپوزیشن Satisfy نہیں ہے بلکہ مایوس ہے، وہ اس وجہ سے For an example جس طرح درانی صاحب نے تفصیل سے بات کی۔ ترقیاتی بجٹ میں اگر ایک ضلع میں چار حلقے ہیں تو اس میں سے جو حکومتی حلقے ہیں، ان کے لئے بڑے فراخدلی سے بیس بیس کروڑ روپے دیئے گئے ہیں اور وہ بھی یونین کونسل وارڈ، وہ چونکہ ہائی کورٹ کا آرڈر تھا کہ مطلب ہے حلقے نہ کریں، ابھی On these pretext وہ یونین کونسل کی طرف بات چلی گئی لیکن اس میں اپوزیشن کے جو ممبران ہیں ہر ضلع میں، Downwards صدر ایریا کا جو میں نے چیک کیا ہے، اپوزیشن ممبران کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے زیرو ہے۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ اپوزیشن کے حلقے میں یا تو وہ سمجھتے ہیں کہ انسان رہتا نہیں ہے۔ اگر انسان رہتا ہے تو اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، صاف ظاہر ہے نا، تو اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ تو یہ بات بڑی کوفت پہنچانے والی بات ہے اور برداشت

نہیں ہوتی اپوزیشن ممبران صاحبان سے حالانکہ بار بار آپ کے لیول پر مذاکرت ہوئے ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے Honourable Chief Minister has time and again agreed to it کہ ان شاء اللہ ہم ہر ایک رکن اسمبلی کو Irrespectively of the party affiliations برابر کے فنڈز دیں گے، وہ بات بھی بجٹ سے غلط ثابت ہوئی ہم کو بجٹ میں کوئی جگہ نہیں دی گئی ہے اپوزیشن ممبران صاحبان کو۔ لہذا آپ اندازہ لگائیں جنوبی اضلاع جو ہیں Southern Districts, for an example Irrigation یا پبلک ہیلتھ سیکٹر آپ لیں تو اس میں جنوبی اضلاع کو جتنی ضرورت ہے Right from particularly Karak, Bannu, Laki Marwat, Dera Ismail Khan upto Tank، ان علاقوں میں جو کہ یہ Deserted علاقہ ہے لوگ صاف پانی پینے کے لئے، ان کو مہیا نہیں ہوتا تو پبلک ہیلتھ سیکٹر میں Priority پر ان لوگوں کو Accommodate ہونا چاہیئے تھا۔ Similarly Irrigation لاکھوں ایکڑ اراضی ہے جنوبی اضلاع میں۔ چشمہ رائٹ بینک کینال کی بات جو ہے وہ اپنی جگہ، وہ ضروری ہے، اہمیت اس کی اپنی جگہ ہے لیکن یہ جو رائٹ بینک کینال جارہا ہے لفٹ کا علاقہ سیراب ہوتا ہے رائٹ والا پھر Deserted ہو جاتا ہے۔ اس رائٹ کی طرف علاقہ سے جو اس سے باہر ہے کمانڈ سے باہر ہے، جو چشمہ رائٹ بینک کینال کے کمانڈ سے باہر ہے وہاں سے لیکر کرک تک یہ سب علاقہ Deserted look دے رہا ہے۔ آپ بھی گئے ہوں گے جناب سپیکر صاحب، اچھی طرح معلوم ہوگا اور ہمارے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی پتہ ہے۔ وزیر خزانہ صاحب زیادہ عرصہ باہر رہے ہیں شاید اس کو پتہ نہ ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ بجٹ بناتے وقت ان دو سیکٹرز میں، ایریگیشن میں اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں اس دفعہ تو اتنا حصہ دینا چاہیئے تھا کہ پچھلے تین سالوں میں جو ہماری اپوزیشن کی محرومیاں ہیں محرومیاں، وہ بھی پوری ہوتیں، وہ بھی کم از کم اس کا ازالہ ہو جاتا۔ پچھلے تین سال میں تو ہم کو اپوزیشن کو بالکل صفر سے ضرب دیا گیا۔ یہ بجٹ حکومتی حلقے آنریبل منسٹرز اور ممبران صاحبان نوٹ کریں، آپ بھی ان شاء اللہ کہ یہ آخری بجٹ ہے، Normally یہ بجٹ آخری بجٹ ہوا کرتا ہے، نیکسٹ بجٹ نیکسٹ گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ اس بجٹ میں ہم بڑے پرامید تھے بڑی امیدیں وابسطہ کی تھیں کہ ہم کو ان شاء اللہ Appropriate share ملے گا اور ان سے ہمارے ساتھ پچھلے جو بجٹ میں زیادتیاں ہوئی ہیں ترقیاتی بجٹ میں اس کا ازالہ ہو گا لیکن وہ دیکھ کر ہم Really بڑے مایوس ہوئے۔ آپ سے التجاء ہے آپ کے ذریعے سے جناب اکبر ایوب صاحب آنریبل منسٹر صاحب اور ساتھ ساتھ جو سی اینڈ ڈبلیو کا ہے، کہ اگر آپ جائیں ادھر تو آپ اعلان کرتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے موٹروے بنارہے ہیں، اللہ رحم

کرے، اللہ آپ کو اس کی جزا دیں۔ حکومت کو میں کہہ رہا ہوں آپ کے توسط سے جناب سپیکر، لیکن موجودہ سڑک جس حالت میں ہے پچھلے تین سال سے The whole road is broken، آپ جب جائیں گے ڈیرہ اسماعیل خان تک بنوں یا لکی مروت کرک، تو کمر باندھ کے جائیں گے، بڑا مشکل ہے سفر To go and to comeback، اس پر زور دینا چاہیئے تھا، یہ ٹائم میں مکمل ہونا چاہیئے تھا تاکہ Immediate relief ملے۔ پچھلے تین سال سے ہر دوسرے دن خراب ہوتا جارہا ہے یہ روڈ جو کہ حکومت کی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تو متعلقہ وزراء صاحبان آنریبل منسٹرز صاحبان سے التجاء ہے کہ اس پوائنٹ پر زور دیں۔ جنوبی اضلاع کی محرومیاں تب ان شاء اللہ کم ہوں گی، ازالہ ان کا ہوگا کہ اگر اور محکمے نہیں، ہیلتھ سیکٹر اریگیشن پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور روڈ، اس میں ان کو خاطر خواہ توجہ دی جائے اور اس کو اکاؤنٹ میں لیا جائے۔ یہ سپیکر صاحب، معاملہ بڑا سیریس ہے۔ اس سلسلے میں Specially آپ کے توسط سے ریکویسٹ ہے کہ متعلقہ محکمے اور منسٹران صاحبان سے التماس ہے کہ وہ ان کے بارے میں ذرا دوبارہ سوچیں، نظر ثانی کریں، ان کا حصہ ان محکموں میں بڑھائیں۔ ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اور جو Ongoing schemes ہیں ان میں میں مثال پیش کروں گا ایک کا، باقی کا بھی یہی حال ہوگا لیکن میں اپنی مثال پیش کرتا ہوں۔ جب میرا بیٹا فخر اعظم وزیر ادھر ایم پی اے تھا، اس وقت 2014-15 میں، ذرا منسٹرز صاحبان اگر، توجہ چاہیئے آپ لوگوں کی، وہ وزیر قانون And others، یہ ذرا بتادیں کہ یہ بات جس طرح ہم نے ان کی بجٹ تقریر۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: لاء منسٹر صاحب! لاء منسٹر صاحب! لاء منسٹر صاحب! توجہ کریں ذرا ان کی بات، آپ کو یہ مخاطب کر رہے ہیں۔

<u>جناب شیر اعظم خان</u>: ہم نے بجٹ تقریر وزیر خزانہ صاحب کی بڑے تحمل سے صبر سے سنی تھی As promised، اور اسی طرح آپ سے توقع ہے کہ آپ حکومتی ممبران صاحبان اور منسٹران صاحبان کو ہدایت دیں کہ ہم کو بھی ذرا اسی طرز پر سنیں۔ اب جہاں تک تنخواہوں اور پنشن کی بات ہے تو یہ بھی Totally un-understandable ہے، Un-understandable، وزیر محنت صاحب اگر ادھر بیٹھے ہیں تو ایک بات میں جناب سپیکر صاحب، آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں کہ Minimum wages ان لوگوں نے اکیس ہزار روپے ماہوار رکھا ہے لیکن میں حکومت کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں، آپ بھی خوب جانتے ہوں گے کہ یہ ملتا نہیں ہے، بارہ ہزار روپے بھی نہیں ملتا، تیرہ ہزار روپے بھی نہیں ملتا۔

اصل بات Implementation کی ہے تو Make it sure کہ ہر ورکر کو، ہر غریب ورکر کو مزدور کو محنت کش کو اکیس ہزار ملیں۔ اکیس ہزار کا مطلب یہ ہے کہ اکیس ہزار روپے میں وہ اپنے گھر کا بجٹ بنا سکے گا Meaning thereby اس کا مطلب یہ ہے Now at the same time, now at the same time اگر پنشن والے دیکھیں دس پرسنٹ، ابھی بھی میجارٹی پنشن والے دس ہزار روپے لے رہے ہیں، بارہ ہزار روپے بھی لے رہے ہیں، پندرہ ہزار روپے بھی لے رہے ہیں تو کم از کم پنشن کے لئے بھی یہ ایک فارمولہ بنانا چاہیئے تھا کیونکہ Visionary Prime Minister Sahib ہے اور اس طرح سب جو ہیں نا Visionary ہیں تو ویژن کے مطابق اگر یہ اس طرح کرتے کہ بھئی اکیس ہزار سے کم پنشن بھی نہیں ہو گی کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بوڑھے جو آپ کے والدین ہمارے بھائی جیسے ہیں کل یہ آئیں گے اور آپ کے پولیس کی لاٹھی ہو گی اور ان کا سر ہو گا تو یہ بہت بری بات ہو گی، بڑی Embarrassing position ہو گی جناب سپیکر صاحب، کہ بوڑھے لوگوں کو جو آپ کے والد صاحب، باپ جیسے ہوں گے ان کو سوٹیاں لگیں گی۔ ابھی میں نے سنا ہے کہ بنوں سے واپڈا والوں نے اعلان کیا ہے وہ آرہے ہیں۔ پھر ایجوکیشن والے آئیں گے پھر دوسرے آئیں گے پھر تیسرے آئیں گے، یہ بہت سے زیادہ لوگ، ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ آئیں گے۔ پنشن پر وزیر خزانہ صاحب نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اس پر نظر ثانی کریں گے اور ان کو Satisfy کریں گے۔ یہ تو اس طرح مثال ہوئی جو بھی سرکاری ملازم ریٹائر ہوتا ہے یعنی کامران خان جناب! آپ کے نوٹس میں ہو گا کہ اس کا ففٹی پرسنٹ گورنمنٹ اس وقت لیتی ہے اس سے اور ففٹی پرسنٹ پنشن اس کو دیا جاتا ہے۔ اب وہ پچاس فیصد جو گورنمنٹ نے لے لی اور اب ان کو پنشن کم سے کم دیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ ہم پر بوجھ ہے۔ یہ تو جناب سپیکر صاحب، وہ ڈبل شاہ والی بات ہو گئی کہ ڈبل شاہ لوگوں سے پیسے اکھٹے کر کے پنشن کو دے کر پھر بھاگ جاتا ہے۔ نہیں نہیں حکومت پر ہمارا اعتراض نہیں ہے حکومت ہماری اپنی حکومت ہے اس صوبے کی لیکن One should realistic to approach ratio and the matter میں کہتا ہوں کہ ابھی بھی ٹائم ہے کہ پنشن والے کے پنشن کے لئے ایک حد مقرر کریں جس طرح آپ ایک ورکر مزدور کے لئے حد مقرر کرتے ہیں اکیس ہزار روپیہ اسی طرح میجارٹی یعنی Single stroke of pen آپ نے لاکھوں لوگوں کو غربت کے لائن سے نیچے گرا دیا، غربت کے لائن سے نیچے گرا دیا۔ اب یہ کسی کے نوٹس میں یہ نہیں لاتا کہ یہ تو انتہائی پسے ہوئے

لوگ ہوتے ہیں، بوڑھے بھی ہوتے ہیں، Aged بھی ہوتے ہیں، لولے لنگڑے بھی ہوتے ہیں کافی ان کا خیال نہیں رکھنا چاہیئے حکومت کو۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> وائنڈاپ، پلیز۔ وائنداپ کرنے کی کوشش کریں۔

<u>جناب شیر اعظم خان:</u> دیکھیں نا یہ تو پہلے بھی ہم نے کہا تھا مسٹر سپیکر، کہ ہم آپ کا ہر حکم مانیں گے لیکن ہمارا بھی خیال رکھیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> بالکل رکھیں گے، صرف جیسے اکرم درانی صاحب نے کہا۔ 52 نام میرے پاس ابھی تک ہیں تاکہ ہر ممبر کو ٹائم مل سکے کہ وہ بات کریں۔ ابھی درانی صاحب نے خود بھی میں سمجھتا ہوں Sacrifice کیا ہے ان کے لئے تو کوئی Time limit نہیں ہوتی انہوں نے Just fifteen minutes میں بات کمپلیٹ کی ہے۔ تو Please I am grateful, I am grateful, thank you very much۔

<u>جناب شیر اعظم خان:</u> Only two to three minutes I would take two to three minutes۔ ایک آئل اینڈ گیس کی بات ہو رہی ہے، Though it is Federal issue, Federal subject لیکن پیدا ہوتی ہے ہمارے صوبے میں کرک میں، کرک کے لوگوں کا حق سپریم ہے No doubt۔ مسٹر سپیکر! توجہ چاہیئے آپ کی اور یہ کرک سے ہوتا ہوا ڈائریکٹ میرا حلقہ آرہا ہے، یہ نہیں کہ میرا حلقہ مطلب بنوں آرہا ہے۔ اس کے بعد لکی مروت Right upto Dera Ismail Khan وہاں تک گیس پہنچی ہے لیکن ہمارے بنوں ڈسٹرکٹ میں میرے حلقے میں گیس نہیں ہے۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ کرک کا پہلا حق، ہنگو کا دوسرا ادھر ہمارا بنوں جو ہے اس کا تیسرا تو ہے۔ پائپ ہمارے ڈسٹرکٹ میں سے گزرا ہوا ہے لیکن ہم کسی غیر علاقے والے لوگ ہیں، لکی مروت نے لی ہے ان شاء اللہ شکر ہے اور ڈیرہ اسماعیل خان تک، تو یہ آپ کے توسط سے میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جلد سے جلد ہماری گیس کا، ہمارے علاقے میں گیس کا بندوبست کیا جائے اور Secondly جنوبی اضلاع جو ہمارا Integral part ہے، میں خود وزیر ہوں احمد زئی وزیر، میں Tribesman نہیں ہوں کچھ ادھر ہیں ساؤتھ وزیرستان میں کچھ ادھر ہیں، نارتھ وزیرستان والے کچھ ادھر ہیں کچھ ادھر ہیں جو شاہ محمد کا علاقہ ہے، یہ سب ایک ہیں۔ ٹرائبل ایریا میں سابق ابھی ٹرائبل ڈسٹرکٹ جس کو کہا جاتا ہے اس میں زیر و مطلب تین پرسنٹ این ایف سی ایوارڈ زیرو تھری کا Promise کیا گیا تھا پچھلے سال اس کا ریزلٹ بھی سامنے ہے کچھ بھی نہیں ہوا۔ اور اس دفعہ بھی میں کہتا ہوں کہ نئے نئے لوگ آئے ہیں یہ تو ہم پر بوجھ نہیں ہیں، ہم

بوجھ نہیں ان کو سمجھتے ہیں، یہ تو ہمارے بھائی ہیں، اس صوبے کے لوگ ہیں اور قربانیاں دینے والے لوگ ہیں، ان کی بے تحاشہ قربانیاں، جس طرح ہماری پاک فوج نے قربانی دی ہے برابر ہمارے قبائل، خاصکر وزیر تو عرض یہ ہے-----

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو شیر اعظم وزیر صاحب۔

<u>جناب شیر اعظم خان:</u>: کہ ان کے لئے خاطر خواہ بجٹ میں فنڈ کی ترقیاتی کاموں میں Provision رکھی جائے۔ Thank you very much Mr. Speaker for being heard patiently and I am thankful to the government and treasury benches as well at the same time.

<u>جناب سپیکر:</u> I am grateful بس اسی طرح پیار و محبت سے سارا سیشن ان شاء اللہ ہم چلائیں گے۔ Ji Lutf-ur-Rehman Sahib, please. The parliamentary leader of JUI.

<u>جناب لطف الرحمان:</u> شکریہ جناب سپیکر۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر، آپ سے ریکویسٹ بھی ہے کہ درانی صاحب نے Sacrifice نہیں کیا ہے اس کا ٹائم میں نے لینا ہے ان شاء اللہ (قہقہے) جناب سپیکر، میں بجٹ پہ بات کرنے سے پہلے ویسے تمہیداً ایک دو باتیں کروں گا۔ جناب سپیکر، ہمارے پچھلے ادوار میں مائیں بچوں کو کہانیاں سنایا کرتی تھیں رات کو سونے کے لئے تاکہ ان کو سکون ملے اور ان کو نیند آ جائے۔ تو اب بچوں کو کہانیاں نہیں سنانی پڑتیں ان کو فون دے کر، موبائل فون اور آئی پیڈ دے کر کسی بھی کمپنی کا ہو وہ دے کے کارٹون دکھا کے اور کچھ اس پہ کہانیاں دکھا کے اس کو سلایا جاتا ہے سکون سے۔ تو ان کو نیند آ جاتی ہے سو جاتے ہیں اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو تقریر کی ہے تو وہ بھی ایک کہانی تھی اور اس کہانی سے-----

<u>Mr. Speaker</u>: Nasrullah Khan Sahib! This is not drawing room this is Assembly، آپ کی باتیں وہاں سے یہاں تک آ رہی ہیں، پلیز۔

<u>جناب لطف الرحمان:</u> تو سپیکر صاحب، وہ کہانیاں اب یہاں پوری قوم کو سنائیں وزیر خزانہ صاحب نے اور قوم کو سکون سے سلانے کے لئے ایک بڑا اچھا انہوں نے ایک ترتیب دیا تھا اور ظاہر بات ہے کہ جب کہانی ہوتی ہے تو اس میں کردار شو کئے جاتے ہیں اور جھوٹے کردار اور جھوٹی باتیں اس میں شامل کی جاتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے پوری قوم کو ان شاء اللہ سکون آئے گا اور جیسے ان کا لیڈر کہتا ہے کہ "سکون جو ہے نا

آپ کو قبر میں ملے گا"   (قہقہہ)   جناب سپیکر، بات یہ ہے کہ اس وقت حقیقی معنوں میں آپ کا بجٹ، Totally budget کا کنٹرول آئی ایم ایف کا ہے اور آپ کے لیڈر کا نعرہ تھا کہ ہم آئی ایم ایف سے قرضہ اگر قرضہ لیں تو خودکشی کر لیں گے لیکن ان سے ہم قرضہ نہیں لیں گے۔ قرضہ تو درکنار قرضہ تو وہ دے رہے ہیں آپ ان سے لے رہے ہیں لیکن آپ نے پورا بجٹ ان کو حوالے کیا ہوا ہے کہ وہ جس طریقے سے آپ کا بجٹ بنائیں آپ نے اس کو صرف پیش کرنا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، اگر آپ کا بجٹ آئی ایم ایف کے کنٹرول میں ہے، آپ کی خارجہ پالیسی جو ہے وہ آپ کے کنٹرول میں نہیں ہے تو گورنمنٹ کی Writ کہاں پر ہے اور لیجسلیشن FATF کے نیچے آپ کرتے ہیں تو FATF کے نیچے جب آپ لیجسلیشن کرتے ہیں تو اسمبلی آپ کی وہ بھی آپ کی کنٹرول ہو گئی۔ جناب سپیکر، اس میں پاکستان کے مفاد کو نہیں دیکھا جاتا انٹرنیشنل مفاد کو سامنے رکھ کے آپ FATF کے نیچے اپنی لیجسلیشن کرتے ہیں جناب سپیکر اور آج میں آپ کو، آپ اس دن نہیں بیٹھے تھے جناب سپیکر، چیئر پر اور آپ کی جگہ پر جو بھی بیٹھا تھا تو یہاں پہ وقف املاک کے حوالے سے ایک بل آیا جناب سپیکر اور ہم نے گورنمنٹ سے التجاء کی کہ یہ بل جو ہے مبہم ہے اور آپ مہربانی کریں کہ آپ اس پہ ذرا تفصیلاً ہمیں بتا دیں کہ یہ اس قوم کے فائدے میں ہے، اس صوبے کے فائدے میں ہے اس کی ذرا تفصیل ہمیں بتا دیں کہ یہ کس وجہ سے یہ بل آئے گا اور ہے مبہم، ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے اس کی تو تھوڑا سا اس کی تفصیلات ہمیں بتا دیں جناب سپیکر۔ تو تفصیلات تو بتا نہیں سکے جناب سپیکر، اس کے لئے باقاعدہ اسمبلی کا اجلاس روکا گیا اور پھر اس کے بعد جب اجلاس شروع ہوا تو ہمارے اپوزیشن کی طرف سے کورم کی نشاندہی ہوئی اور پھر کورم پہ وہ اجلاس ملتوی ہوا جناب سپیکر اور پھر اس کے بعد اجلاس بلایا گیا، اپوزیشن چیختی رہی کہ آپ پہلے کورم پورا کریں لیکن انہوں نے وہ بل پاس کیا، نہ کورم پورا کیا اور نہ ہی کورم کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو اگر آپ کا لیجسلیشن اس طرح FATF کے نیچے اس کو لیجسلیشن کو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ بجٹ آپ کا آئی ایم ایف بنا رہا ہو، خارجہ پالیسی آپ کے کنٹرول میں نہیں ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ آپ کی Writ کہاں پہ ہے؟ آپ کی گورنمنٹ کی Writ کدھر ہے؟ تو ظاہر ہے میں ان کہانیوں سے اس بجٹ کو تشبیہ دوں گا جناب سپیکر، کہ اس سے بس آپ کو سکون سے نیند آنی چاہیئے باقی آپ کو کچھ ملنے والا نہیں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، میں اب چونکہ بجٹ تقریر ہوئی ہے تو ظاہر ہے بجٹ پہ بات تو اب کرنی پڑے گی اور جناب سپیکر، میں کوشش کروں گا کہ میں ٹائم پہ اپنی بات کو مکمل کر سکوں۔ میں صوبے کی بجٹ کی صورتحال کے تحت میرا اپنا پہلا یہ ہو گا کہ

صوبے کا جو بجٹ ہے، مرکزی حکومت کا جو بجٹ ہے، معاشی پالیسیاں ہیں جناب سپیکر اور اس کے علاوہ ملک کی معاشی اور سیاسی حالات اس کے حوالے سے کس طرح ہمارے چل رہے ہیں۔ صوبائی بجٹ کی بنیاد، بنیاد ہوتا ہے یہ بنیاد جو مرکزی، مرکز سے جو آپ کو ملتا ہے این ایف سی ایوارڈ کے تھرو جو آپ کا حصہ یا ہمارے دوسرے مدات میں جو ہمارا حصہ، محصولات ہیں وہ جو ابھی مرکز پہ ہمارا حصہ بنتا ہے اور وہ صوبے کو جناب سپیکر، ملتا ہے تو وہ 559 بلین روپے پر رکھا گیا ہے جو کسی بھی منطق اور حقائق پر پورا نہیں اترتا۔ پچھلے تین سالوں کی فیڈرل ٹرانسفرز جو 393، 401 اور 395 بلین اس طرح 164 بلین کا اضافہ جو ہے وہ ممکن ہی نہیں۔ فیڈرل ٹرانسفرز میں صوبے کے حصے کا دار و مدار سرکاری بجٹ کے جس تخمینے پر رکھا گیا ہے وہ بھی غیر منطقی ہے۔ غور فرمایئے مرکزی محصولات میں اس وقت صوبوں کا حصہ 3412 بلین روپے رکھا گیا ہے جبکہ رواں مالی سال میں صوبوں کا یہ حصہ 2878 ارب روپے تھا جسے مرکزی حکومت نے کم کر کے 2704 ارب روپے کیا تھا اور وہ بھی مرکزی حکومت مکمل طور پر ادا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ لہذا مرکزی محصولات کے پیش نظر 163 بلین کا اضافہ ممکن نہیں۔ جناب سپیکر، جب آپ بجٹ محصولات، آپ پچھلے سال کا حساب دیں تو اس میں آپ کو کتنے محصولات ملے، اگر وہ محصولات آپ کو نہیں ملے، آپ نے بجٹ پر خرچ کتنا کیا جناب سپیکر۔ اگر وہ ڈیٹیلز آپ دیں کہ مرکز سے آپ کو کیا ملا، آپ نے خود بجٹ میں کیا خرچ کیا ہے جناب تو نتیجہ ہم سب کے سامنے آجائے گا۔ ترقیاتی بجٹ میں غیر معمولی اضافے کا دعویٰ بھی بے بنیاد اور گمراہ کن ہے۔ رواں مالی سال میں ترقیاتی بجٹ 318 بلین روپے رکھا گیا تھا جبکہ حقیقی خرچ صرف 159 بلین روپے مہیا کئے گئے۔ یعنی بجٹ کا صرف 53 فیصد، یہی صورتحال آئندہ سال پر آنکھیں بند کرنا یا یہ تو حکومت کی مجرمانہ غفلت ہے اور یا مرکزی حکومت سے ملی بھگت، اس کا فیصلہ میں ایوان پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اس حوالے سے کیا فیصلہ کرتے ہیں، کیا یہ ان کی ملی بھگت ہے اور مرکزی حکومت کو تحفظ دینا ہے انہوں نے یا اپنے صوبے کے عوام کے مفاد میں فیصلہ کرنا ہے۔ یہ ممبران بھی بیٹھے ہیں، وہ بھی اس چیز کو دیکھ رہے ہیں اور عوام بھی اس بجٹ کو سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ ان کو کیا ملتا ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، زیادہ تر سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں دس فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ ملک میں مہنگائی سو سے تین سو فیصد ہوئی ہے، سو سے تین سو فیصد۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ اس مہنگائی میں آپ نے ملازمین کو ایک، میں سمجھتا ہوں کہ لالی پاپ آپ نے دیا ہے اس کو، اور اس اضافے سے جو مہنگائی آئی ہے اور مہنگائی کی، مہنگائی نے جو کمر توڑ دی ہے ان کی، اس میں اگر آپ دس فیصد کی بات کریں گے تو مجھے سمجھ میں نہیں

آتا کہ ان تین سو فیصد اضافہ سے جو مہنگائی کی گئی ہے اس حوالے سے آپ اس کو کیا ریلیف دے سکے۔ کسی معنی میں نہیں آتا جناب سپیکر، اور مہنگائی عروج پر ہے جناب سپیکر، آپ دیکھیں، آپ بازار میں جائیں عام سی بات ہے، کسی بھی شاپ میں چلے جائیں، آپ کوئی دال کی قیمت اٹھا کر دیکھیں، آپ آٹے کی قیمت اٹھا کر دیکھیں، آپ چینی کی قیمت اٹھا کر دیکھ لیں، آپ ٹماٹر کی آلو کی سبزی کی، کسی بھی سبزی کی آپ قیمت اٹھا کر دیکھیں اور آپ کو سمجھ آجائے گی۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ 21 ہزار روپے جو کم سے کم مزدور کی جو انہوں نے تنخواہ رکھی ہے جناب سپیکر، یہ مجھے پورے سال کا بجٹ اس کا بنا کر دے دیں 21 ہزار میں، جو تین چار لوگوں کا خاندان ہو، 21 ہزار روپے کا بجٹ بنا دیں، میں یہ بجٹ من وعن جو ہے اس پورے بجٹ کو تسلیم کروں گا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے تو ٹھیک کہا ہے۔ سپیکر صاحب! ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کس کے ساتھ جھوٹ بول رہے ہیں، کس کے مفادات پہ ہم سودا کر رہے ہیں جناب سپیکر۔ ہم قوم کو غلط بیانی کیوں کر رہے ہیں، غلط فگرز کیوں بتاتے ہیں؟ اور، لیکن بس وہ کہتے ہیں نا کہ لوگوں کی آنکھیں بند کروانی ہیں اور وہ جیسے کہتے ہیں کہ مثال مشہور ہے کہ جب کبوتر بلی دیکھتی ہے تو وہ آنکھیں بند کر لیتی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ بس اب پوری دنیا جو ہے نا اس سے میں چھپ گئی ہوں۔ تو وہ کبوتر اس کے قبضے میں ہوتی ہے اور پھر اس کو پتہ چلتا ہے کہ قیامت جو ہے نا اس وقت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ تو جناب سپیکر! جو صورتحال اس وقت، اور آپ کس سے چھپا رہے ہیں بات؟ آپ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، قوم کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ تو یہ تو آپ کی حکومت ہے، آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ آپ نے کس طرح لوگوں کی زندگی اور جو آپ فلاحی ریاست جس کو آپ کہتے ہیں تو اس فلاحی ریاست میں اگر کوئی بھوکا سوئے اس کو کھانا نہ ملے تو وہ کہاں کی فلاحی ریاست بنتی ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، صوبے کے اپنے محصولات تقریباً جمود کا شکار ہیں، رواں سال میں بجٹ 52 بلین روپے تھا جبکہ ریکوری 46 بلین رہی ہے، یہ شعبہ بھی حکومت کی غفلت کا شکار ہے اور اس طرح دیگر محصولات کی ایک ہی مد میں بھی 152 بلین کے بجٹ کے مقابلے میں ریکوری صرف اور صرف 64 بلین رہی ہے، یعنی 42 فیصد یہ بھی حکومت کی غفلت اور نااہلی کا واضح ثبوت ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ہمیشہ مرکزی بجٹ جو ہے وہ بنیاد ہوتی ہے صوبائی بجٹ کی اور اس وقت 22-21 کے اخراجات کا تخمینہ تقریباً مرکزی بجٹ میں 8495 ٹریلین مالی سال 22-21 کے لئے جی ڈی پی میں 4.8 فیصد اضافہ مقرر کیا گیا ہے جناب سپیکر اور موجودہ سال میں 3.4 فیصد جی ڈی پی گروتھ کا دعویٰ ہے یہ دعوے حقائق، جناب سپیکر! یہ دعوے صرف دعوے ہیں جناب سپیکر اور غلط

اعداد و شمار سے بنائے گئے ہیں۔ جی ڈی پی ریٹ جو ہے تو آپ، اگر غلط اعداد و شمار ہوں گے تو ظاہر ہے آپ نے وہ سال تو گزارنا ہے اور اس سال میں جو کچھ ہو گا جناب سپیکر، وہ تمام قوم کے سامنے آئے گا۔ تو ہم صرف بجٹ کے ٹائم پہ بجٹ کو گزارنے کے لئے اگر غلط اعداد و شمار ہم دنیا کے سامنے رکھیں گے تو یہ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیں گے کسی کو دھوکہ دینے کے مترادف نہیں۔ رواں مالی سال کے ترقیاتی اخراجات کا بجٹ 650 بلین روپے تھا جس کو ریونیو میں کمی کے باعث کم کر کے 630 بلین کیا گیا تھا، ان حالات کے پیش نظر اگلے سال میں 900 بلین کا بجٹ بھی قوم سے جھوٹے دعوے کے سوا کچھ نہیں۔ لہذا ترقیاتی بجٹ میں چالیس فیصد اضافے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے اور اس کے بنیاد پر جی ڈی پی گروتھ 4.8 فیصد کا دعویٰ بھی قوم کے ساتھ مذاق کے سوا اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے جناب سپیکر۔ آئندہ مالی سال کے لئے مجموعی محصول کا تخمینہ 7909 ارب روپے لگایا گیا ہے جو رواں مالی سال کے 6395 ارب روپے سے 24 فیصد زیادہ ہے اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو ایف بی آر ٹیکس وصولی کے لئے آئندہ مالی سال میں، کا بجٹ جو ہے وہ 5829 ارب روپے رکھا گیا ہے جو رواں سال کے لئے 4963 ارب تھا مگر ایف بی آر کی ناکامی کی وجہ سے کم کر کے یہ 4691 بلین کیا گیا تھا۔ وہ بھی پورا حاصل نہیں ہو سکا ان حالات میں، اگلے سال کے لئے 64 فیصد کے اضافے کا دعویٰ نہ صرف قوم سے غلط بیانی ہے بلکہ اس سے پورے بجٹ کے اعداد و شمار ہی غلط ہو جاتے ہیں۔ مجموعی محصول کے۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت پورا ہونے پر گھنٹی بجائی)

جناب لطف الرحمان: سپیکر صاحب! میں نے ریکویسٹ کی تھی کہ میں وہ ٹائم ان کا بھی لوں گا جی۔

جناب سپیکر: ہم چاہتے ہیں درانی صاحب والا ٹائم آپ کے ممبرز کو مل جائے Maximum۔

جناب لطف الرحمان: نہیں خیر ہے ممبرز کا اپنا ٹائم ہے اس میں۔ مجھے کچھ باتیں سپیکر صاحب، کرنے دیں اور مجموعی محصول کا تخمینہ کسی وجہ سے ترقیاتی بجٹ اور جی ڈی پی گروتھ کے دعوے یکسر غلط ثابت ہو جاتے ہیں، صوبے کے حصص کا، صوبے کے حصص کا تخمینہ 3312 بلین روپے لگایا گیا ہے جو رواں مالی سال کے لئے مختص رقم سے 707 ارب روپے زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار ٹھیک نہیں ہیں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، رواں مالی سال میں صوبوں کے حصص کا تخمینہ 2878 ارب روپے تھا جسے مرکزی حکومت نے کم کر کے 2704 ارب کیا تھا۔ ان حالات میں حکومت کا یہ دعویٰ بھی ٹرک کی سرخ بتی کے پیچھے لگانے کے مترادف ہے اور اس کا کوئی مقصد نہیں بنتا جناب سپیکر۔ رواں مالی سال کے 7.3 فیصد نظر ثانی شدہ ہدف کے

مقابلے میں مالی خسارہ 6.3 فیصد متوقع ہے، مرکزی حکومت کا یہ دعویٰ بھی حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ ملک کی ابتر معاشی حالات کا اندازہ لگانے کے لئے آئندہ مالی سال میں خسارہ 3990 روپے تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ رواں مالی سال میں بجٹ کے خسارے کا تخمینہ 3437 بلین روپے تھا، اس کا مطلب ہے کہ مرکزی حکومت کا یہ دعویٰ کہ بجٹ کا خسارہ کم ہو رہا ہے یہ بھی حقائق کے برعکس ہے۔ رواں مالی سال میں بجٹ کا خسارہ آٹھ فیصد سے تجاوز کرنے کا امکان ہے اور آئندہ مالی سال میں تقریباً بیس فیصد سے بھی تجاوز کر سکتا ہے، یہ حکومت کی مکمل ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، رواں مالی سال میں صوبوں سے 232 بلین کا سرپلس بجٹ دکھایا گیا تھا جس میں حکومت ناکام رہی اور اس کے باوجود آئندہ مالی سال کے لئے صوبوں میں 570 بلین کا سرپلس بجٹ مقرر کرنا انتہائی غیر منطقی عمل ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، بجٹ کے حوالے سے تفصیلات جناب سپیکر اور بھی بہت ہیں۔ جناب سپیکر، یہاں پر خوش نما باتیں کی گئیں، ہیلتھ کارڈ کے حوالے سے بات ہوئی، ایجوکیشن کے حوالے سے بات ہوئی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، میں پوچھنا چاہتا ہوں اور حکومت سے آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے۔۔۔۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Asia Bibi! Please take your seat، کبھی آپ ایک سیٹ پر ہوتی ہیں کبھی دوسری پر ہوتی ہیں۔ Please don’t disturb the House۔

جناب لطف الرحمان: مجھے یہ بتادیں کہ آپ کے کونسے ہاسپیٹل کی Capacity ہے جو خطرناک بیماریوں کا علاج کرتی ہے، میں صرف ایک مثال دیتا ہوں، آپ کے ایبٹ آباد کا دوں گا اور اپنے ڈی آئی خان کا دوں گا۔ ایم ٹی آئی میں آج تک انجیوگرافی تو ہو نہیں سکتی جناب سپیکر۔ اب ایک ہاسپیٹل میں انجیوگرافی نہیں ہو سکتی جناب سپیکر، اور آپ لوگوں کو ہیلتھ کارڈ، میرا حکومت سے سوال ہے کہ مجھے پچھلے سال کا پورا ڈیٹا دیا جائے کہ ہیلتھ کارڈ کے تھرو آپ نے کتنے لوگوں کو سہولت پہنچائی ہے، کتنے مریضوں کا علاج آپ نے کیا ہے، آپ کے پورے صوبے میں Capacity نہیں ہے۔ جناب سپیکر، Equipments نہیں ہے آپ کے اس صوبے میں تو آپ ہیلتھ کارڈ کے تھرو صرف دنیا کو ایک یہ دکھا سکتے ہیں کہ ہیلتھ کارڈ ہے اور اس پر ہم جو ہے، وہ کوئی آپ نقد پیسے تو دے نہیں رہے ہیں ان کو کہ وہ کہیں باہر جا کر علاج کر سکیں یا کسی اور جگہ جہاں پر وہ علاج میسر ہو اور وہ آپ کر سکیں۔ اس صوبے میں اس کا علاج ہے نہیں تو وہ ہیلتھ کارڈ اس کے کس فائدے کا ہے جناب سپیکر۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ کام کیا جائے کہ عام لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچ سکے۔

جناب سپیکر، یہ تو آپ کی ہیلتھ کی صورتحال ہے، آپ ہاسپیٹلز دیکھ لیں ان کے، آپ کے وہاں پر ڈاکٹرز پورے نہیں ہوتے جناب سپیکر، علاج معالجے کی سہولت میسر نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر، اسی طرح میں ایجوکیشن کی بات کر رہا ہوں کہ جس میں یہ انرولمنٹ کے حوالے سے دعوے کرنا اور سٹوڈنٹس کو اس کی طرف لانا، سکولوں کی طرف، اور تعلیم کا جو ہے ایک نیا انقلاب برپا کیا ہے اور لوگوں کو تعلیم یافتہ بنایا جا رہا ہے جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب، میں آپ کو صرف مثال کے طور پر آپ کے صوبے کا پورا نقشہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پرویز خٹک کے ٹائم پہ بنایا گیا پرائمری سکول آج تک شروع نہیں ہو سکا جناب سپیکر۔ اس میں ملازمین نہیں آئے، اس میں کوئی ٹیچر بھرتی نہیں ہوا اور وہ سکول آج تک نہیں چل سکا جناب سپیکر۔ تو جو صورتحال آپ کی یہ ہو کہ پچھلی حکومت جو آپ ہی کی حکومت تھی اور اس وقت کے بنائے ہوئے سکولز آج تک آپ شروع نہیں کر سکے تو ایمرجنسی کس بنیاد پر تھی اور یکساں نظام تعلیم کس بنیاد پر تھا؟ آج تک حکومت ہمیں نہیں سمجھا سکی کہ یکساں نظام تعلیم کا مقصد کیا تھا، آیا وہ انگلش میڈیم اور اردو میڈیم اس میں، انگلش میڈم میں Convert کرنا تھا، اردو میڈم میں Convert کرنا تھا یا مدارس کو ساتھ ملانا تھا، آج تک ہمیں اس کی سمجھ نہیں آئی اور ادارے تو درکنار کہ وہ ادارے بنتے ہیں اور اس سے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی یونیورسٹیوں کا حال یہ ہے جناب سپیکر۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ لطف الرحمان صاحب۔

<u>جناب لطف الرحمان:</u> ایک دو منٹ میں اور لوں گا، اسلامیہ کالج یونیورسٹی جو ہے وہ آج آپ کے بینک کے لون پر چل رہی ہے، ہمارے گومل یونیورسٹی کا حال یہ ہے کہ وہ پنشن سے پیسے اٹھا کر اپنے ملازمین کی تنخواہ پوری کر رہی ہے۔ تو یہ آپ کے ان اداروں کا حال ہے کہ جس سے آپ سمجھتے ہیں کہ ہم تعلیم دے کر ایک معمار اٹھائیں گے جو ملک کے کام آئے گا جناب سپیکر۔ وہ طبقہ اٹھے گا تعلیم سے، جب آپ کی تعلیمی اداروں کا یہ حال ہو کہ جہاں آپ لون پہ یونیورسٹی چلا رہے ہو، جہاں پہ آپ کی بڑی بڑی یونیورسٹیاں جو ہیں وہ تعلیم سے یعنی ایک پروفیسر آپ مزید رکھ نہیں سکتے، تنخواہ ان کو نہیں دے سکتے تو وہ پڑھائیں گے کیا بچوں کو؟ جناب سپیکر، اسی طرح ہماری زراعت کا مسئلہ ہے، ایریگیشن کا مسئلہ ہے۔ زراعت ہمارا بنیادی ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جناب سپیکر، ہمارے تمام پانی کے وسائل جو ہیں وہ ہمارے پاس ہیں لیکن ہم اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ ہم نے بارہا حکومت کو کہا کہ یہ صوبے کا حق ہے ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں لیکن یہ حق آپ مرکزی حکومت سے لیں، آپ کے صوبے کا حق بنتا ہے جناب سپیکر، لیکن آج

تک نہیں لے سکے۔ لیفٹ کینال نہیں بنا سکے، تین سال نہیں میں بنا سکے اب اس سال آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم بنانا شروع کریں گے، ہم دیکھتے ہیں تو شروع کریں خدا کرے کہ یہ بات سچ ثابت ہو اور ہم یہ کام کر سکیں جناب سپیکر اور ہم لیفٹ کینال شروع کر سکیں۔ جناب سپیکر، تو صورتحال حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے انتہائی کمزور اور نیچے ہے تین سالوں میں۔ جناب سپیکر، آپ کو اگر میں اس کے علاوہ اب Ex-FATA کی طرف آؤں تو Ex-FATA میں ہر سال 100 ارب آپ نے خرچ کرنے ہیں اور آپ نے ان تین سالوں میں 24 ارب روپے آپ نہیں خرچ کر سکے 24 ارب روپے اور کہاں آپ نے ایک ہزار ارب روپے ان کو دینے ہیں اور 100 ارب روپے سالانہ آپ نے دینے ہیں تو یہ اگر پچھلے تین سال کا قرضہ لے لیں تو اس وقت تو آپ 300 ارب روپے آپ نے اس سال میں خرچ کرنے ہیں بلکہ 400 ارب خرچ کرنے ہیں لیکن آپ 124 روپے خرچ کر رہے ہیں اور اس پہ بھی آپ کہتے ہیں کہ جی ہم نے بڑا تیر مارا ہے کہ ہم نے 24 ارب روپے خرچ کئے ہیں، تو صورتحال سپیکر صاحب، اس وقت یہ صورتحال ہے اور میں نے جو شروع میں کہا تھا کہ یہ کہانی جو ہے سکون سے نیند دلانے کے لئے بڑی اچھی تقریر انہوں نے ترتیب دی ہوئی تھی کہ لوگ سکون سے جو ہیں نا سوتے رہیں اور ان کو یہ پتہ نہ چلے کہ بھوک، جب انسان سوتا ہے تو شاید بھوک اتنی زیادہ نہیں لگتی اور اس کو شاید بھوک نہ لگے لیکن آخر اٹھنا تو ہے اس نے، بھوک کے لئے اس نے بات کرنی ہے اور آپ نے اس کے سارے راستے بند کئے ہوئے ہیں، مسدود کئے ہوئے ہیں تو آخر قوم کہاں جائے گی اور حکومتیں اس طرح نہیں چلتیں، حکومتوں کو اگر آپ ایک فلاحی ریاست کی بات کرتے ہیں اور بنیاد فلاحی ریاست کی بنیاد پہ بات کرتے ہیں تو فلاحی ریاست پھر ہونی بھی چاہیئے اور یہاں پہ اپوزیشن جتنی بھی بیٹھی ہے آپ یقین جانیئے سپیکر صاحب، یہ ہماری حکومت چور چور ڈاکو چور کہہ کہہ کے وہ سمجھتی ہے کہ اس سے ہمارا مسئلہ ہمارا پردہ ہمارے سامنے آجائے گا لیکن اس سے پردہ نہیں آئے گا لوگ آپ کو معاف نہیں کریں گے قوم آپ کو معاف نہیں کرے گی۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔

<u>جناب لطف الرحمان:</u> اپوزیشن نے جب بھی مشورے آپ کو دیئے ہیں تو وہ آپ کی بھلائی کے لئے دیئے ہیں، قوم کی بھلائی کے لئے دیئے ہیں۔ یہاں تمام ممبران جو ہیں وہ نمائندہ بن کے قوم کی طرف سے آئے ہیں اور وہ یہاں پہ جو بھی بات کرتے ہیں اور اگر آپ کو مفید مشورے بھی دیتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ جی اس پہ تو ہم نے عمل نہیں کرنا کیونکہ پچھلی جو پاکستان کی تاریخ گزری ہے اس حوالے سے اگر وہی مشورے

آپ دیتے رہیں گے تو پاکستان تو اسی طرح ہو گا لیکن میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کے تین سال کی مرکزی حکومت نے اور آٹھ سال آپ کی اس حکومت نے کونسے سرخاب کے پر لگائے ہیں وہ بھی تو ہمیں پتہ چلے اور اس قوم کو جو ہے نا اس کے فائدے کا پتہ چلے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو لطف الرحمان صاحب، تھینک یو۔

جناب لطف الرحمان: تو جناب سپیکر! یہ صورتحال ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جھوٹ اور جھوٹی باتوں سے ملک نہیں سنورتے نہ ملک سنوارے جاتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔ جناب سردار یوسف صاحب! (مداخلت) ڈیبیٹ چل رہی ہے ابھی۔ جی سردار یوسف صاحب!

سردار محمد یوسف زمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس اسمبلی میں اس حکومت کا یہ تیسرا بجٹ ہے اس سے پہلے دو سال میں جو بجٹ پیش ہوئے اور اس وقت بھی جو توقعات تھیں، ہماری عوام کی توقعات تھیں اس پر پورا نہیں اتر سکے اس سال جبکہ اس حکومت کے لیڈر وزیراعظم نے قوم کو یہ خوشخبری سنائی کہ مشکل وقت گزر چکا ہے اور ابھی آسانی پیدا ہو چکی ہے اور لوگوں کے لئے ریلیف ہو گا لیکن جو بجٹ پیش کیا گیا ہے واقعی الفاظ کے لحاظ سے بڑے جو ہیرا پھیری بجٹ کے ذریعے معلوم ہو رہی تھی، بڑا خوشنما تھا اور لگتا یہ ہے کہ واقعی کہ آئی ایم ایف کی ہدایت کے مطابق اور پھر این جی اوز جس طریقے سے بجٹ بناتی ہے اس کے مطابق یہ بک بھی جب پرنٹ کی گئی، اس میں جتنے بھی گراف وغیرہ سامنے رکھے گئے وہ دل کو خوش رکھنے کے لئے بڑی اچھی ایک کوشش کی گئی ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے جناب سپیکر، کہ جس طرح این جی اوز کا ہم نے ہمیں بھی اندازہ ہے کہ وہ کسی بھی علاقے میں کام کرتے ہیں تو 30 پرسنٹ وہ Actual اس کام پر خرچ ہوتا ہے 70 پرسنٹ ان کے اخراجات آتے ہیں تو اندازہ یہی لگ رہا ہے کہ جس طرح یہ بجٹ بھی پیش کیا اس حکومت نے تو شاید 30 پرسنٹ ڈیویلپمنٹ کے لئے اور عوام کی ریلیف کے لئے باقی جتنے بھی ہیں وہ اخراجات اس مد میں جو شامل ہوں گے تو اسی طریقے سے عوام کو اس سے کوئی خاطر خواہ ریلیف نہیں ملا جبکہ مسلسل تین سالوں میں مہنگائی، بے روزگاری میں جو اضافہ ہوا ہے عوام دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں اور اس کے لئے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس بجٹ میں پچھلے دو سالوں کی جو مشکلات ہیں ان کو دور کیا جاتا اور عوام کی جو بنیادی ضروریات ہیں ان کو پورا کیا جاتا۔ جناب سپیکر، ایک مزدور کی تنخواہ اس بجٹ میں انہوں نے کہا کہ جی کم از کم 21 ہزار

حالانکہ آپ اگر یومیہ تخمینہ لگائیں، ایک فیملی کے لئے کم از کم ایک ہزار روپے روزانہ خرچ ہوتا ہے کم از کم اور یہ تنخواہ اگر اور نہیں تو 30 ہزار کم از کم ایک مزدور کی جو اجرت ہے اس طرح مقرر کرنی چاہیئے تھی۔ اسی طریقے سے جو کہ مہنگائی میں پچاس سے دو سو فیصد اضافہ ہوا ہے، اس حوالے سے جو سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے، آپ نے دس فیصد اضافہ کیا ہے اور جو مہنگائی ہے وہ پچاس فیصد ہے یا سو فیصد ہے تو اس لحاظ سے اسی دس فیصد میں کیا ریلیف ملے گا، اس میں کم از کم اگر پچاس فیصد نہیں تھا تو تیس فیصد اس میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے تھا۔ جناب سپیکر، کیونکہ بجٹ کے حوالے سے جو اعداد و شمار میرے Colleagues نے بتائے ہیں میں تو Repeat نہیں کرنا چاہتا لیکن اس کے ساتھ ہی جو اس وقت آٹھ سال ہو گئے ہیں اس حکومت کو اور یہاں صوبہ خیبر پختونخوا میں اتنا لمبا عرصہ میرے خیال میں کسی بھی پارٹی کو نہیں ملا۔ آٹھ سال مسلسل جو مختلف ڈیویلپمنٹ کے حوالے سے دعوے کئے جا رہے تھے اور عوام کو ریلیف دینے کے حوالے سے دعوے کئے جا رہے تھے تو یہ حکومت اس میں سراسر ناکام نظر آتی ہے اس وجہ سے کہ صرف زبانی دعوے کئے جا رہے ہیں اس پر عملدرآمد یعنی اس کے لئے کوئی نظر نہیں آرہا۔ اس وجہ سے میں تو صرف یہ کہوں گا کہ جس طرح پورے صوبے میں صحت کے حوالے سے بڑے انہوں نے خواب دکھائے اور صحت کارڈ کے حوالے سے بڑا دعویٰ ہو رہا ہے لیکن دو دن پہلے کی بات ہے میرے حلقے سے ایک بیمار جو کہ صحت کارڈ بھی اس کے پاس تھا، وہ گیا اور اس کا علاج کسی جگہ نہیں ہو سکا آر ایم آئی میں وہ گیا اور انہوں نے کہا یہ صحت کارڈ یہاں پر نہیں چل سکتا اور اس بے چارے غریب کو ادھار لے کر قرض لے کر وہ داخلہ وہاں پر اس نے پیسے جمع کئے اور اس کا علاج کرایا جبکہ یہاں یہ ہو رہا ہے کہ پورے سو فیصد پورے صوبے میں لوگوں کو صحت کی سہولیات مہیا ہو گئی ہیں لیکن یہ صرف سہانے خواب ہیں جس پر عملدرآمد ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ جناب سپیکر، گزشتہ پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک بی ایچ یو اور مرکزی مقام پر آر ایچ سی ویلج ہسپتال بنائی جائے لیکن آپ اندازہ لگائیں یہ اس وقت آج سے تیس سال پہلے کی پالیسی تھی اب آبادی کتنی بڑھ چکی ہے، دیہاتوں میں ویلج کی سطح پر آبادی کتنی زیادہ ہے اور پھر وہاں سے بی ایچ یو ایک یونین کونسل میں کتنا دور ہے؟ تو چاہیئے تو یہ تھا ایک جو پرانی پالیسی تھی کہ سول ڈسپنسری سسٹم جو ہے اس کا اجراء کیا جاتا اور ویلج کی سطح پر کم از کم بنیادی صحت کی سہولت مہیا کی جاتی لیکن اس صوبے میں اس حکومت نے اس کے اوپر بھی کوئی غور نہیں کیا۔ میں اب بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ بی ایچ یو آر ایچ سی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے آپ جو خرچے کرتے ہیں تو ہر ویلج میں

ایک سول ڈسپنسری بنائی جائے تاکہ وہاں مقامی آبادی اس سے مستفید ہو سکے تاکہ دور دراز پہاڑی علاقوں میں بھی اور جو گاؤں ہیں ان کی سطح پر بھی لوگوں کو یہ سہولت فراہم کی جا سکے۔ اسی کے ساتھ ہی چونکہ میں لمبی چوڑی آپ پھر ٹائم تو دیتے نہیں ہیں، ہمارے جو اپنے علاقے کے مسئلے ہیں وہ اسی طریقے سے رہ جاتے ہیں۔ جو اے ڈی پی ہم نے دیکھی ہے پرسوں سے مجھے افسوس ہوا ہے کہ تین سال کے بعد بھی اپوزیشن کے حلقوں کو تو بالکل محروم کیا ہے مجھے پتہ نہیں کسی اور کا لیکن مجھے کم از کم اپنے حلقے کا علم ہے کہ اس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ Block allocation رکھی ہے وہ صرف ذاتی پسند اور ناپسند کی بنیاد پہ یہ فنڈز تقسیم کئے جائیں گے لیکن جو Actual right ہے، حق ہے عوام کا، ان حلقوں کا، اس کو محروم رکھا گیا ہے اور اسی طریقے سے ہزارہ کی سطح پر میں نے دیکھا ہے، میں ایک سٹینڈنگ کمیٹی میں بیٹھا تھا میں نے کہا کہ پچھلے تین سال چار سال کا کوئی میگا پراجیکٹ لائیں تو کوئی بھی میگا پراجیکٹ ہزارہ کی سطح پر نہیں تھا کم از کم تو یہ پورے ایک علاقے کو نہیں پورے ایک ڈویژن کو بھی محروم کیا جارہا ہے تو پھر کیوں نہ ہزارہ کے لوگ یہ آواز اٹھاتے ہیں، وہ صوبوں کا جو مطالبہ کرتے ہیں، ان نامحرومیوں کی وجہ سے، ان محرومیوں اور مایوسیوں کی وجہ سے تو عوام مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں پھر علیٰحدہ صوبہ دیا جائے ہمارے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، انتظامی طور پر ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور بجٹ میں بھی ہمیں ہمارا حصہ نہیں ملتا۔ تو یہ پچھلے کتنے عرصے سے صوبہ ہزارہ کی جو آواز اٹھ رہی تھی اسی وجہ سے اٹھ رہی تھی کوئی ہم علیٰحدہ ملک کی بات نہیں کرتے بلکہ ہزارہ کا حق اس کو ملنا چاہیئے تھا لیکن صرف اور صرف چند ایک پراجیکٹس جو ایک آدھ ضلع میں دے کر باقیوں کو کہہ دیا جی پورے ڈویژن کو اس کا حق مل گیا ہے، حق تو یہ ہے کہ پسماندہ علاقے جس طرح ہزارہ ڈویژن ہے، ملاکنڈ ڈویژن ہے دور دراز پہاڑی علاقے ہیں جہاں آمد و رفت کے لئے بھی سہولت نہیں ہے وہاں پر بجٹ میں زیادہ Provision رکھی جائے تاکہ ان لوگوں کو بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں۔ میرا جو حلقہ انتخاب ہے PK-34 وہاں تقریباً پندرہ یونین کونسلیں ہیں اور جناب سپیکر، مجھے زبانی یاد ہیں کہ جتنے بھی پہاڑی علاقے کی یونین کونسلیں ہیں، یونین کونسل ہلکوٹ ہے، جبڑ دیولی ہے، جبوڑی ہے، سچاں ہے، بھوکڑمنگ ہے، سم الہی منگ ہے اور اس کے ساتھ بٹل ہے، اچھڑیاں ہے، شنکیاری، بفہ اور ڈھوڈیال وغیرہ یہاں پر بھی ابھی تک لوگوں کو جو سڑکوں کی سہولیات فراہم نہیں ہیں اور پچھلے ایک سال سے ہم کہہ رہے ہیں کہ جو سڑکیں تباہ ہوئی ہیں خدارا اس کے لئے کچھ نہ کچھ ذرا انتظام کیا جائے تو ایم اینڈ آر میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں رکھا گیا اور جہاں پر بڑی جو شاہراہیں ہیں مثلاً بٹل سچاں روڈ، میں

سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کو لے گیا تھا پچھلے سال اور انہوں نے وزٹ کیا، سفارش بھی کی، مجھے یہ یقین دہانی کرائی تھی اس وقت اکبر ایوب خان یہاں پر نہیں ہیں انہوں نے کہ یہ آپ کی جو ہے ایشیئن ڈیویلپمنٹ پروگرام میں شامل کی جائے گی یا اس کے لئے وزیر اعظم کا جو فنڈ ہے، اس سے خصوصی Allocation کرائی جائے گی لیکن مجھے افسوس ہے کہ بالکل تقریباً تین لاکھ لوگ اس سے مستفید ہوتے تو اس کو اس میں شامل نہیں کیا، اس کا جرم صرف یہ ہے کہ میں اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں، پاکستان مسلم لیگ نون سے تعلق رکھتا ہوں۔ لہذا میری وجہ سے اس علاقے کو جو محروم کیا جارہا ہے یہ بڑی ناانصافی ہے ظلم ہے زیادتی ہے، اس لئے ہم حق رکھتے ہیں کہ اس علاقے کو محروم نہ کریں ہمیں بے شک سے نہ دیں عوام کا کام کریں تو یہی بات جس طریقے سے کہ ہزارہ کی سطح پر پورے ہزارہ میں ہماری جو یونیورسٹی ہے، اس ہزارہ یونیورسٹی کو ابھی کوئی گرانٹ نہیں ملی اور یہ ریکارڈ کی بات ہے کئی دفعہ بارہا میں کہہ رہا ہوں کہ ایجوکیشن کو یہ ترجیح دے رہے ہیں جی، بڑا اہم نے یکساں نظام تعلیم اور دوسری بات ہے لیکن جہاں ایک ڈویژن کی پرانی یونیورسٹی ہزارہ یونیورسٹی کو ایک پیسہ بھی صوبائی حکومت کی طرف سے گرانٹ نہیں ملی، اس کی بنسبت دوسری یونیورسٹیوں کو گرانٹ بھی ملی ہے، وہاں پر ابھی ہمارے جو سٹوڈنٹس ہیں بے چارے غریب علاقے کے وہ Afford بھی نہیں کر سکتے، اتنی فیسیں جو دے رہے ہیں مجبوراً اُن کو فیسیں زیادہ دینی پڑیں اور اس کے ساتھ ہی جو میرا حلقہ پوری تحصیل بفہ میں کوئی کالج، نہ بوائز کالج ہے نہ گرلز کالج ہے، پانچ لاکھ کی تقریباً آبادی ہے اور اس کے لئے کالجز کی کوئی سہولت نہیں ہے اور جہاں دور دراز علاقوں میں جو ہائی سکولز تھے، ہائیر سیکنڈری سکول وہاں پر کوئی بھی نہیں، اس لئے میں دوبارہ یہ یاد دہانی اس لئے کرانا چاہتا ہوں کہ اس فلور پر چیف منسٹر صاحب نے خود Commitment کی تھی لیکن دو سال گزر گئے ابھی مجھے یعنی یاد دہانی کے طور پر میں کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کی Feasibility بنی ہے یا نہیں بنی، میرا خیال ہے کامران بنگش صاحب کہہ رہے تھے تو اس میں پوری تحصیل کی Feasibility پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے مجھے تو امید ہے کہ ہونا چاہیئے ایک نہیں بلکہ چار کالجز ہونے چاہئیں لیکن مجھے کس طریقے سے یقین آسکتا ہے کہ اس کے لئے یہ مطلب ہے کہ کالج کی، تعلیم کی سہولت فراہم ہو گی۔ جناب سپیکر! جو انہوں نے پچھلے سال تقریباً اندازاً میں نے دیکھا ہے کہ صوبائی بجٹ میں کوئی 313 ارب روپے مختص کئے تھے ڈیویلپمنٹ کے لئے، اس میں سے خرچ صرف 118 ارب روپے خرچ ہوئے تو 199 ارب روپے یہ خرچ ہی نہیں کر سکے، Lapse ہوئے ہیں، یہ حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے، یہ عوام کا حق بنتا تھا کہ اس

پر خرچ کیے جاتے۔ اسی طرح جناب سپیکر، اس وقت ہم پر جتنے بھی شرائط لگائے جا رہے ہیں آئی ایم ایف کی طرف سے کہ عوام پر زیادہ سے زیادہ ٹیکسز لگائے جائیں۔ بجلی کے بل ہیں، گیس کے بل ہیں اس کے ساتھ ہی مطلب ہے ایجوکیشن کے لحاظ سے بھی ٹیکس لگیں تو اس کو خوش کرنے کے لئے یہ ٹیکسز لگائے جا رہے ہیں تو جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ اس صوبے کی جو عوام ہیں الحمد للہ، اللہ کے فضل وکرم سے یہاں وسائل بھی ہیں اور یہاں پر جتنی بجلی پیدا ہوتی ہے شاید پاکستان کے کسی دوسرے علاقے میں بجلی اتنی پیدا نہیں ہوتی۔ ہمیں جو رائلٹی ہمارا حق تھا وہ ملنا چاہیئے ہزارہ سے جو تربیلا ڈیم چوراسی گاؤں ہزارہ کے تباہ ہوئے ہیں اور اسی طریقے سے ابھی بھی جتنے وہاں ڈیمز بن رہے ہیں تو اس کے بدلے میں جو رائلٹی ہوتی ہے تو ہزارہ کا بھی اس میں حصہ بنتا ہے اس کو بھی تو ملنا چاہیئے۔ میں نہیں کہتا کہ باقی صوبے کو محروم رکھیں سارے صوبے کو ملنا چاہیئے لیکن یہ ایک معاہدے کے تحت جو اس کا حق تھا وہ نہیں مل رہا۔ دس فیصد جو اس کو یعنی اس کے لئے رائلٹی میں Provision رکھی گئی تھی وہ بھی نہیں ملتا۔ تو میں یہ کہوں گا کہ اس وقت جتنے بھی لوگ ہیں، عوام جو ہیں وہ مایوسی کا شکار اس وجہ سے ہیں کہ مہنگائی میں کوئی کمی نہیں آئی، روز بروز ہر چیز مہنگی ہوتی جا رہی ہے اور اسی طریقے سے روزگار۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے بجٹ پر بحث کے لئے مقررشدہ وقت پورا ہونے پر گھنٹی بجائی)

سردار محمد یوسف زمان: بھی مہیا نہیں ہوا تو آپ اندازہ لگائیں کہ جہاں ہم یہ خوش فہمی میں مبتلا تھے ایک کروڑ نوکریاں ملیں گی، ایک کروڑ تو چھوڑیں ایک لاکھ بھی نہیں ملیں اور اس کو بھی چھوڑیں اس کے ساتھ ہی یہاں پہلے بہت سے سارے ایسے ڈیپارٹمنٹس میں لوگوں کو ملازمتیں ملی تھیں ان کو بھی نکال دیا، تو یہ حکومت کیا دعوے کرتی ہے، ہمارے دور کا موازنہ کریں ہم چیلنج بھی کرتے ہیں ان شاء اللہ۔ نواز شریف صاحب کا دور پچھلے سال کا اور اس کا میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ایک سیریس ڈیبیٹ رکھیں اور ہونا بھی چاہیئے پچھلے جتنی ادوار ہیں، ان حکومتوں کے موازنے ہونے چاہئیں تاکہ عوام کو حقائق کا بھی پتہ ہو اور اس سے لوگوں کو بھی فائدہ ہو اور ان کے لئے بھی بہتری ہو گی کہ یہ کام بہتر طریقے سے کر سکیں۔ جناب سپیکر! ٹورازم کے لحاظ سے چونکہ انہوں نے بڑا ابھی جو پلان بنایا اور اس میں ہزارہ ڈویژن، ملاکنڈ ڈویژن کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، وہاں پر ابھی ایک دو سڑکیں شروع ہوئی ہیں لیکن وہاں اس کے لئے ابھی فنڈز ریلیز نہیں ہوئے جہاں تک سروے کیا گیا تھا پورا ہزارہ ڈویژن، ملاکنڈ ڈویژن اور پھر اس میں جو ہمارے سرن ویلی ہے، پونچ ویلی ہے، کاغان ویلی اور اس کے ساتھ پکھل اور اس کے ساتھ اگرور ویلی ہے مانسہرہ میں ہر جگہ

الحمد للہ اس کا ایک Scope بھی ہے لیکن اس کے لئے جو انفراسٹر کچر ہے وہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کی طرف سے اس پہ کوئی توجہ نہیں دی جا رہی، ایسے ایسے باقی علاقے شامل کئے ہیں لیکن جہاں ضرورت ہے وہاں اس کے لئے کوئی خاص توجہ نہیں دی، فنڈز نہیں رکھے سڑکیں نہیں بنا رہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو سردار صاحب۔

سردار محمد یوسف زمان: بجلی نہیں بنا رہے ہیں۔ میں بس مختصر کرتا ہوں کیونکہ آپ کو پتہ ہے میں زیادہ بات اس لئے دہراتا نہیں ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وائنڈ اپ کریں۔

سردار محمد یوسف زمان: جی جی۔ میں وائنڈ اپ کرتا ہوں تھوڑا سا۔ اس وجہ سے ابھی میری یہ گزارش ہے کہ اگر یہ ٹورازم کو ڈیویلپ کرنا چاہتے ہیں تو ان علاقوں کی طرف خاص الخاص توجہ دیں، وہاں سڑکیں بھی بنائی جائیں، وہاں پر لوگوں کو سہولت بھی فراہم کی جائے، ٹیکس میں بھی چھوٹ دی جائے تاکہ وہاں Investors آئیں جس سے صوبے کو بھی فائدہ ہو گا اور ملک کو بھی فائدہ ہو گا۔ جناب سپیکر! حالیہ جو بارشیں ہوئیں، ژالہ باری ہوئی ہے یعنی پہلے ہم نے یہاں قرارداد بھی پیش کی تھی وہ پاس بھی ہوئی ہے، اس کے بعد دوبارہ پکھل میں اور پورے علاقے میں، مانسہرہ میں اور میرا خیال ہے مختلف جگہوں میں ژالہ باری ہوئی ہے تو اس کے لئے یعنی حکومت کی طرف سے کوئی انہیں ریلیف دینے کا اعلان نہیں ہوا۔ ان کو کم از کم یہ چاہیئے کہ اگر فوری طور پر جو گندم کی فصل خراب ہوئی ہے، تمباکو کی فصل خراب ہوئی ہے سبزیاں جو ٹماٹر وغیرہ مٹر یہ خراب ہوئے ہیں تو ان کاشتکاروں کو ریلیف ملنا چاہیئے، ان کو باقاعدہ معاوضہ ملنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ تو میں یہ گزارش اس لئے کر رہا تھا کہ بجٹ میں ایسی Provision ہو جہاں آپ مطلب ہے ان علاقوں کو جو پسماندہ یا پیچھے ہیں، ان کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دیں۔ زلزلہ زدہ علاقہ آپ کو پتہ ہے ہمارے تقریباً پانچ سو سکولز ابھی نہیں بنے، تقریباً نہیں بنے، اس میں سے یقین دہانی کرائی گئی تھی پچھلے سال دو سو سکولز بن جائیں گے لیکن جو ضلع مانسہرہ پرائمری سکول، ہائی سکول اور اسی طریقے سے مڈل سکول بچوں اور بچیوں کے وہ بہت ساری ایسی جگہیں ہیں کہ بچے جو ہیں وہ ننگے آسمان کے نیچے وہ زیر تعلیم ہیں لیکن یہاں حکومت کہتی ہے کہ اتنی بڑی رقم ہم ایجوکیشن پر خرچ کر رہے ہیں تو اس کے لئے کم از کم وہ علاقے جہاں سکول بنے ہوئے تھے تو وہ سکول تو کم از کم بنا کر دیں تو اس

میں خاص طور پر اس کا ذکر ہونا چاہیئے تھا، بجٹ میں اس کے لئے Provision علیٰحدہ مختص کرنی چاہیئے تھی تاکہ جو پچھلے کام ہیں وہ مکمل کئے جا سکے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو سردار صاحب۔

<u>سردار محمد یوسف زمان</u>: تو اس لئے۔ ایک بات اور جی میں تھوڑی سی۔ جو پانی کے لحاظ سے جو واٹر سپلائی سکیم ایک عرصے سے چلی آ رہی ہے جو مانسہرہ میں واٹر سپلائی سکیم تو وہ میرا خیال ہے تین سال تو میں نے دیکھا ان سے پہلے بھی وہ اسی طریقے سے اے ڈی پی میں Reflect ہوتی ہے Foreign Funded Project ہے لیکن ابھی تک اس پر بھی کوئی پیشرفت نہیں ہے۔ اب مانسہرہ سٹی کے لئے یا باقی علاقوں کے لئے جہاں پانی کی سخت تکلیف ہے لیکن اس کے لئے کوئی بھی میں نے دیکھا ہے کہ اے ڈی پی میں بہت سارے دوسرے علاقے، جو ان کا ذکر ہوا ہے کہ اتنی Allocation ہے جی واٹر سپلائی سکیم کی بحالی کے لئے یہ چیزیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہمارے علاقوں کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے اور اگر یہ اسی طریقے سے زیادتی کرتے رہیں گے تو پھر کیا توقعات رکھتے ہیں کہ اس علاقے کے لوگ بھی حکومت کا ساتھ دیں گے یا حکومت کے لئے یا جو اس حکومت کی جتنی باتیں ہیں اس پر وہ اعتماد کریں گے؟ تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدارا جو وعدہ آپ کریں کم از کم اس پر اگر سو فیصد نہیں تو کم از کم پچاس فیصد تو عمل کر لیں۔ ہم یہاں پر جتنے لوگ منتخب ہو کر آئیں عوام کا حق ہے ہم پر اور ہمارا فرض ہے یہ بات حکومت تک پہنچانا۔ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے چاہے کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو۔ آج ان کی پارٹی کی حکومت ہے ان کی ذمہ داری بنتی ہے لیکن یہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر یہاں پر ہر چیز بلڈوز کر دیتے ہیں اور یہاں پر جو اگر ضرورت ہے یا نہیں جن لوگوں کو اس کے لئے یہ تو اکثریت کی بنیاد پر اس کی حمایت کر دیتے ہیں لیکن اکثریت کی بنیاد پر عوام کو ریلیف دیں، ایسے پراجیکٹس جو عوام کے رفاہی کاموں کے لئے ہوں اس پر زیادہ توجہ دیں، اس کی حمایت کریں ورنہ ہمیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو سردار صاحب۔

<u>سردار محمد یوسف زمان</u>: کہنے میں بالکل ہمارا حق بنتا ہے اور میں یہ بات اس لئے بھی کہتا ہوں کہ جناب سپیکر! آپ بھی ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں، یہاں اکبر ایوب خان بیٹھے ہیں یہ بھی ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں جا کر ہزارہ کا نعرہ بھی لگاتے ہیں لیکن وہاں اس عوام کے لئے کیا ریلیف ہیں اور ہزارہ والوں نے جو قربانیاں دی ہیں آج الحمد للہ یہ صوبہ پاکستان کا حصہ جو ہے ہزارہ والوں کی وجہ سے ہے۔ آج جتنی بھی

مراعات، ہمیں خوشی ہے اور زیادہ خوشی ہے جو Merger ہوا ہے ہمیں خوشی ہے، ہمارے جو اضلاع Merged ہیں، جو نئے اضلاع شامل ہوئے ہیں الحمد للہ کہ اس سے اور زیادہ صوبہ مضبوط ہو گا لیکن ان کو جو ایک سو بلین جو سالانہ ان کو ریلیف ملنا تھا ملنا چاہیئے ہماری حکومت میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو سردار صاحب۔

سردار محمد یوسف زمان: نواز شریف صاحب کی حکومت میں فیصلہ ہوا۔

جناب سپیکر: تھینک یو ویری مچ، تھینک یو ویری مچ۔ شوکت یوسفزئی صاحب، پھر بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: میں بعد میں کر لوں گا۔

جناب سپیکر: اوکے۔ پھر آپ ایک اپنا بندہ Nominate کر لیں بابک صاحب آپ کی دو چٹیں بندوں کی آئی ہیں خوشدل خان صاحب کی، ایک ثمر بلور صاحبہ کی۔ خوشدل خان صاحب آج کریں گے۔ اوکے۔ جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر محنت وثقافت): شکریہ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو جناب سپیکر! میں حکومت کی طرف سے اس اسمبلی کو مبارکباد دیتا ہوں اور Specially اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کو کہ جس انداز سے یہ ہمارا بجٹ پیش ہوا ہے اور جس سکون کے ساتھ سنا گیا ہے مجھے امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کہ اسی سکون کے ساتھ اس کے اندر جو بھی اگر کمی کوتاہی ہے ہم ویلکم کریں کہ یہ Positive اس پر تنقید بھی کریں، یہ ان کا حق ہے اور تھوڑی سی رہنمائی بھی کریں جہاں ضرورت پڑے تاکہ اس کو ہم بہتر سے بہتر کر سکیں۔ آج سی ایم صاحب نے بھی ہونا تھا وزیر خزانہ نے بھی ہونا تھا لیکن سی سی آئی کی میٹنگ تھی وہ وہاں چلے گئے، وہ بھی آئیں گے ان شاء اللہ تفصیلی اس پر بات بھی کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، کہ جو موجودہ حالات ہیں جس طریقے سے کورونا گزرا، پوری دنیا کی معیشت سکڑی، اس کے اندر جو خیبر پختونخوا نے اپنا بجٹ پیش کیا، میں سمجھتا ہوں Balanced budget ہے اور سب سے تاریخی حوالے سے میں کہوں گا کہ سب سے زیادہ یعنی گیارہ سو ارب کا بجٹ پھر اس کے اندر ترقیاتی بجٹ آپ دیکھیں 371 ارب یہ تاریخی چیزیں ہیں باقی ٹھیک ہے یہ جو تنقید ہوئی وہ بھی اپنی جگہ، اکرم درانی صاحب نے Valid points بھی اٹھائے میں بالکل چاہوں گا کہ اس کو Respond کروں اور لطف الرحمان صاحب نے انہوں نے تو یہاں تک کہا کہ ہمارا جو بجٹ ہے وہ آئی ایم ایف کے کنٹرول میں ہے۔ تو جناب سپیکر، اگر یہ بجٹ آئی ایم ایف کے کنٹرول میں ہوتا تو کیا پرائم منسٹر امریکا کو اس طرح کرارا جواب دے سکتے تھے وہ کہہ

سکتے تھے کہ جی ہم کسی قسم کا اڈہ دینے کے لئے تیار نہیں نا ممکن ہے۔ (تالیاں) تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہونا چاہیئے، یہ بجٹ کسی طور پر آئی ایم ایف کے کنٹرول میں نہیں ہے، یہ بجٹ ہم نے بنایا ہے اور عوام کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر۔ اور جناب سپیکر! اکرم درانی صاحب نے فیڈرل ٹرانسفرز کے اوپر بھی بات کی، انہوں نے فارن فنڈنگ کے حوالے سے بھی بات کی۔ یہ بجٹ بنتا ہے جناب سپیکر، تخمینہ لاگت ہوتی ہے کہ آپ کا جو فیڈرل ٹرانسفرز ہے، اس کی Collection کتنی ہوتی ہے آپ کا جو پن بجلی کا منافع ہوتا ہے وہ کتنا بنتا ہے اور آپ کے جو محاصل ہوتے ہیں لوکل، وہ کتنے ہوتے ہیں، ان سب کو ملا کر پھر آپ نے اپنا ایک بجٹ بنانا ہوتا ہے کہ جی یہ ڈیویلپمنٹ کے لئے ہوگا اور یہ باقی اخراجات ہوں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کونسے دور میں ایسا ہوا ہے کہ آپ نے جو بجٹ بنایا ہے جو آپ نے Reflect کئے ہیں وہ فیڈرل ٹرانسفرز آپ کو پورے ملے ہیں، یہ تو کسی دور میں بھی نہیں ملے لیکن اس کا کیا مطلب ہے، کیا ہم اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں۔ اے جی این قاضی فارمولے کے مطابق جو ہمارا بجلی کا منافع بنتا ہے جناب سپیکر، جو Federal taxes میں ٹرانسفرز میں ہمارا شیئر بنتا ہے تو کیا ہم اس خوف سے کہ جی ہمیں پورا نہیں مل رہا ہے کیا ہم اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائیں، ایسا کبھی ہوا نہیں ہے جناب سپیکر، اور نہ ہم اس سے دستبردار ہوں گے۔ اسی طرح جناب سپیکر، جو این ایچ پی تھا آپ کو پتہ ہے کہ ایک عرصہ سے پینڈنگ چلا آ رہا تھا، ایشو بن رہا تھا ابھی اللہ کے فضل سے ہر مہینے ہمیں تین ارب روپے مل رہے ہیں جو 77 ارب پہ چلے گئے تھے تو وہ 22 ارب پر آگیا اسی طرح جو اے جی این قاضی فارمولے کے مطابق جو ہمارا شیئر بنتا ہے اس پر بار بار بات ہو رہی ہے اور ہم اپنے Stance سے پیچھے نہیں ہٹ رہے۔ جناب سپیکر! سردار یوسف صاحب نے ہزارہ کے اوپر بات کی، میں اس ایشو کو نہیں چھیڑنا چاہتا اس لئے کہ ہزارہ والے ہمارے بھائی ہیں ہم ایک ہی صوبہ ہیں، ہم ایک ہی لوگ ہیں اور میں آپ کو ہزارہ کے لئے جو اس بجٹ کے اندر رکھا گیا ہے، وہ بھی میں آپ کو بتا سکوں گا جناب سپیکر، لیکن میں ضرور یہ پوچھوں گا کہ جو یہ تحریک چلی تھی جناب سپیکر، کس کے دور میں چلی تھی، کیوں ہزارہ کے لوگ مایوس ہوئے، کیوں ہزارہ کے لوگ سڑکوں پہ نکلے، انہوں نے کیوں اپنے حقوق کی بات کی اور آخر میں کہا کہ ہمیں الگ صوبہ چاہیئے۔ یہ کونسا دور تھا، آج اللہ کے فضل سے ہزارہ سے کوئی ایسی آواز نہیں آ رہی ہے، آج ہزارہ کے لوگ مطمئن ہیں اس لئے کہ ان کو پورے حقوق دیئے جا رہے ہیں۔ آج اگر آپ ملاکنڈ ڈویژن کا بجٹ دیکھیں، ہزارہ ڈویژن کا دیکھیں، ساؤتھ کا دیکھیں میرے خیال سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کیا کیا ہیں۔ تو اس لئے میں یہ سمجھتا

ہوں جناب سپیکر! ان کی ایک بات سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ جو ڈسپنسریوں کے حوالے سے آپ نے بات کی یہ ہم نے بھی کی ہے جناب سپیکر، کیونکہ ہمارے علاقے جو ہیں وہ پہاڑی علاقے ہیں، وہاں بڑے ہاسپیٹلز نہیں بن سکتے، وہاں چھوٹی ڈسپنسریاں بن سکتی ہیں، ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں بالکل ایسا ہوگا ہم پوری کوشش کریں گے۔ جناب سپیکر، جو انہوں نے بات کی کہ اپوزیشن کے لئے کیا رکھا گیا ہے اور کیا چھوٹے جو پسماندہ اضلاع ہیں جناب سپیکر، دو قسم کے ایس ڈی جیز میں کافی فنڈر کھا گیا ہے ایس ڈی جیز میں ان شاء اللہ تعالیٰ سب کو Accommodate کیا جائے گا، وہ تمام علاقے جو محروم ہیں اور Specially میں کہوں گا کہ جو District plan دیا گیا ہے، District plan میں جناب سپیکر، 61 ارب روپے رکھے گئے ہیں اور وہ دو سال کا پراجیکٹ ہے، دو سال کا منصوبہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جو علاقے پسماندہ رہے ہیں وہ اس کے اندر Accommodate ہوں گے، یہ میں Promise کرتا ہوں جناب سپیکر، باقی جو ریفارمز کئے گئے، مجھے تو خوشی ہوتی کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے بھائی ساتھ ساتھ اگر جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں جناب سپیکر، ان کا بھی اگر تھوڑا سا ذکر کر لیتے اور اس کو Appreciate کر لیتے تو اچھا ہوتا لیکن چونکہ اپوزیشن کا کام نہیں ہے کہ وہ Appreciate کریں، جو اچھے اقدامات کئے گئے ہیں، میرے خیال سے یہ اکرم درانی صاحب تو چلے گئے ہیں لیکن جو ہمارے صوبائی محصولات تھے جناب سپیکر، وہ کہاں تھے، کتنے تھے؟ آج اللہ کے فضل سے 54 ارب پر پہنچ گئے ہیں اور آئندہ سال ہم نے 75 ارب کا ٹارگٹ رکھا ہے، یہ صوبے کو مالی خود مختاری کی طرف اہم قدم ہے جو ان کو Appreciate کرنا چاہیئے۔ جناب سپیکر، اس کے علاوہ میرے بھائی نے صحت کارڈ کے حوالے سے بات کی، انہوں نے کہا کہ اس سے تو کوئی استفادہ ہی نہیں کر رہا ہے، تو میں ان کو ذرا بتانا چاہتا ہوں کہ ایک لاکھ 65 ہزار سے زائد لوگ اس سے استفادہ کر چکے ہیں، 23 بلین روپے جناب سپیکر، اس میں رکھے گئے ہیں اور اس دفعہ اس میں Liver transplant کو شامل کیا گیا ہے جو 50 ملین تک ایک بندہ خرچ کر سکتا ہے۔ جناب سپیکر، چار کروڑ عوام اس سے استفادہ کریں گے اور اس کے علاوہ جو ہم نے ڈی ایچ کیو لیول کے ہسپتالوں کو جناب سپیکر، جو ان کی بحالی کے لئے، Rehabilitation کے لئے جو Rehabilitate کیا جائے گا، 14 بلین سے زیادہ پیسے اس کے لئے رکھے گئے ہیں، جو آپ کے اس وقت جو حالات ہیں ڈی ایچ کیو لیول کے جناب سپیکر، تمام بی ایچ یوز کو اور تمام آر ایچ سیز کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر، دو سو بی ایچ یوز کو اور پچاس آر ایچ سیز کو 24/7 کے لئے کھولا جا رہا ہے تاکہ چوبیس گھنٹے اس کے اندر ایمرجنسی کی سہولت موجود ہو۔ میرے خیال

سے یہ اچھی بات تھی، میں جاننا چاہتا تھا جناب سپیکر، کہ Appreciation ہو گی لیکن Anyhow اسی طرح جناب سپیکر، گزشتہ سال کے بجٹ کا موازنہ ہو، تو سالانہ بجٹ میں ہمارا جو اضافہ ہوا ہے، ایلیمنٹری ایجوکیشن کی، انہوں نے تعلیم کے حوالے سے بات کی لیکن شاید یہ پوری طرح بجٹ کو نہیں پڑھ سکے، 24 بلین روپے جناب سپیکر، ایلیمنٹری ایجوکیشن کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح 22 بلین ہیلتھ کے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے جو چوالیس پرسنٹ بنتا ہے۔ اسی طرح جو پولیس کا بجٹ ہے، 12 بلین۔ ٹورازم کی بات کی سردار یوسف صاحب نے، چلے گئے ہیں، تو میں کیا آپ کو نئی چیز بتاؤں کیا؟ نہیں تو میں اپنی طرف سے بتاؤں کیا، (مداخلت) میرے بھائی یہ بجٹ پہ بحث ہو رہی ہے، بجٹ سے ہی بتاؤں گا نا۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: آپ شوکت صاحب بات کریں۔

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: میرے خیال سے آپ نئے تو نہیں آئے ہیں نا؟۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: No interruption please، مہربانی کریں۔ مہربانی کریں اپنے نمبر پہ بات کریں، آپ ضرور جو ہمارا طے شدہ ہے۔

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: جناب سپیکر! ٹورازم کے حوالے سے بات کی۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی شوکت صاحب!

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنی معیشت کو بہتر بنانا ہے کاش اگر ٹورازم کے اوپر پہلے سے اتنا کام ہوا ہوتا، 11 بلین روپے رکھے گئے ہیں جناب سپیکر، اس کا سب سے بڑا فائدہ ہمارے ہزارہ ڈویژن کو ہو گا، ملاکنڈ ڈویژن کو بھی ہو گا لیکن سب سے زیادہ ہزارہ ڈویژن کو ہو گا، جو اس وقت ناران کاغان ہمارا نتھیا گلی اور یہ جو ٹورازم کے سپاٹس ہیں جناب سپیکر، وہاں سڑکیں بنانا، وہاں ان کو اپ گریڈ کرانا۔ تو یہ میں ان کے لئے بتانا چاہتا ہوں، شاید یہ پورا بجٹ انہوں نے نہیں پڑھا، میں تو آپ سے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انہوں نے صرف تنقید کے پہلو دیکھے اور وہ تنقید کر کے چلے گئے، ان کو سننا بھی چاہیئے تھا میرے خیال سے، لیکن چلو آج اچھا ماحول ہے اور مشکور ہوں ان کا۔ اسی طرح جناب سپیکر، انفارمیشن ٹیکنالوجی جو نوجوانوں کے لئے رکھی گئی ہے، 600% جو اس میں اضافہ کیا گیا ہے، اگر آپ دوسرے صوبوں سے موازنہ کریں ترقیاتی بجٹ کا جناب سپیکر، چھوٹا سا صوبہ ہے، وسائل کے لحاظ سے بھی ہم کمزور ہیں لیکن اس کے باوجود اگر آپ ترقیاتی بجٹ کو دیکھیں تو 33% خیبر پختونخوا کا بجٹ ادھر لیڈ کر رہا ہے اس وقت، باقی

پنجاب 21%، سندھ 22% جناب سپیکر، ان کا Ratio ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سکولوں کے جو حالات انہوں نے بتائے، اس دفعہ تقریباً جتنے بھی ہمارے سکولز ہیں جناب سپیکر، اس میں ان شاء اللہ وتعالیٰ فرنیچر کی جو فراہمی ہے وہ اس دفعہ ہو گی اور جناب سپیکر، چھوٹے اور متوسط طبقے کے لئے جس میں صنعتکار بھی ہیں، جس میں خواتین بھی ہیں جناب سپیکر، 10 ارب روپے ان کے مالی امداد کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ اگر کورونا سے متاثر ہوئے ہیں یا کسی بھی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں اور اس میں جو سب سے اچھی بات ہے جناب سپیکر، وہ یہ ہے کہ اس میں ہمارے Merged areas کی جو خواتین ہیں جناب سپیکر، ان کو Strengthen کرنے کے لئے بھی اس میں خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر، جو میں آخر میں بتا رہا ہوں، مجھے پہلے بتانا چاہیئے تھا کہ ٹیکس ریفارمز جو کئے گئے ہیں، اس پہ کسی نے بات نہیں کی صرف تنقید کی گئی۔ ٹیکس ریفارمز جناب سپیکر، آپ دیکھیں کہ ہمارا جو چھوٹا کسان ہے اس وقت وہ جس مشکل میں تھا، سات لاکھ کسانوں کو اس وقت فائدہ ہو گا جو ٹیکس فری لینڈ، ایگریکلچر ٹیکس ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح جناب سپیکر، جب پیشہ ورانہ ٹیکس کی وجہ سے لوگوں کو تنگ کیا جاتا تھا، وہ پیشہ ورانہ ٹیکس ختم کر دیا گیا۔ جناب سپیکر، جو گاڑیوں کی رجسٹریشن ہوتی تھی، مشکلات ہوتی تھی، لاکھوں روپے لوگ خرچ کرتے تھے، اسلام آباد جاتے تھے، لاہور جاتے تھے جناب سپیکر، اس کو ایک روپیہ کر دیا گیا ہے (تالیاں) اور اسی طرح جو دوبارہ اگر کوئی رجسٹریشن کرے گا تو زیرو ٹیکس، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ گڈ گورننس کی طرف ایک قدم بھی بڑھایا گیا ہے کہ جو حکومتی امور ہیں ان شاء اللہ وتعالیٰ بہت جلد وہ ای سمری پہ چلے جائیں گے۔ جناب سپیکر، تعلیم کے حوالے سے میں کہوں گا کہ اکیس ہزار سکولوں کی تعمیر بھی ہو گی، بحالی ہو گی، اپ گریڈیشن ہو گی جناب سپیکر، اور ایک لاکھ بیس ہزار بچوں کی گنجائش میں اضافہ ہو گا۔ اسی طرح جناب سپیکر، انہوں نے نوکریوں کے حوالے سے بات کی، صرف ایک ایجوکیشن کے اندر بیس ہزار اساتذہ اور تین ہزار سکول لیڈرز کی تقرری ہونے والی ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر، چار ہزار تین سو اساتذہ صرف ضم اضلاع میں ان کی تقرری ہونے والی ہے۔ جو تعلیمی اصلاحات کی گئیں جناب سپیکر، اس میں سائنس لیبارٹریز، آئی ٹی لیبارٹریز، لیبز اور دس ہزار ماڈل کلاس رومز، فرنیچر کی فراہمی، یہ سارے وہ اقدامات ہیں جناب سپیکر، جن سے بہتری آئے گی اور جو ضم شدہ اضلاع ہیں، اس پہ 230 ملین روپے صرف تعلیمی وظائف کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ جناب سپیکر، ریسکیو 1122 ایک مثالی سروس ہے اور یہ سروس اضلاع کو دی گئی تھی، اس دفعہ ان شاء اللہ تعالیٰ تحصیل کی سطح پر یہ سروس بڑھائی جا رہی ہے۔ جو

ٹورازم کا بجٹ ہے سر، جو انہوں نے اس کا ذکر بھی کیا، ٹورازم کا بجٹ دو ارب سے 12 ارب تک پہنچا دیا گیا ہے اور سب سے زیادہ فائدہ ان شاء اللہ وتعالیٰ، میرے بھائی نے بات کی ہزارہ ڈویژن کو ہو گا۔ جناب سپیکر، جو انہوں نے (مداخلت) جناب سپیکر، میں صرف ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ یہ نہیں کیا گیا کہ بنوں کا وزیر اعلیٰ ہے تو صرف بنوں ہی خوش، اگر کسی اور جگہ کا وزیر اعلیٰ ہے تو وہ خوش، اس دفعہ جناب سپیکر، اگر آپ بجٹ کھلے دل سے، کیونکہ اس دفعہ ان کو غصہ نہیں آ رہا ہے، اچھی بات ہے۔ (مداخلت) میرے خیال سے آرام سکون سے یہ اگر بجٹ کو اٹھا کے دیکھ لیں تو جناب سپیکر، ہزارہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: اپنے نمبر پہ، پلیز یہ کراس ٹاک نہ ہو، ماحول پھر خراب ہو جائے گا۔ اپنے نمبر پہ جو مرضی ہے وہ کہیں، وہ تو ظاہر ہے آپ نے مخالفت کرنی ہے، انہوں نے حمایت کرنی ہے، تو چار پانچ کے بعد ان کو میں نے نمبر دے دیا۔۔۔۔

وزیر محنت وثقافت: ولې جی څه خبره ده؟

جناب سپیکر: ان کو آپ Patiently سنیں، وہ آپ کو Patiently سنیں گی یہی طے ہوا تھا۔ جی شوکت صاحب! آپ بات کریں۔

وزیر محنت وثقافت: میں صرف ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں جناب سپیکر، اگر ان کو یہ صفحہ معلوم نہیں ہو رہا تو میں بتا دیتا ہوں ان کو، یہ ہزارہ کی سکیمیں ہیں سر، دو بڑی بڑی سکیمیں ہیں، ایک تو جو حلقوں کی ہے، حلقوں کی بات میں نہیں کر رہا میں پورے اس کی بات کر رہا ہوں۔ اسی طرح سر، جو ضم شدہ اضلاع ہیں۔۔۔۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: لیگل پوائنٹ۔

وزیر محنت وثقافت: جی وایه وایه۔

نکتہ اعتراض

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: I would like to draw you attention to rule 142 of the Assembly Rules that sub-rule (2) says "The Finance Minister

توبہاں shall have a general right of reply at the end of the discussion" پر جو ہے "shall" ہے، اس کے مطابق فنانس منسٹر کے پاس آخر میں ڈسکشن کے End میں وہ کرے گا۔ اب یہ بتائیں سپیکر صاحب، آپ نے ان کو کن حالات میں اور کس رول کے مطابق اجازت دے دی ہے کہ اس نے More than half an hour مطلب ہے Repetition کی ہے، وہی Repetition---

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: میں جواب دیتا ہوں سر۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ</u>: یہ رول تو بہت کلیئر ہے، یہ-----

<u>جناب سپیکر</u>: آپ صحیح کہتے ہیں۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ</u>: As a Member یہ اگر کوئی ڈسکشن میں حصہ لینا چاہتا ہیں، اگر یہ Reply دیتے ہیں ہمارے ممبرز کو، اپوزیشن کو تو یہ نہیں دے سکتے۔

<u>جناب سپیکر</u>: آپ اس رول کے تحت، یہ رولز میرے سامنے ہیں، آپ بالکل درست کہتے ہیں، یہ آپ کو Reply نہیں کر سکتے، Reply کرے گا فنانس منسٹر، یہ بجٹ ڈیبیٹ میں حصہ لے سکتا ہے، کوئی بھی آنریبل ممبر یہ اس شق کے تحت حصہ لے رہے ہیں اور یہ بجٹ کو، ظاہر ہے تعریف ہی کریں گے، وہ ہائی لائٹ کر رہے ہیں سرکاری، تو آپ شوکت صاحب! Respond نہ کریں کسی کی سپیچ کا، آپ اپنی ہائی لائٹ کریں Without putting the name of any respectable Member، آپ ہائی لائٹ کریں اپنی بات کو۔

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: جی سر، میرا تعلق چونکہ حکومتی بینچ سے ہے، لہذا مجھے پورا حق حاصل ہے کہ میں فنانس منسٹر نہیں ہوں لیکن مجھے پورا حق حاصل ہے کہ میں اپنی حکومتی جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں وہ اس اسمبلی میں بیان کروں۔

<u>Mr. Speaker</u>: Exactly, you can.

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: اور آپ کا پورا حق ہے کہ آپ اس پر تنقید کریں تو میرے خیال سے-----

<u>جناب سپیکر</u>: بس آپ صحیح کہتے ہیں Reply نہ دیں، آپ ہائی لائٹ کریں، جو بھی آپ کے اس میں ریفارمز ہیں اس پہ بات کریں۔

<u>وزیر محنت وثقافت</u>: نہیں، یہ تو بتاؤں گا نا سر، اس پہ کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ میں بتا رہا ہوں کہ ہزارہ کے لئے اتنی بڑی سکیمیں ہیں----

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وثقافت: میں اپنے ہی بتارہاہوں سر، میں اپنے اقدامات بتارہاہوں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: Half an hour ہو گیا، یہ Noted ہے ایک آدھا گھنٹے سے وہ زیادہ بات کررہے ہیں، دو گھنٹے کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن وہ ٹائم ہمیں بھی دیں گے۔

وزیر محنت وثقافت: یہ تو بتاؤں گا نا؟

جناب سپیکر: خوشدل خان صاحب! ساڑھے تین بجے انہوں نے ٹائم لیا تھا، ابھی ان کے پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔ میرے پاس سارے ممبرز کا میں ٹائم بھی لکھ رہاہوں، (مداخلت) نہیں یہ 03:30 میرے پاس Noted ہے۔ (مداخلت) نہیں سر، میرے پاس اکرم درانی صاحب سے لے کر اب تک۔۔۔۔۔

وزیر محنت وثقافت: اس میں تو دس منٹ تو ضائع ہوگئے ہیں۔

جناب سپیکر: سب کا Time noted ہے اور کتنے منٹ کس نے لئے ہیں۔

وزیر محنت وثقافت: یہ اگر مجھے چھوڑ دیتے میں ابھی تک ختم کر دیتا۔

جناب سپیکر: وہ بھی Noted ہے۔ شوکت صاحب! چلیں پلیز۔ (مداخلت) نہیں ٹوٹل پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔ وائنڈ اپ پلیز۔

وزیر محنت وثقافت: مجھے سر، یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ میں آپ کو بجٹ بتارہاہوں، میں کوئی بجٹ سے باہر تو نہیں گیاہوں۔

جناب سپیکر: پندرہ منٹ ہوئے ہیں خوشدل خان صاحب، چلیں آپ بات کریں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ہمیں کوئی وہ جلدی نہیں ہے، اس پہ ڈسکشن ہونی چاہیئے اور ہم Appreciate کرتے ہیں کہ وہ حکومت کے ممبرز ہیں اور بجٹ پہ ڈسکشن میں حصہ لیتے ہیں، ہم Appreciate کرتے ہیں لیکن جو ٹائم آپ ان کو دیتے ہیں تو میرا بھی حق بنتا ہے، پھر ایسا نہیں ہوگا کہ آپ مجھے پھر کہیں پھر میں نہیں بیٹھوں گا۔

وزیر محنت وثقافت: اپوزیشن کا ہر ممبر بول رہاہے، یہاں سے میں اکیلا بول رہاہوں۔ سر، اگر آپ مجھے پانچ منٹ اور دے دیں تو ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی شوکت صاحب! یہ ابھی یہ ٹائم ہم نے ان کے چار پانچ منٹ ضائع بھی کر دیئے۔

وزیر محنت وثقافت: مجھے صرف پانچ منٹ سن لیں۔
جناب سپیکر: جی سنیں۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 22-2021 پر عمومی بحث

وزیر محنت وثقافت: میں جناب سپیکر، ایک دفعہ پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سر، یہ جو بڑے بڑے میگا پراجیکٹس ہیں، یہ میں بتانا چاہتا ہوں اپنے بھائیوں کو کہ یہ ہزارہ ہے، یہ ساؤتھ ہے، یہ جناب سپیکر، یہ تمام جتنے ہمارے بڑے بڑے ڈویژن ہیں ان سب کیلئے بڑے میگا پراجیکٹس اس میں رکھے گئے ہیں، حلقوں کے لئے بھی رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے آپ سے کہا کہ ایس ڈی جیز فنڈ ہے اور ڈسٹرکٹ پلان ہے، تو جہاں پہ کہیں اگر کوئی رہ گیا ہے تو اس کو ہم Accommodate کریں گے سر، چاہے وہاں پر ہمارا ایم پی اے ہو یا نہ ہو، ان حلقوں کا حق ہے اور ان شاء اللہ وتعالیٰ ان کا حق دیا جائے گا۔ میں تو صرف اس لئے کہہ رہا تھا کہ میں کوئی جواب نہیں دینا چاہتا لیکن یہ تو میرا حق ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں ہے کیا؟ کیونکہ انہوں نے اعتراض کیا جناب سپیکر، کچھ جو اکرم درانی صاحب نے کہا کہ سر، میں تو صرف، یہ جواب نہیں ہے، میں صرف۔۔۔۔

(شور/آوازیں)

وزیر محنت وثقافت: اچھا اگر آپ کو نام پسند نہیں ہے، میں نام نہیں لوں گا۔ سر، میں نام نہیں لیتا، اچھا میں نام نہیں لیتا لیکن سر، یہ تو کہہ سکتا ہوں نا کہ ایم ایم اے کی حکومت رہی۔۔۔۔
جناب سپیکر: حکومت کا نام لے سکتے ہیں۔
وزیر محنت وثقافت: یہ تو لے سکتا ہوں نا، پانچ سال رہی، لیکن آج اللہ کے فضل وکرم سے۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: اس کے بعد بابک صاحب کی حکومت کا نام بھی لیں۔
وزیر محنت وثقافت: جناب سپیکر، بیس ہزار مساجد کے خطیبوں کے لئے وظیفہ یہ حکومت مقرر رہی ہے جس کے لئے 2.6 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ (تالیاں) میرے خیال میں اس میں ان کو اعتراض نہیں ہوگا۔
ایک آواز: نیک نیتی سے نہیں ہے۔
وزیر محنت وثقافت: نیک نیتی سے ہوگا ان شاء اللہ وتعالیٰ۔
جناب سپیکر: ذرا وائنڈ اپ کریں پلیز۔

وزیر محنت وثقافت: ان سے ہمیں کیا لینا ہے جی، ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ جو نظر انداز طبقہ رہا ہے بے چارہ، ان کو ہم اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں جناب سپیکر۔ اسی طرح جو Senior citizens، جو Senior Citizens Act یہاں سے پاس ہوا تھا جناب سپیکر، وہ ایک بڑا اچھا اقدام تھا، وہ پینڈنگ میں تھا، اس دفعہ اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں، ان شاء اللہ وتعالیٰ یہ جو Senior citizens ہیں، ہسپتالوں میں ان کے لئے علیٰحدہ کاؤنٹر بنایا جائے گا اور جو دوائیاں ہوں گی، ان کے لئے اس میں رعایت دی جائے گی، علیٰحدہ میڈیکل وارڈز بنائے جائیں گے جناب سپیکر، تو یہ جو بے چارے غریب لوگ ہیں یا جو سینیئر لوگ ہیں، ان کو ایک عزت کا احساس دلایا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ Senior citizen میں منور خان صاحب آتے ہیں؟

وزیر محنت وثقافت: Senior citizen میں میرے خیال سے نہیں آتے ہیں یہ تو ابھی چھوٹے ہیں، میرے سے بھی چھوٹے ہیں سر، ان کی عمر مجھ سے بھی کم ہے۔

جناب سپیکر: اور ظفر اعظم صاحب؟

وزیر محنت وثقافت: اس میں، اس میں آتے ہیں، ظفر صاحب آتے ہیں۔

جناب سپیکر: ظفر اعظم صاحب آتے ہیں ٹھیک ہے۔

وزیر محنت وثقافت: ظفر صاحب آتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں اس کی کوئی Age limit ہے کہ اس کے بعد Senior declared ہوگا۔

وزیر محنت وثقافت: سر، 60 سے اوپر تو ظاہر ہے وہ ہوگا۔

جناب سپیکر: تو وہ تو پھر میں بھی شامل ہوں۔

وزیر محنت وثقافت: جو ریٹائر ہوں گے ان کے لئے تو فی الحال یہ سارے میرے سے جونیئر ہیں سر۔

جناب سپیکر: تو پھر ہمیں، ہم سب کو یہ حاصل ہے۔

(مداخلت)

وزیر محنت وثقافت: سر، اپنی سیٹ پر نہیں کھڑے ہیں یہ بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی شوکت یوسفزئی صاحب، شوکت یوسفزئی صاحب!

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ اپنی سیٹ پہ بھی نہیں کھڑے ہیں۔ جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر محنت وثقافت: یہ خوشدل خان صاحب کو اٹھنا چاہیئے، خوشدل خان صاحب آپ کو اٹھنا چاہیئے یہاں پہ، یہاں پہ قانون اچھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وائنڈاپ پلیز۔ شوکت صاحب، شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر محنت وثقافت: جناب سپیکر، میں بس اپنی وہ وائنڈاپ کرتا ہوں لیکن میں ایک، یہاں پہ ہماری صنعتوں کے حوالے سے میں ضرور بات کروں گا جناب سپیکر، کہ خیبر پختونخوا نے جو بجلی بنانے کے منصوبے شروع کئے ہیں جناب سپیکر، وہ جو Wheeling system، جو Wheeling system ہم نے شروع کیا تھا ان شاء اللہ تعالیٰ یہ جو سستی بجلی بنے گی یہ Wheeling system کے اوپر جائے گی اور اس سے ان شاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زبردست صنعتی ترقی کی راہیں کھلیں گی اور جو یہاں Investment آئے گی جناب سپیکر، وہ ان شاء اللہ بہتر ہوگی۔ میرے پاس اور بھی بہت سارے نکات ہیں جناب سپیکر، کہ ہم نے سڑکوں کے لئے کیا رکھا ہے، ہم نے پشاور ڈیرہ موٹروے جو کہ بڑا اہم منصوبہ ہے، یہ اور اسی طرح سرکولر بائی پاس بنوں، اکرم درانی صاحب ہے نہیں ورنہ میں ویسے بتادیتا ہوں، انہوں نے بڑا اعتراض کیا کہ جی وہ نہیں ہے۔ بنوں غلام خان روڈ یعنی طورخم موٹروے جناب سپیکر، اس دفعہ جو بجٹ رکھا گیا ہے جو Focus کیا گیا ہے، جو ٹارگٹ کیا گیا ہے وہ صوبے کی ترقی کو دیکھ کر کیا گیا ہے۔ وہ کسی ایک جگہ کو ٹارگٹ نہیں کیا گیا ہے جو اس کی سب سے بڑی اچھی بات ہے۔ ایک اور بات جناب سپیکر، جو ملازمین کے حوالے سے بات کی گئی میں اس کی ذرا وضاحت ضرور کروں گا کہ جی یہ کہا گیا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے Running اس کے اوپر کیا ہے، اضافہ کیا ہے۔ جناب سپیکر، یہ بہت بڑی بات ہے کہ صوبے نے مشکلات میں رہنے کے باوجود 25% اضافہ کیا تنخواہوں میں، لیکن یہ میں ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے کیوں Running پہ کیا؟ جناب سپیکر، اگر ان کی تنخواہیں دیکھیں فیڈرل گورنمنٹ کے جو 17 گریڈ کے تھے جو الاؤنسز اور پھر ہمارے صوبے کے دیکھیں تو اس میں بڑا واضح فرق ہے، انہوں نے صوبوں کے برابر لانے کے لئے وہ Running پہ چلے گئے، اس کے باوجود جب 25% ہم نے اناؤنس کیا جناب سپیکر، تو اگر ان کو فگرز چاہیئے میں فگر دینے کے لئے بھی تیار ہوں کہ وہ ابھی بھی بیلنس نہیں ہے، ان کے ابھی بھی کم ہیں الاؤنسز صوبوں سے، جو سیکرٹریٹ الاؤنس ہے، دوسرے الاؤنسز ہیں وہ آج بھی ہم سے کم ہیں۔ اسی طرح جناب سپیکر، انہوں نے کہا کہ جی بلدیاتی الیکشن، بلدیاتی اداروں کے لئے پیسے کم رکھے گئے ہیں، ایسا نہیں ہے۔ اس وقت تین Tiers تھے جس میں District tier کو Drop کر دیا گیا دو Tier رہ گئے اس

وقت تین Tiers تھے، 10% کے حساب سے تھا آج دو Tiers ہیں ظاہر ہے 20% پہ آئے گا۔ تو یہ میں بتانا چاہتا ہوں جناب سپیکر، کہ اس میں کوئی Confusion نہیں ہے آپ خوش ہو جائیں ہم نے، تیاری کریں بلدیاتی الیکشن کے لئے ایک بلین روپے رکھے ہیں جناب سپیکر، ان شاء اللہ الیکشن بھی ہو گا اور وزیر اعلیٰ محمود خان کی قیادت میں یہ صوبہ ترقی بھی کرے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو ویری مچ۔ جناب خوشدل خان صاحب، خوشدل خان صاحب۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ</u>: میں دیکھ کے مختصر سے، بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، میں بجٹ پہ تقریر اور ڈسکشن اس شعر سے ابتداء کروں گا:

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیداں سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر نہیں

جناب سپیکر، زیر تجویز بجٹ اعداد و شمار کی حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ موجودہ زیر تجویز بجٹ سیاسی بنیادوں پر ترقیاتی کاموں کو تقسیم کرنے پر مبنی ہے اور اس بجٹ کا انحصار زیادہ تر تخمینوں پر مبنی ہے۔ جناب سپیکر، ایک بات پھر یہ چوتھی بار اس حکومت کو نصیب ہو رہی ہے کہ یہ پیش کر رہے ہیں لیکن یہ چوتھی بار PK-70 اور 71 کے عوام کو بنیادی حقوق سے محروم رکھا ہیں۔ اس کتاب میں جب ہم دیکھتے ہیں تو اس میں ان دونوں حلقوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ کوئی بات نہیں ہے ہمیں صرف یہ افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے انصاف کا نعرہ لگا کر آپ لوگوں نے کہا کہ ہم انصاف قائم کریں گے کیا یہ Discrimination نہیں ہے، کیا ہم Elected لوگ نہیں ہیں، کیا ہمارے حلقوں کے عوام کی یہ بنیادی حقوق نہیں ہیں کہ وہاں پر سکولز قائم ہو جائیں، وہاں پر کوئی صاف پانی کے لئے ٹیوب ویل ہو جائے، جہاں پر کالج نہ ہو وہاں پر کالج ہو، جہاں پر سڑک نہ ہو وہ سڑک کیا ہمارا یہ حق نہیں ہے، ہمیں کوئی بات نہیں ہے لیکن میں جو ایک بات کرتا ہوں کہ یہ موجودہ بجٹ جو ہے یہ Estimated budget ہے اور میں وہ ثابت کرنا چاہتا ہوں شوکت صاحب میرے خیال میں چلے گئے انہوں نے خود کہا کہ آپ پچھلے بجٹ پر ذرا نظر دہرائیں۔ سر، یہ آپ دیکھیں پچھلا بجٹ جو رواں مالی سال کا بجٹ تھا وہ ہمارے پاس جو تھا جو ہم نے اس ہاؤس سے پاس کیا تھا، وہ 923 بلین تھا اور پھر جب ابھی یہاں پر ہمارے بھائی نے ضمنی بجٹ جو لایا سپلیمنٹری بجٹ، اب یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ Article 124 کے تحت دو قسم کے بجٹ آتے ہیں۔ ایک Excess Budget اور ایک Supplementary Budget۔ یہ مجھے اس سے پوچھنا ہے اور پچھلی

بار بھی میں نے پوچھاہے کہ آپ یہ Identify کرلیں کہ آیا Whether it is a Supplementary Budget or whether it is an Excess Budget کیونکہ اس میں Provision میں دو قسم کے بجٹ تھے اور دونوں کی مطلب جو تعریف ہے، دونوں کی جو Identification ہے، دونوں کی Requirement جو ہے وہ علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ جناب عالیٰ، آپ یہ ذرا دیکھ لیں یہ ہمارا جو بجٹ تھا 923 جو ابھی رواں ہے، اس میں جو ہم نے، سپلیمنٹری جو پیش کیا ہے 109.11 بلین تو یہ ٹوٹل ہو گیا ایک ہزار بتیس زیرو، یعنی اب یہ رواں مالی سال کا جو Collective Budget ہمارا ہے، وہ ایک ہزار بتیس ملین ہے۔ اب اندازہ لیں آپ کہ انہوں نے جو شیڈول پیش کیا تھا اس وقت جو یہ بجٹ پیش کر رہے تھے شیڈول میں یہ کہا کہ ہم اس بجٹ کو ان اخراجات کو کس طرح کمپلیٹ کریں گے، کس طرح مکمل کریں گے۔ تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ 4.8 ,Federal Tax Assignment 400، کتنا ملا ہے سر، آپ کو؟ ہمیں جو ملا ہے 332 یعنی ہمیں بہت کم ملا ہے، ہمیں وہ پورے محصولات نہیں ملے ہیں۔ اب آتے ہیں ایک فیصد جو ہے یہ War on terror پر ہمارے 28. (اٹھائیس اعشاریہ) مطلب ہے شیڈول میں تھا، یہاں پر ہمیں 40 بلین ملا ہے۔ آتے ہیں Gas and Oil royalty and surcharge, straight transfers، یہ ہم نے جو بجٹ میں یہاں ہمیں رکھا گیا تھا، یہ 24.1 بلین ہے، کتنا ملا ہے؟ 22.2 ملین ملا ہے۔ NFC as per 2015-16 MOU including arrears 58.6 ہم نے رکھا ہے، کتنا ملا ہے؟ 90 بلین، یعنی 58 میں سے جب ہم نے بجٹ میں یہ رکھا ہے کہ ہم اس کو، اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اتنے پیسے، تو ہمیں یہاں پر 90 بلین، کتنے افسوس کی بات ہے۔ Provincial Tax and non tax میں 49.2 بلین رکھے ہیں اور یہاں 46.9 ملے ہیں۔ اس طرح اگر Foreign Projects Assistance کو دیکھیں تو سر، یہ ٹوٹل جو ہمیں ملے ہیں ابھی تک 700، اگر ہم یہ 700 بلین ٹوٹل بجٹ سے ہم تفریق کرلیں تو deficit 332.11 آگیا۔ کیا یہ میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ اس 332 خسارے کو کس طرح مطلب ہے آپ مکمل کریں گے، آپ کا تو پچھلا بجٹ بھی خسارے کا ہے۔ تو حکومتیں جو اچھی حکومتیں ہوتی ہیں، جو قابل حکومتیں ہوتی ہیں، جو سنجیدہ حکومتیں ہوں وہ پچھلی سطح پر مطلب ہے لاتے ہیں۔ اب آپ نے جو اس دفعہ مطلب ہے اس میں کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا متوازن بجٹ ہے تو پرانے بجٹ میں جب آپ کی 332 ارب Losses ہیں، Deficit ہے تو مطلب یہ کس طرح وہ پورا کریں گے اور پھر جو موجودہ فیڈرل بجٹ میں جو ہمارے مطلب ہے یہ ہمارے جو گرانٹس تھے وہ بھی انہوں

نے مطلب ہے ہم سے کاٹے گئے ہیں تو میں اس کو متوازن بجٹ نہیں کہتا ہوں بلکہ جس طرح پہلے بجٹ میں deficit 332 ہے آج مطلب اب اس رواں مالی سال گزرنے میں صرف پانچ چھ دن باقی ہیں تو ہم 332، تو اس لئے میں اس بجٹ کو بھی خسارے کا بجٹ کہہ سکتا ہوں، عوامی بجٹ تو نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اب سر، ایک بات ہے جب یہ میں رات کو پڑھ رہا تھا تو اس دفعہ اس میں ساری جو Allocations ہیں، Umbrella schemes ہیں، Block allocations ہیں۔ اب میں ریفر کرتا ہوں سپریم کورٹ کی Judgment، یہ سپریم کورٹ کی Reported judgment میں ہے، PLD 2014 Supreme Court page 131، اس میں سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ اور یہ ہمارے Ex-Prime Minister جو پیپلز پارٹی سے تھے پرویز اشرف صاحب، یہ ان کے کیس میں ہے، یہ Para-2, para-52, sub para-5 میں ہے کہ:

"No bulk grant can be made in the budget without giving detailed estimates under each grant divided into items and that every item has to be specified"

اب یہ آپ دیکھیں مطلب ہے یہ بھی، یہ بجٹ بھی جو جتنا بھی ہے یہ بھی اس فیصلے کے خلاف ہے، اس کی Violation میں ہے۔ سر، یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ریفارمز لائیں اور ریفارمز کس چیز میں لائے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے Retirement age کو 60 سے 55 پہ لایا گیا ہے اور اس 55 کے لانے سے ہمیں تقریباً 12 ملین کی بچت ہوگی سالانہ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم پنشن رولز میں امنڈمنٹ لاکر ان کو یکجا کر کے اس طرح ہمیں ایک بلین روپے سالانہ بچت ہوگی، کیا یہ ریفارمز ہیں، کیا میں ایک دفتر کو بند کر لیتا ہوں، میں ایک محکمے کو بند کر کے ان کے لوگوں کو بے روزگار کرتا ہوں اور ان کے دفتر بند ہونے سے، ڈیپارٹمنٹ ختم ہونے سے بچت آجائے بچت، تو کیا میں اس کو ریفارمز کہہ سکتا ہوں؟ ریفارمز تو وہ ہوتے ہیں کہ آپ اپنے وسائل کو بڑھائیں، آپ اپنی ترجیحات کو بڑھائیں، آپ اپنے اخراجات کو کم کریں تو اس کو ریفارمز کہتے ہیں تو یہ ریفارمز ہیں، یہ ریفارمز نہیں ہیں۔ پہلے بھی آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ نے ریٹائرمنٹ ایک تو 60 سے 65 سال بنادی اور پھر مطلب ہے آج پھر آپ 60 پر آگئے، کتنی مطلب ہے آپ نے بچت کی ہے۔ جناب عالی، میں حکومت سے یہ گزارش، یہ حکومت ایسی نہیں چلتی ہے وہ ہمارے پشتو میں مثال ہے "وائی پکوړي په توکانړو کښي نه پخيږي" جناب سپیکر، آتا ہوں میں قبائل اضلاع پر پچیسویں آئینی ترمیم کے تحت قبائل کے جتنے بھی سابقہ اضلاع ہیں، وہ ہمارے پختونخوا کا حصہ

بن چکے ہیں، ان کی آبادی 2017 کے Census کے مطابق پانچ لاکھ سے Above ہے وہ بھی ہم سے، ہمارے ساتھ شامل ہوگئے ہیں۔ کیا میں پوچھتا ہوں کہ جب یہ پچیسویں آئینی ترمیم پاس ہورہی تھی تو قبائل کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم آپ کو تین فیصد مطلب ہے آپ کو ہم دیں گے، تین سال گزر چکے ہیں ایک پیسہ بھی ان کو نہیں مل رہا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ایک کھرب روپے ہم ان کے لئے رکھتے ہیں اور سالانہ ہم ایک ہزار بلین ان کو مطلب ہے دیں گے، کوئی پیسے بھی نہیں دیئے۔ آپ اس کو اٹھائیں میں جب رات کو پڑھ رہا تھا ایجوکیشن سیکٹر میں کوئی پیسہ نہیں ہے، ایک یونیورسٹی جو ہے درہ آدم خیل میں کوئی مطلب ہے اس بجٹ میں یا پچھلے دو سالوں میں کوئی وہاں پر ایجوکیشن کے لئے کوئی میگا پراجیکٹ نہیں ہے، وہاں پر صحت کے لئے کوئی میگا پراجیکٹ نہیں ہے۔ وہاں پر اب میں پڑھ رہا تھا اس میں تو آپ نے لاء اینڈ جسٹس کا جو سیکٹر ہے اس میں آپ نے مطلب ہے تحصیل کمپلیکس کے لئے آپ نے یہ ڈسٹرکٹ کے لئے رکھے ہیں، پیسے رکھے ہیں Allocation کتنا ہے۔ سر، عجیب بات ہے پانچ ہزار ان کا مطلب ہے وہ ہے Estimated cost ہے اور Allocation آپ نے One hundred million رکھی ہے یعنی 10 کروڑ روپے رکھے ہیں تو کیا مطلب ہے 10 کروڑ میں ایک خیبر ضلع میں، باجوڑ میں، مہمند میں کیا مطب ہے وہاں پر ہم جوڈیشل کمپلیکس تعمیر کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے۔ تو یہ مطلب ہے ایک زیادتی ہورہی ہے۔ لہذا میں اس میں یہ گزارش کرتا ہوں آپ کے ذریعے کہ قبائل کے لئے کچھ نہ کچھ مطلب ہے رکھ لیں تاکہ وہاں پر اصلی معنوں میں وہ قومی دھارے میں شامل ہو جائیں سر۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت پورا ہونے پر گھنٹی بجائی)

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> سر، گھنٹی ٹھیک نہیں ہے صحیح بات کرلیتا ہوں جب جتنا اس نے ٹائم لیا ہے اتنا میں ٹائم لوں گا ورنہ باہر جاؤں گا یا یہاں بجٹ تک بیٹھا رہوں گا، میں پوری تقریر کروں گا میں کوئی گپ کی بات نہیں کرتا ہوں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے انہوں نے ساری گپ میں بات لگائی ہمیں مطلب ہے-----

<u>جناب سپیکر:</u> غصہ نہیں پیار محبت، یہ خوشدل خان صاحب ویسے غصہ نہیں کرتے ہوتے۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> سر، میں مختصر کرتا ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وفاقی حکومت کے ذمہ مختلف مدات واجب الادا رقومات My Lord آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت خیبر پختونخوا کا حق ہے کوئی احسان نہیں کہ ہمیں پن بجلی کے منافع میں پیسے ملتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے، افسوس کی بات ہے کہ

جی کونسا وہ فارمولہ ہے، (مداخلت) اے جی این قاضی فارمولے کو ایک طرف رکھ دیا ہے لیکن انہوں نے جو پرویز خٹک صاحب نے پچھلی حکومت کے ساتھ ایم او یو دستخط کئے تھے اس کے مطابق بھی ہمیں پیسے نہیں مل رہے ہیں۔ کیا مطلب ہے یہ ہمارا حق نہیں بنتا ہے، کیا ہمارا مطلب ہے یہ وسائل ہم استعمال نہیں کریں گے؟ تو یہ بھی مطلب ہے اسی طرح اگر آپ دیکھیں وفاقی حکومت آئین کی شق 160 پر عمل نہیں کرتی ہے کیونکہ ابھی تک ساتویں ایوارڈ کے بعد دسواں ایوارڈ Due ہے لیکن کوئی ایوارڈ نہیں کرتے کیونکہ ایوارڈ کرنے میں حکومت کو نقصان ہے کیونکہ اس کے Sub-clause (4) میں یہ لکھا گیا ہے کہ آپ کا مطلب ہے اس Previous award سے کم نہیں ہے۔ تو ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ یہ حکومت اپنی آئینی ذمہ داری کو سنبھالتے ہوئے، محسوس کرتے ہوئے آپ دسویں ایوارڈ کا اجراء کر لیں اور پختونخوا کے وسائل اور تمام صوبوں کے وسائل کو مختص کریں اور خصوصاً صوبہ پختونخوا کے وسائل مختص کر لیں۔ جناب عالیٰ، وفاقی حکومت خیبر پختونخوا کی آئل اور گیس کی ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں ادائیگی کے لئے سنجیدہ نہیں ہے۔ ابھی تک مطلب ہے جتنے سال بھی ہو گئے سر، کوئی مطلب ہے آئل پر جو ایکسائز ڈیوٹی ہماری بنتی ہے، اس میں ایک پیسہ بھی انہوں نے نہیں دیا ہے۔ میں ایک مثال یہاں پر آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کتنی ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے کہ 2018 اور 2019 میں این ایچ پی کی مد میں 45 ارب روپے ہمیں کم دیئے تھے، 2019 اور 2020 میں این ایچ پی کی مد میں 40 ارب روپے کم دیئے ہیں، 2020 اور 2021 میں این ایچ پی کی مد میں 39.0 ارب، یہ ٹوٹل کتنے سر بنتے ہیں 124.3 ارب روپے کم دیئے گئے ہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ اپنے وعدے کے مطابق جو آپ نے حکومت کے ساتھ کیا تھا اس میں بھی آپ نے کمی کر دی۔ تو سر، میں یہ ضرور کہوں گا اگر آپ مائنڈ نہیں کرتے ہیں کہ یہ ہماری حکومت کی ناکام پالیسیوں کی وجہ ہے اور ذاتی مفادات کی بناء کی وجہ سے ہم حکومت سے مطلب ہے وفاقی حکومت سے نہیں مانگ سکتے ہیں۔ جناب عالیٰ، صوبہ پختونخوا 265 ارب روپے کا مقروض ہے کہ اب میرا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو پیدا ہوتے ہی دو قرضے وہ ادا کریں گے، ایک وفاقی حکومت کا قرضہ ادا کرے گا اور دوسرا قرضہ صوبائی حکومت کا اور یہ ہم پوچھ سکتے ہیں کہ 265 ارب روپے کے جو قرضے آپ نے دیئے ہیں، اس پر آپ نے کیا بنایا ہے، اس صوبے کے لئے کیا ایسی بات ایسا مہنگا پراجیکٹ مجھے بتا دیں کہ اس میں میرے بچے کے لئے، اس پختونخوا کے بچے کے لئے ان کا مستقبل اس میں روشن نظر آ رہا ہے۔ کیا بی آر ٹی میں ہمارا مستقبل روشن نظر آ رہا ہے جو ایک کرپشن کے بل بوتے کے لئے بنایا گیا ہے، اس کے لئے آپ

نے قرضہ لیا ہے آپ نے یونیورسٹی کے لئے قرضہ نہیں لیا ہے، آپ نے کسی ہسپتال کے لئے قرضہ نہیں لیا ہے۔ آپ نے کارخانے لگانے کے لئے قرضہ نہیں لیا، آپ نے ایریگیشن کے لئے آبپاشی کے لئے قرضہ نہیں لیا جس سے میری زراعت ٹھیک ہو لیکن آپ نے اس کے لئے، تو یہ مطلب ہے ہماری حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ ہے۔ جناب عالیٰ، ہمارا ضمنی بجٹ جو 109 ارب 11 کروڑ روپے سے زیادہ بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ بھی ہماری حکومت کی ناکامی کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر: وائنڈاپ، پلیز۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: بس میں آخر میں دو باتیں کروں گا۔ جناب سپیکر صاحب، میں اس ایوان کے تمام معزز اراکین سے خواہ وہ ان بنچز پر بیٹھے ہیں یا ان بنچز پر بیٹھے ہیں۔ میں ایک مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ آج آپ سارے پختونخوا کے عوام کے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہماری کمزوری ہوگی کہ ہم اس صوبے کے حقوق کے لئے وفاقی حکومت کے ساتھ دوٹوک بات نہ کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس بات پہ اکٹھے ہو جائیں اور متحد ہو کر ایک جرگہ کی شکل میں وزیراعظم کے پاس چلے جائیں اور ہم اس سے بات کریں گے کہ یہ ہمارا حق ہے، ہمیں دے دیں یہ صرف یہ نہیں ہے کہ آپ حکومتی ارکان ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کو میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ وزیراعلیٰ صاحب سے بات کرلیں، میں اکبر ایوب صاحب سے ریکویسٹ کرتا ہوں، میں تمام منسٹروں سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس ایک پوائنٹ پر آپ متحد ہو جائیں چونکہ ہمارا صوبہ جس مالی بحران سے گزر رہا ہے ایسا وقت آرہا ہے جو آگیا ہے کہ پھر آپ راستے پر جائیں گے تو لوگ آپ کو کھڑے ہو کر آپ سے پیسے لیں گے جیب سے کہ مجھے بھی نکال لیں سر۔

جناب سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: چلو سر، آپ کہتے ہیں میں دو تین پوائنٹس کہہ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی فرمادیں تاکہ باقی زیادہ ممبرز کو ٹائم ملے چونکہ چار دن میں سولہ گھنٹے ہم یہ اجلاس چلائیں گے۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: میں ایک بات کرلیتا ہوں اپنے حلقے کے بارے میں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے کرلیں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب، میں آپ کا بہت مشکور ہوں حقیقت میں آپ ہمارے چھوٹے ہیں عمر کے لحاظ سے لیکن ایک بات ہے کہ یہاں دیکھیں سر، ایک تو حکومت ہمیں فنڈز نہیں دے رہی ہے یہ سارے کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: خوشدل خان صاحب! آپ کی کتنی Age ہے؟

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ایک منٹ۔

جناب سپیکر: خوشدل خان صاحب، خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جی جی۔

جناب سپیکر: آپ کی کتنی Age ہے پھر میں اپنی بتاتا ہوں آپ کو۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: میں نے اگر Age بتادی تو۔۔۔۔

جناب سپیکر: بتائیں ذرا، بتائیں ذرا۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: میری Age جو ہے 65 سال ہے۔

جناب سپیکر: تو ہم عمر ہیں، دونوں برابر ہیں (قہقہے) اب فیصلہ کرنا ہے چھوٹا کون ہے یا بڑا کون ہے۔ میری 03-10-1956 ہے، آپ اپنی بتادیں۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی عزت دے، زندگی دے بچوں کے لئے اس ملک کے لئے۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔ اللہ آپ کو بھی سلامت رکھے، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: اور ہمارے سب ساتھیوں کے لئے، ہم ساتھی ہیں۔ کبھی آپ وہاں ہوں گے کبھی ہم ہوں گے، اگر زندگی رہی یہ ہوتا ہے چلتا ہے لیکن ہم اپنے ماحول کو پر سکون رکھیں گے۔

جناب سپیکر: ان شاء اللہ۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سر، میں اپنے حلقے کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں سر 2008 اور 2013 میں ہماری حکومت تھی اور میں اس میں ڈپٹی سپیکر تھا اور وہ حالات ایسے تھے کہ ہم جب گھر سے نکلتے تھے تو ہمیں یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ہماری لاش آئے گی کہ ہم زندہ آئیں گے۔ ان دنوں میں بھی ہم دہشتگردی کے مقابلے بھی کر رہے تھے، جنازے بھی اٹھا رہے تھے لیکن اس وقت میں بھی آپ کو کہتا ہوں کہ کوہ دامان کالج کو میں نے قائم کیا حیدر خان کی وجہ سے، جب ان دہشتگردوں نے ہمارے سارے PK-

10 میں ایک ہی گورنمنٹ ہائی سکول تھا اس کو انہوں نے گیارہ بجکر بیس منٹ پر بم بلاسٹ کر دیا، ایک سال میں میں نے اس کو بنا کر اور اس کو ہائیر سیکنڈری سکول بنا دیا۔ ہم نے وہاں پر مطلب Establishment of Government High School کیا ہے، اس کے لئے میں نے دو ارب روپے دیئے لیکن مجھے ایک افسوس ہو رہا ہے اس بات پر کہ جب سابقہ وزیر نے PK-11 پر شکست کھائی اور جب بعد میں PK-71 میں اس کے بھائی نے شکت کھائی تو کیا ہو گیا سر، کتنا ظلم کرتے ہیں انہوں نے بجٹ میں 2016 اور 2017 کے بجٹ میں 440 مساجد کے لئے Per UC installation in the UC of PK-10 and 11 کے لئے 220 ملین روپے تھے۔ جب وہ شکست خوردہ ہو گئے تو انہوں نے کیا کیا کہ انہوں نے اس کو Delete کر دیا اور جب میں پھر جا کر ہائی کورٹ میں کیس داخل کیا، کیس میں نے جیتا اور ان کو ڈائریکشن دے دی گئی کہ اس کو Restore کر دیا جائے لیکن ابھی تک سر، اس کی Implementation نہیں ہو رہی ہے، ابھی تک ان کی Implementation نہیں ہو رہی ہے پھر میں سی او سی میں چلا گیا سر، ایک ان کی وقت کی مطلب ہے بی ایچ یو سے آر ایچ سی اپ گریڈیشن ابھی تک مطلب ہے پانچ سال ہو گئے ابھی تک مطلب بنیاد بھی نہیں رکھا گیا حالانکہ انہوں نے اس عمارت کو گرا کر وہ اب بی ایچ یو کا سٹاف میرے سوڑیزی پایاں میں چار دکانوں میں کرایہ پر مطلب ہے ہمارا بی ایچ یو چل رہا ہے، کیا یہ حکومت ہے، یہ ہماری صحت ایمرجنسی ہے کہ آپ نے بلڈنگ کو گرا کر اس کا سٹاف، اس کے مریض جو ہیں ہمارے چار کرائے کی دکانوں میں وہ بی ایچ یو چلا رہے ہے یہ کتنی شرم کی بات ہے، یہ کتنی غیر سنجیدگی کی بات ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو جناب، تھینک یو ویری مچ۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> جناب عالی، تھینک یو ویری مچ۔ تھینک یو سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ جناب عنایت اللہ خان صاحب۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> میں تقریر کروں گا لیکن ایک شرط پر کہ آپ مجھے درمیان میں روکیں گے نہیں۔ اگر روکتے ہیں تو پھر کل موقع دے دیں، درمیان میں نہیں روکیں گے مجھے۔

<u>جناب سپیکر:</u> کر لیں میرے خیال میں آپ۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> ٹھیک ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> روکنا درمیان میں بھی نہیں ہوں لیکن اپنے پندرہ منٹ کا خیال رکھیں۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> ٹھیک ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: تاکہ میرا اور کیا ہے ہم نے سولہ گھنٹے چلانے ہیں میں کہتا ہوں ہر بندہ ہر فیمیل ہر ایک کو موقع مل سکے بس یہ میرا نظریہ ہے اور کچھ نہیں ہے۔

جناب عنایت اللہ: ہمارے دوستوں نے بات کی ہے میں ان باتوں کو Repeat نہیں کرنا چاہوں گا۔ میں On a positive note جو بجٹ ڈاکیومنٹ ہے اس کے حوالے سے بات کروں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ تیمور خان اور ان کی ٹیم جو ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ انہوں نے بجٹ ڈاکیومنٹ کو Improve کیا ہے اور اس کا جو پیپر ہے وہ بھی کوالٹی ہے اور Infographic کے ذریعے سے جس طریقے سے بجٹ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ قابل تحسین ہے وائٹ پیپر اور Citizen guide کے نام سے جو ڈاکیومنٹس ہیں وہ بھی Improve ہو گئے ہیں اور یہ Debt statistical bulletin ہے، اس سے بھی چیزیں بہتر طور پہ سمجھ آتی ہیں اور درمیان میں یہ جو آپ Projected amount اور ایک Revised اور Actual کا Figures دے رہے ہیں، اس سے بھی Transparency آئے گی۔ تو اس لئے یہ تین چار چیزیں ایسی تھیں جو Positive تھیں میں نے کہا کہ اس پہ بات کروں، اس پہ ان کو مبارکباد دوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس کو آگے بھی وہ Transparent بنائیں گے اور بہتر بھی بنائیں گے۔ جناب سپیکر صاحب، ہمارے ریجن کے لئے ایک Positive خبر تھی اس ڈاکیومنٹ کے اندر، اس بجٹ کے اندر روہ دیر موٹروے کا ذکر تھا اور میں بہت زیادہ خوش تھا اس پہ، میں نے فوری طور پر سوشل میڈیا کے اندر اسے پوسٹ پہ لگا دیا اور مبارکباد بھی لوگوں کو پیش کی لیکن وہ پروین شاکر کا شعر ہے کہ:

ے جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں

بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

یہ جو سوشل میڈیا کے بچے ہیں یہ بہت زیادہ چالاک ہیں یہ بہت چیزوں کو سمجھتے ہیں In-depth دیکھتے ہیں۔ مجھے ایک بندے کا فون آیا اور اس نے مجھے کہا کہ آپ نے یہ جو موٹروے کا ذکر دیکھا ہے اور اس پہ آپ نے پوسٹ لگائی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ اس کے لئے کتنی Allocation ہے، Allocation اس کے لئے Nominal ہے۔ یہ جو جنوبی اضلاع کے لئے موٹروے ہے اس کے لئے Nominal allocation ہے میں نے کہا بھئی یہ تو پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پہ بنا رہے ہیں اور پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پہ تو Contractor کے ساتھ Agreement ہو گا اور Contractor اس کو بنائے گا۔ اس نے کہا کہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پہ بھی بنائیں گے تو زمین کی Procurement کے

لئے اور Acquisition کے لئے تو پیسے رکھنے ہوں گے۔ آٹھ نو دس ارب روپے ہم نے سوات موٹروے کے لئے دیئے تھے، زمین کے Acquisition کے لئے دیئے تھے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے نہ پی ایس ڈی پی کے اندر اس کے لئے Allocation کی ہے نہ آپ کے بجٹ کے اندر کوئی Proper allocation ہے، Nominal ہے۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے Colleagues جو پی ٹی آئی سے Belong کرتے ہیں وہ تو یہ بات نہیں کر سکتے ہیں لیکن میں کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کی پارٹی کو فائدہ بھی ہو گا، آپ نہیں کریں گے تو نقصان بھی ہو گا۔ تو اس لئے میری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ میں بات کروں۔ جناب سپیکر صاحب، بجٹ پہ میرے دوستوں نے بات کی ہے، اکرم خان درانی صاحب نے بھی بات کی، خوشدل خان نے بھی بات کی اور یہ آپ کا جو وائٹ پیپر ہے، یہ اس کا گواہ ہے کہ یہ بجٹ جو ہے آپ کا پچھلے سال والا بجٹ جو تھا وہ بھی 300 ارب پلس خسارے کا بجٹ تھا اور یہ بھی 300 ارب پلس خسارے کا بجٹ ہے کیونکہ جب آپ آخر میں جائیں گے اور اگلے سال آپ ہمیں وائٹ پیپر دکھائیں گے تو اس میں آپ Projected revised plus actual میں یہی چیز دکھائیں گے۔ اس میں بھی آپ نے ایسی ہی Projections کی ہیں کہ سچی بات یہ ہے کہ وہ آپ کی خواہشات ہیں۔ آپ کا جو بڑا ریونیو کا Source ہے وہ Federal Tax Assignment ہے اور اس سے آپ کو بڑا Chunk آجاتا ہے لیکن ظاہر ہے وہ آپ کی جو فیڈرل لیول پہ Projections ہوتی ہیں، وہ آپ کو پوری طرح نہیں ملتی ہے پھر جو آئی ایم ایف کے حوالے سے آپ نے Stance لیا ہوا ہے فیڈرل لیول پہ، وہ Commendable ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ ٹھیک Stance ہے لیکن اس کے نتیجے میں جو آپ کو مالی مشکلات پیش آئیں گی آپ دیکھیں گے کہ اس کا جو پریشر ہے وہ آپ کے بجٹ کے اوپر بھی آئے گا۔ جناب سپیکر صاحب، آپ نے 54 یا 56 بلین نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے اندر شو کئے ہیں۔ آپ کو پچھلے سال Actuals جو آپ کے فگرز جو آپ کے وائٹ پیپر میں ہیں تو 19 ارب آپ کو ملے ہیں تو آپ کیسے یہ Expect کرتے ہیں کہ آپ کو 74 ارب اگلے سال ملیں گے۔ آپ کے وائٹ پیپر میں جو آپ نے ریونیوز کی لسٹ لگائی ہے اس لسٹ کے اندر یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لوگ نوٹ کریں اور فنانس منسٹر اس پہ اپنی بجٹ سپیچ میں Respond کرے کہ آخر میں آپ نے جو کالم دیا ہوا ہے Others کے نام سے 132.5 میں نے یہ وائٹ پیپر کے اندر دیکھا ہے، میں Convince نہیں ہوں کہ یہ پیسے کیسے آپ Generate کریں گے؟ اس میں کچھ تو آپ Generate کر سکتے ہیں لیکن یہ سارے آپ نہیں Generate کر سکتے

ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی خواہشات پہ مبنی ہیں، یہ جو ریونیوز ہیں اس کو آپ Generate نہیں کر سکتے ہیں۔ وائٹ پیپر کے اندر لکھا گیا ہے کہ پچھلی حکومتوں کے اندر بھی یہی ہو رہا تھا اور پورا جو 2003 اور 2004 سے لیکر آگے تک پورا ایک ریکارڈ دیا ہوا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ بات درست ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب آپ Projections صحیح نہیں کریں گے اور Projection کو تھوڑی سی Reality کے قریب نہیں لائیں گے تو آپ کا جو پریشر ہے وہ ڈیویلپمنٹ کے اوپر آجاتا ہے اور ڈیویلپمنٹ کے اوپر جو پی ٹی آئی کی حکومت ہے 2013 سے Onward throw forward بہت زیادہ آگے بڑھا ہے اور پچھلی حکومتوں کے اندر Throw forward دو ڈھائی سال سے زیادہ نہیں تھا ورنہ آپ اس وقت کے ADPs اٹھا کے دیکھ لیں آپ کا اس وقت Throw forward جو ہے 974 ارب روپے ہے، اس سال 974 ارب روپے آپ کا Throw forward ہے۔ میرے Constituency کے اندر 2013 میں پرائمری سکولز پانچ چھ سات پرائمری سکولز شروع ہو چکے ہیں ابھی تک وہ مکمل نہیں ہو سکے ہیں۔ روڈ شروع ہو چکا ہے اور وہ روڈ 14-2013 میں منظور ہوا ہے، اس سال کے اندر کوئی 100 ملین سے زیادہ 120 ملین اس کی Completion کے لئے چاہیئے۔ آپ نے اس میں 15 ملین روپے رکھے ہیں۔ اس لئے آپ کا Throw forward بڑھے گا اور بڑھ گیا ہے۔ آپ جب غیر حقیقی Projections کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر آپ کا اے ڈی پی جو ہے وہ Implement نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نئی سکیمیں کرنے کی بجائے اگر آپ اس پہ Focus کرتے کہ آپ پرانی سکیموں کو کمپلیٹ کرتے، آپ Realistically چیزوں کو کرتے تو بہت بہتر ہوتا لیکن آپ نے ایک خصوصاً آپ نے سی اینڈ ڈبلیو کے اندر جو روڈ سیکٹر ہے، روڈ سیکٹر میں آپ کا جو اے ڈی پی ہے وہ 48 بلین روپے ہے یعنی آپ Claim کر رہے ہیں کہ آپ ہیلتھ اور ایجوکیشن میں آپ زیادہ خرچ کر رہے ہیں لیکن ہیلتھ اور ایجوکیشن میں اس کا آدھا بھی آپ ڈیویلپمنٹ پہ خرچ نہیں کر رہے ہیں۔ ہیلتھ میں کوئی 22/23 ارب ہیں اور ایجوکیشن میں سب کو ملا کے 25/26 ارب سے زیادہ نہیں ہیں۔ 48 ارب آپ کا روڈ کے اوپر خرچ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کے جو اہداف ہیں وہ آپ Achieve نہیں کر سکیں گے اور نتیجتاً جو آپ Economic activity generate کرنا چاہتے ہیں وہ آپ نہیں کر سکیں گے۔ سپیکر صاحب، یہ جو این ایف سی ہے، این ایچ پی ہے اور این ایف سی کے اوپر ہمارا آبادی کے اوپر حق بنتا ہے، وہ ہمیں نہیں مل رہا ہے اور جو ہمارے سینیٹ کے چیئرمین ہیں، ان کی

رولنگ ہے کہ جب تک این ایف سی نہیں ہوتا ہے تو مرکز ہر سال Constitution کے مطابق ایک فیصد اضافہ کرے۔ میں اس حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ اس پہ سی سی آئی کا اجلاس بلائیں۔ جو ہمارا آبادی کی بنیاد پر شیئر بنتا ہے وہ ہمیں اس وقت 14% دے رہے ہیں، وہ 19% بنتا ہے، اس کو Recalculate کیا جائے، اس پہ آپ سی سی آئی کا اجلاس بلائیں۔ جناب سپیکر صاحب، جو ہماری Federal Excise Duty on Oil ہے جو 2010 سے ہمیں نہیں مل رہی ہے، یہ اس حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے، اس سے آپ کا Fiscal space create ہوگا کہ آپ اس پہ زور دیں اور اس کو وفاقی حکومت سے حاصل کرنے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف جائیں، سی سی آئی کا اجلاس بلائیں۔ آپ صحت کے اوپر بہت زیادہ پیسے خرچ کر رہے ہیں لیکن ڈی ایچ کیوز کے اندر اور آپ کے آر ایچ سیز اور آپ کے بی ایچ یوز کے اندر ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ میں کم از کم اپنے ضلع کی مثال دے سکتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی Backward اضلاع ہیں سب کے اندر یہی پوزیشن ہوگی کہ نہ سپیشلسٹس ڈاکٹرز ہیں، نہ ٹیکنشنز ہیں، نہ میڈیکل آفیسرز ہیں اور نہ فیمیل ڈاکٹرز ہیں۔ آپ نے ان کے لئے تنخواہیں بھی بڑھا دیں لیکن اس کے باوجود بھی آپ وہاں Human resource provide نہیں کر سکے۔ آپ اگر اس پہ پیسے لگائیں گے بھی تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس لئے جناب سپیکر، اتنے سارے پیسے لگانے کے باوجود بھی آپ کے اکنامک سروے آف پاکستان کے اندر بڑا مایوس کن فگر ہے کہ یہ جو Infant mortality rate ہے اور Maternal mortality rate ہے اس میں ہمارا Ranking، پاکستان کا Ranking افغانستان سے کم ہے۔ یہ ہمارے اکنامک سروے آف پاکستان کے اندر یہ فگر ہے۔ جناب سپیکر صاحب، آپ ایجوکیشن پہ آجائیں تو بیس ہزار اساتذہ کی بھرتی کی آپ نے بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ Commendable ہے، اس پہ ہم حکومت کی تحسین کرتے ہیں لیکن جو آپ کا اے ڈی پی ہے، وہ اے ڈی پی جو ہے اس کی Implementation نہیں ہو رہی ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے آپ کے لیٹریسی ریٹ میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے، آپ کا Net enrollment جو ریٹ ہے وہ Stuck ہے، اس میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس لئے اتنے سارے پیسے لگا کے اگر اس کا نتیجہ نہیں نکل رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ناکامی ہے۔ جناب سپیکر، انرجی جو ہے انتہائی Important ہے، ہائیڈل پاور جنریشن ایک انتہائی Important resource ہے، اس سے ہم اپنی فیوچر جنریشن کو ایک اچھا خیبر پختونخوا دے سکتے ہیں لیکن آپ نے لکھا ہے کہ 155 میگاواٹ بجلی خیبر پختونخوا Produce کر رہا ہے۔ آپ کو پتہ ہے اس کا کہ

میجارٹی باقی حکومتوں نے اس پہ پیسے خرچ کئے ہیں۔ ملاکنڈ تھری ایم ایم اے کے دور میں بنا ہے۔ یہ جو مجھئی ہے، درواڑ خوڑ ہے، یہ جو جبوڑی ہے، یہ سارے جتنے پراجیکٹس ہیں یہ پرانے پراجیکٹس ہیں۔ آپ بتادیں آپ کی حکومت نے، یہ منسٹر صاحب ہمیں بتادیں آپ کی حکومت نےActually National Grid کے اندر ابھی تک کتنے پیسے جو ہے وہ، کتنی بجلی جو ہے وہAdd کی ہے؟ جناب سپیکر صاحب، آپ اگر قرضہ ہائیڈل پاور جنریشن کے لئے لیتے ہیں تو ہم اس کو سپورٹ کرتے ہیں لیکن آپ کے اس Debt statistical bulletin کے اندر ہے کہ آپ نے 268ارب روپے کا قرضہ لیا ہے اور اس میں ہے کہ پائپ لائن میں 371ارب روپے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ 600ارب روپے آپ کا قرضہ ہو جائے گا، آپ کا بچہ بچہ قرضوں کے اندر ڈوب جائے گا۔ جناب سپیکر صاحب، ہمارے اپر دیر کے اندر، لوئر دیر کے اندر تین چار پراجیکٹس ہیں، کوٹو ہائیڈل پراجیکٹ ہے، 2019 کے اندر کمپلیٹ ہونا تھا، وہ کمپلیٹ نہیں ہو سکا۔ شگو کچ ہے، شرمائی ہے، پاتراک ہے، شرینگل ہے، یہ ابھی تک دور دور کا کوئی نظر نہیں آرہا ہے کہ اس پہ کام شروع ہو گا۔ اس کے لئے Loan لے لیں، اس کو پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پہ نہ کریں، یہ اپنی Resources ہیں، اسے کسی اور کو نہ دیں۔ اس پہ، جس طرح IPPs کے اندر لوگوں کو پیسے دیئے گئے اور یہ ایک Vicious circle شروع ہو چکا ہے جس میں ہم پھنس چکے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر، محمود جان مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب عنایت اللہ:</u> جناب سپیکر، میں لوکل گورنمنٹ پہ بات کروں گا لیکن مجھے پتہ ہے آپ مجھے بار بار دیکھ رہے ہیں۔ میں Conclude کرتا ہوں۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> عنایت صاحب! ٹائم آپ کا پورا ہو گیا ہے۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> میں Conclude کرتا ہوں، میں Conclude کرتا ہوں۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> ٹائم آپ کا پورا ہو گیا ہے جی۔ ٹائم پورا ہے آپ کا۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> میں Conclude کرتا ہوں۔ لوکل گورنمنٹ پہ میں بات کروں گا۔ لوکل گورنمنٹ کے اندر آپ نے، فنانس بل کے اندر لوکل گورنمنٹ کے لئے امنڈمنٹ آپ لا رہے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کو جو بیس فیصد صوبائی ڈیویلپمنٹ سے ہم دے رہے ہیں، اس کو آپ کم کر کے بیس فیصد کر رہے ہیں، یہ کونسا طریقہ ہے کہ آپ فنانس بل کے اندر امنڈمنٹ لا رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا فنانس بل میں لوکل گورنمنٹ ایکٹ کو کیسے آپ Amend کریں گے، ظاہر ہے اس پہ ہم امنڈمنٹس لائیں گے۔

جناب سپیکر صاحب، ٹورازم میں ہمارا جو چکیاتن، کمراٹ اور جاز بانڈہ روڈ ہے، اس پہ ابھی تک کام شروع نہیں ہو سکا ہے۔ سننے میں آرہا ہے کہ اس پر کالام سائیڈ سے کام شروع ہو رہا ہے لیکن اس پر کام شروع نہیں ہو سکا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عنایت صاحب! وائنڈاپ کریں، وائنڈاپ کریں جی۔

جناب عنایت اللہ: میں درخواست کروں گا کہ یہ جو آپ نے اپر دیر اور لوئر دیر کے اندر جتنے Sites identify کئے تھے اس پہ عملاً کچھ کام کریں۔ یعنی جس طرح آپ نے سوات کے اندر کئی Sites پہ کام کیا ہے ان پہ عملاً کام کریں۔ جناب سپیکر صاحب، آپ نے اوقاف کے اندر ایک بلین روپے رکھے ہیں لیکن مسجدوں اور مدرسے کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا ہے۔ آپ نے سارے پیسے جو Minorities کے Outlets ہیں، ان کے لئے ان کے جو شمشان گھاٹ ہیں، ان کے جو گردوارے ہیں، میں اس کو بھی Recommend کرتا ہوں اس کو بھی دے دیں لیکن مساجد اور مدارس کے لئے بھی آپ کو پیسے رکھنے چاہیئے تھے۔ جناب سپیکر صاحب، میں اس پہ Conclude کرتا ہوں کہ جو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں کوئی تین سو ملازمین تھے اور دستکاری سنٹرز تھے۔ پچھلی حکومت نے تو وہ دستکاری سنٹرز جو ہیں وہ Establish کئے تھے، وہ بالکل Limbo میں ہیں، وہ معلق ہیں، اس کے لئے نہ پوسٹیں Create کی جا رہی ہیں اور نہ ان کو فارغ کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان کو فارغ نہ کریں، ان کے لئے پوسٹیں Create کریں، ان کو ریگولرائز کریں اور چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ اس بجٹ کے اندر ان کو ریگولرائز کرتے لیکن آپ یہ کام نہیں کر سکے۔ اس کے اندر مزید گفتگو ہو سکتی ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی۔ تھینک یو عنایت اللہ خان صاحب۔ شکریہ جی۔

جناب عنایت اللہ: زراعت پہ ہو سکتی ہے، انڈسٹری کے اوپر ہو سکتی ہے باقی سیکٹرز کے اوپر ہو سکتی ہے لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں مزید بات نہیں کرنا چاہوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ نے اے ڈی پی کے اندر امبریلا سکیمیں رکھی ہیں، اس امبریلا کے تحت آپ اپوزیشن کے ممبران کو اس سائے، اس سائے میں اپوزیشن کے ممبران کو بھی حصہ دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ تھینک یو جی۔ جناب سردار حسین بابک صاحب۔ محمود احمد بیٹنی صاحب۔ حافظ عصام الدین صاحب۔

حافظ عصام الدین: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیۡ کِتَابِہ المَجِیدۡ۔"وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰٓی اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ"۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیم۔ جناب سپیکر صاحب، آیت کریمہ میں نے ارشاد تلاوت کی، ان آیت کریمہ میں نظام معیشت کو انفرادی سطح پر، خاندانی سطح پر، ملکی اور اجتماعی سطح پر بہتر اور صحیح رخ پر رکھنے کے لئے ایک بہترین اصول بیان کیا گیا ہے اور وہ حقیقت میں ریاست مدینہ کے سربراہ کے جو پروانے تھے، ان کی ایک صفت بیان کی گئی ہے۔ وہ صفت کیا ہے کہ وہ نظام معیشت کے حوالے سے، پیٹ کے حوالے سے اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ نہیں کہ دوسروں کا حق دوسروں کو دیتے تھے۔ یہ تو فرض ہے دوسرے کا حق تو ہم لے ہی نہیں سکتے ہیں، وہ تو حقدار تک پہنچانا ضروری ہے بلکہ اس صفت میں ریاست مدینہ کے سربراہ کے پروانوں کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ اپنا حق وہ دوسروں کے لئے چھوڑتے تھے، اپنا حق دوسروں کو دیتے تھے۔ مقصد یہ ہے چونکہ موجودہ حکومت ریاست مدینہ کی دعویدار ہے تو ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ موجودہ گورنمنٹ کے ہر ممبر کے عمل سے، قول سے ریاست مدینہ کے پروانوں کا عملی مظاہرہ ہوتا تھا لیکن آج افسوس یہ ہے کہ ہمارے حلقوں کے حقوق جو ہمارا حق ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ تم اپنا حق ہمیں دو، ہمارے حق ہمیں نہیں دیئے جاتے ہیں اور ہم اس کے لئے اپنا ہر قانونی اور جائز حربہ استعمال کرتے ہیں اس کے باوجود ہمیں نہیں دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، فاٹا کے حوالے سے میں کچھ گزارشات عرض کروں گا۔ جناب سپیکر صاحب، اس دفعہ فاٹا کے لئے جو ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے وہ 100 ارب روپے ہیں جبکہ ہم اگر گزشتہ سال 20-2019 کے لئے فاٹا کے لئے جو ترقیاتی بجٹ، جو ڈیویلپمنٹ بجٹ ہے وہ 95 ارب روپے ہے 20-2019 کا اور اسی طرح اگر ہم 19-2018 میں فاٹا کے لئے ترقیاتی بجٹ کو دیکھیں تو 85 سے 87 ارب روپے رکھا گیا ہے تو یہ ٹوٹل بنتا ہے 180 ارب، گزشتہ دو سالوں کا 180 ارب روپے بنتا ہے جبکہ حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ دو سالوں میں جو فنڈ خرچ کیا گیا ہے وہ 24 ارب ہے، اس سے زیادہ اگر ہم کہیں تو 30 ارب۔ اگر ہم کہیں تو گزشتہ دو سالوں میں حکومت نے فاٹا کے لئے جو ڈیویلپمنٹ بجٹ مختص کیا تھا، 30 ارب اس سے نکال کر مزید کتنا بنتا ہے 150، 150 ارب بقایا بچتا ہے 150 ارب۔ اس سال ہمیں ڈیویلپمنٹ میں ہمیں دیا جاتا ہے 100 ارب۔ تو گویا کہ گزشتہ دو سالوں میں جو ہمارے لئے بجٹ رکھا گیا تھا، وہ بھی ہمیں نہیں دیا گیا۔ اس میں سے بھی ہمارا گورنمنٹ پر 50 ارب قرض ہے جو ابھی بھی صرف اعداد و شمار ہے۔ اللہ جانتا ہے اس میں خرچ کتنا ہوگا۔

جناب سپیکر صاحب، فاٹا کا اس وقت حال ایسا کیا ہے موجودہ حکومت نے، مرکز نے اور چاروں صوبوں نے معذرت کے ساتھ یہ ہم بیان کریں گے۔ اگر اس فلور پر ہم یہ حقائق بیان نہیں کریں گے میں خائن ہوں گا اور فاٹا سے تعلق رکھنے والا ہر ممبر اگر فاٹا کے حقائق یہاں پر بیان نہیں کرتا ہے تو وہ فاٹا کے ساتھ خیانت کرنے والا ہو گا۔ موجودہ حکومت، مرکز اور چاروں صوبوں نے فاٹا کا ایسا حال کیا ہے جیسے جنگل میں کوئی۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: یہ فاٹا کا Word آپ Use نہ کریں جی، Ex-FATA کہہ دیں یا Merged area کہہ دیں۔

<u>حافظ عصام الدین</u>: جناب سپیکر صاحب ایہی تو بات ہے ہم Ex-FATA کو تسلیم نہیں کرتے ہیں لیکن مجبوراً کہیں گے Ex-FATA کا حال۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: ابھی آپ، ابھی خیبر پختونخوا کا آپ حصہ ہیں Merged area آپ کہہ سکتے ہیں۔

<u>حافظ عصام الدین</u>: Ex-FATA کا حال ایسا کیا ہوا ہے جیسے جنگل میں تنہا بھیڑ بکری جنگلی درندوں کے ہاتھ لگے اور وہ اس کا برا حال کرے ایسا ہی فاٹا کا اس وقت برا حال کیا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کوئی ایک شعبہ۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: میں، میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں یہ فاٹا ہے کدھر پہلے یہ مجھے جواب دے دیں۔ فاٹا کس صوبے میں ہے فاٹا؟

<u>حافظ عصام الدین</u>: ٹھیک ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں فاٹا کا، Ex-FATA کا کوئی ایسا شعبہ بتایا جائے کوئی ایک ڈیپارٹمنٹ بتایا جائے جس میں انضمام کے بعد سے اس میں بہتری آئی ہو، کوئی ایک شعبہ جس میں بہتری آئی ہو۔ اگر ہم دیکھیں پولیس لیویز، لیویز جو ہمارا فورس ہے وہ ابھی تک حیران و پریشان ہے۔ نہ وہ پولیس میں ضم ہو رہے ہیں اور نہ وہ لیویز رہے، ان کو پولیس کی مراعات نہیں دی جاتی ہیں۔ ابھی تک ان کی تنخواہوں میں خرد برد ہوتی ہے، ابھی تک باقاعدہ ان کی تنخواہوں کے لئے اکاؤنٹ سسٹم نہیں بنایا گیا تاکہ ان کی تنخواہ باقاعدہ اکاؤنٹ سے آئے۔ فاٹا میں، Ex-FATA میں بجلی کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ میرے اپنے حلقے میں پوری پوری ایسی تحصیلیں ہیں جہاں بجلی کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ مکین اور تیارزہ دو ایسی تحصیلیں ہیں جن کے لئے فنڈ USAID سے مہیا کیا گیا تھا۔ ڈیپارٹمنٹ میں، واپڈا میں ہم نے معلومات کیں جا کر بار بار۔ ان کے ہاں یہ کمپلیٹ شو کیا گیا ہے جبکہ وہاں پر 60 سے 80 فیصد تک یہ دونوں

تحصیلیں بجلی سے محروم ہیں۔ جو باہر سے امداد، فنڈز ہمارے نام پر آتے ہیں وہ بھی ہمیں نہیں دیئے جاتے ہیں، ظلم در ظلم ہے پورا۔ میں اپنے حلقے تک جہاں تک جانتا ہوں کوئی سرکاری بینک، کسی سرکاری بینک کی کوئی برانچ نہیں ہے نہ کسی پرائیویٹ بینک کی کوئی برانچ ہے جبکہ میرے خیالات یہی ہیں کہ باقی بھی پورے Merged اضلاع کا یہی حال ہوگا۔ کوئی انڈسٹری ابھی تک قائم نہیں کی گئی اور جو پہلے سے ہماری انڈسٹریاں تھیں، ان کا ہمیں نام و نشان تک نہیں ملتا ہے۔ ہیلتھ میں ہم دیکھیں تو کوئی میگا، کوئی بڑا پراجیکٹ ابھی تک فاٹا کو نہیں دیا گیا بلکہ الٹا ہمارے چونتیس صحت کے مراکز کو ختم کیا گیا، جنوبی وزیرستان سے 34 BHUs, CHUs اور سی ڈی کو ختم کیا گیا جو انتہائی افسوس ناک امر ہے۔ اگر ہمیں نہیں دے سکتے تو پرانوں کو ختم کرنے کی بجائے فعال کیا جائے۔ آپ کے پاس سسٹم ہے آپ کے پاس سارے وسائل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وزیراعظم صاحب نے جو ہمارے لئے اعلانات کئے ابھی تک تین سال ہو گئے اس کی Implementation نہیں ہو رہی ہے۔ میرے حلقے کے لئے سو کلو میٹر روڈ کا اعلان کیا گیا تھا جو پرائم منسٹر کے ڈائریکٹیو کے نام سے اے ڈی پی میں چل رہا ہے، ابھی تک اس کی Implementation نہیں ہوتی ہے، میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ 60 سے 65 کلو میٹر ابھی تو روڈ دیا گیا۔ میں نے جا کے منسٹر صاحب سی ایم صاحب سے بات کی ہے کہ اپنے ہی کارکنوں کو دو لیکن Feasible site دو، ہمیں بے شک نہ دو، اپنے ہی کارکنوں کو دو لیکن میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ پی ٹی آئی کے کارکنوں کو Percentage پر دیا گیا، پی ٹی آئی کے کارکنوں کو جو روڈز دیئے گئے ساٹھ سے پینسٹھ کلو میٹر، میں افسوس کے ساتھ اس فلور پر یہ کہوں گا کہ باقاعدہ اس میں Percentage لیا گیا، بیس سے پچیس پرسنٹ پر وہ روڈز دیئے گئے۔ ایگریکلچر میں اگر ہم دیکھیں کوئی میگا پراجیکٹ ابھی تک نہیں آیا جو اس ملک میں شہ رگ اور ریڑھ کی ہڈی، ریڑھ کی ہڈی کی جیسی حیثیت رکھتی ہے اور چھ سے سات ہمارے DGs ہیں ایگریکلچر میں بیٹھے ہیں۔ فاٹا (Merged areas) کی جو زرخیز زمینیں ہیں وہاں انتہائی قیمتی باغات ہیں جو میرے اپنے ہی حلقے میں آپریشنوں سے پہلے میوہ جات تھے، قسم قسم کے قیمتی باغات ہوتے تھے، قیمتی زمینیں آلو جیسی بہترین وہاں فصلیں ہوتی تھیں لیکن ایگریکلچر کی وہاں اچھے طریقے سے پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں ایگریکلچر میں خاطر خواہ کوئی ابھی تک کام نہیں ہوا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: حافظ صاحب! وائنڈ اپ کریں جی ٹائم آپ کا پورا ہو گیا ہے، ٹائم پورا ہو گیا ہے۔

حافظ عصام الدین: جی بالکل میں کروں گا لیکن افسوس یہ ہے بجٹ پر تو ہمیں کچھ زیادہ ٹائم دیا جائے، فاٹا (Merged areas) سے ہمارا کوئی ایک بولنے والا ہوتا ہے تو اس کو بھی کوشش ہوتی ہے کہ یہاں اس کو دبایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی یہاں پہ پارلیمانی لیڈرز نے بات کی تھی آپ وائنڈاپ کریں۔

حافظ عصام الدین: پارلیمانی لیڈرز نے اپنے لئے ہر کوئی اپنے۔ میں اپنے حلقے کی اپنی نمائندگی کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ اپنے پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو نہیں مانتے اس طرح ہے اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔۔

حافظ عصام الدین: AIP جناب سپیکر صاحب، اسی طرح AIP میں اور۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وائنڈاپ کریں جی وائنداپ کریں۔

حافظ عصام الدین: اور جو ہاسپیٹلز وہاں پبلک پارٹنرشپ پر دیئے جاتے ہیں اور اسی طرح AIP جو کہ جو باقی پراجیکٹ کے تحت جو وہاں بھرتیاں ہوتی ہیں ان سب میں باہر سے لوگوں کو لایا جاتا ہے۔ منسٹر ہم سے مشورہ کریں، وہاں ہمیں جب معلومات ہوتی ہے تو پشاور سے، سوات سے، مردان سے وہاں پیراشوٹ کے ذریعے لوگوں کو اتارا جاتا ہے، تو خدا کے لئے وہاں رحم کیا جائے جو اسی طرح کے مواقع ہوتے ہیں وہاں مقامی لوگوں کو موقع دیا جائے تاکہ وہ کام۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

حافظ عصام الدین: جناب سپیکر! صرف دو منٹ کا موقع دے دیں آپ کی مہربانی ہو گی، خصوصی مہربانی ہو گی۔ جناب سپیکر صاحب، اس کے علاوہ جو Permanent پوسٹیں آتی ہیں اس میں انتہائی خورد برد ہوتی ہے، خرید و فروخت ہوتی ہے، میں اس ذمہ دار فلور پر کہتا ہوں، ہمارے پاس شواہد ہیں کہ انتہائی اس میں خورد برد کا سامنا ہوا ہے۔ جنگلات کا جناب سپیکر صاحب، آپ حیران ہوں گے اس حقیقت کو سن کر کہ جنوبی وزیرستان کے جو، فاٹا (Merged areas) سے جو جنگلات کا تقریباً 31% رقبہ بنتا ہے، پورے فاٹا (Merged areas) میں جنگلات کا حساب اگر لگایا جائے تو جنوبی وزیرستان کے 31% جنگلات، 31% صرف جنوبی وزیرستان کے ہیں اور پورے صوبے کے جنگلات میں سے 26% صرف جنوبی وزیرستان کے ہیں، 26% جنگلات وہ صرف جنوبی وزیرستان کے ہیں، اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے۔ وہاں جنگلات کی بے دریغ اس کی درختوں کی کٹائی ہوتی ہے، اس کے لئے جنگلات کے جو رولز ریگولیشنز ہیں، اس کے مطابق

سو مربع پر اس کی نگہداشت کے لئے ایک بندہ ہوتا ہے، فوری طور پر ان کی یہ بھرتیاں کی جائیں تاکہ وہاں پر ان جنگلات کی حفاظت ہو سکے، پورے صوبے کو فائدہ ہو گا، جس سے نہ صرف مقامی باشندوں کو فائدہ ہو گا بلکہ پورے صوبے کو ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

حافظ عصام الدین: جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے خود دو منٹ کا کہا تھا پھر بات ہوئی ہے آپ تو مولوی صاحب ہیں آپ تو ٹائم کی پابندی کریں۔

حافظ عصام الدین: صرف ایک منٹ، صرف ایک منٹ دے دیں جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں تو ہم نے بیس ہزار آئمہ کے لئے دس ہزار روپے تو رکھے ہیں، میری کوشش ہو گی یہاں بار بار کمیٹیوں کے لئے جو اوقاف کے آئمہ تھے وہ آئے، جو اوقاف کے مساجد کے آئمہ ہیں، انہیں کیوں Permanent نہیں کیا جاتا ہے، انہیں Permanent بھی کیا جائے، خادمین ہیں، آئمہ ہیں، خدماء ہیں، ملازمین ہیں اوقاف کے ان کو بھی Permanent کیا جائے۔ یہ چونکہ ریاست مدینہ کی دعویدار حکومت ہے لہذا بائیس بیس گریڈ کے مراعات نہ سہی، اٹھارہ انیس گریڈ کی مراعات انہیں بھی دی جائیں اوقاف کے ملازمین کو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی، تھینک یو، تھینک یو۔ محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی صاحبہ، ملک باچا صالح صاحب۔

ملک بادشاہ صالح: جناب سپیکر صاحب، ډیره مهربانی او شکریه چې په بجټ باندې د مونږ له د خبرو کولو موقع را کړه. څنګه چې د بجټ بنیادی اصول وی دیکښې آبادی هم کتلې شی، غربت کتلې کیږی، پسماندګی کتلې کیږی، نو د دې هغه ټول اصول چې کوم مونږ اولیدل هغه ټول نظر انداز کړے شو، هغه غربې علاقې هم نظر انداز شوې، پسمانده علاقې هم نظر انداز شوې او غربت ته هم زمونږ اونکتلې شو او بجټ چې دے دا یو څو علاقوں ته راغونډ شو یا خاص خاص حلقوں ته ئې پیسې ورکړې. جناب سپیکر صاحب، په بجټ کښې مونږ دا هم وینو، ایکسپریس وے، د دیر ایکسپریس وے په نوم باندې یو الفاظ لیکلې شوے دے، مونږه حیران یو چې دا روډ چې دے دا د پاکستان دے، دا د دې صوبې د

ترقئی روړ دے، دا د مردان نه واخله چترال او افغانستا ن او تاجکستان او گلگت دا ټولې ایریاز د دې نه Cover کیږی چې زمونږ ملک دا به جوړوی خواه مخواه، د دې نه علاوه زمونږ بله څه لار نشته، نه مې د ترقئی څه امید شته خو افسوس سره زه وایمه جناب سپیکر صاحب، چې صرف په کتابونو کښې ئې روړ اولیکلو، یو لاکھ روپئ ورته مختص شوی دی صرف د دې د پاره چې آئنده به داسې حکومتونه راځی چې دا به جوړوی، چې مونږ به صرف په دې باندې دعویٰ کوؤ چې مونږ په کتاب کښې لیکلې دے، نو ډیر د افسوس خبره ده چې زمونږه قومی، زمونږ ملکی، زمونږه علاقائی، زمونږ مستقبل د هغې د پاره بیخی پیسې کښینښودې شوې او د دیر د قوم سره، مونږ سره جناب سپیکر صاحب، ستاسو په وساطت سره مونږ حکومت ته درخواست کوؤ مونږ پورې مذاق مه کوئ، ټهیک ده مونږ به کمزوری یو، غریبان یو، پسمانده به یو، د وخت نه به ساتلې شوی یو خیر دے خو کم از کم تاسو خو راپورې اوس ملنډې مه کوئ کنه چې یو لاکھ روپئ، بیا به سبا له دعویٰ کوئ چې ما په کتاب کښې لیکلې وو او دا ما منظور کړے وو، ډیر افسوس سره زه دا خبره کوم۔ بیا زه راځمه سپیکر صاحب، ایجوکیشن سائیډ ته، کوم زمونږ مذهبی فرض جوړیږی او تاسو ټولو ته معلومه ده چې علم حاصلول د رسول للّٰہ ﷺ حدیث دے چې په هر مسلمان نارینه او زنانه باندې فرض دے یا تاسو علم حاصل کړئ خواه تاسو چین ته ولې لاړ نه شئ۔ نو په دې درې کالوں کښې مونږ د یو سکول بنیاد کښینښودې شو، د تیر شوی حکومت چې کوم سکیمونه وو هغه هم اوس دغسې پراته دی، هغه هم مکمل نه شو۔ جناب سپیکر صاحب، زما په حلقه کښې یو کالج نشته، زمونږ کوهستان، دیر کوهستان کښې د جینکو یو هائی کالج نشته او تل لاموټئ او کلکوټ ورته وائی دیکښې د جینکو مډل کالج، سکول نشته۔ زمونږ گوالدئی کونسل ورته وائی په دیکښې د جینکو پرائمری سکول هم نشته۔ زمونږ ډوگ دره کونسل ورته وائی په دیکښې د جینکو پرائمری سکول نشته، شرینگل نه چې ځوک په دغه لار داسې په ډوډبا باندې ځی جی نو دورو ورته وائی شرینگل پورې په دیکښې د جینکو یو سکول نشته۔ عشیرئ دره برکلے ورته وائی په دیکښې یو مډل سکول نشته، تار په تار ورته وائی چې د ټاؤن دے جی په دیکښې

د جینکو مډل هائی سکول نشته عشیرئ دره کښې۔ بره په علی گاسر ورته وائی په دیکښې نشته، بارکنډ ورته وائی بره گورکوهی ورته وائی په دیکښې د جینکو زمونږ پرائمری سکولونه نشته جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، آیا زمونږ دا بچی به دا به مونږ مزدوران لوئیوؤ، آیا دا به مزدوران لوئیږی، آیا په دې ملک باندې د دوئ حق نشته؟ زما د تیر شوی کال سکولونه ایم این اے صاحب ته ئې، وائی دا به ایم این اے صاحب کوی جی، ده ډوگ دره کونسل له یو ورنکړو، ده گوالډئی کونسل له یو سکول ورنکړو، ده بارکنډ له یو سکول ورنکړو، ده علی گاسر له یو سکول ورنکړو، ده عشیرئ له څه شے ورنکړو، د سکولونو پته اونه لگیده چې یره چا له ئې ورکړل په څه طریقه لاړل۔ نو زه درخواست کوم، منسټر صاحب هم ناست دے چې یره د خدائے د پاره مه کوئ، دا دومره ظلم او زیاتې مه کوئ، دا ستاسو بچی دا ستاسو مستقبل دے ورکړئ دوئ له سکولونه او مونږ سره خو دا Tragedy شروع شوې ده ما سره جی زما په حلقه کښې چې اوس د نااهلوں خلقو پوسټنگ هم پرې هلته کوی، هغه خلق چې دفترې نشی چلولې نو هلته ئې لیږی او جناب سپیکر صاحب، منسټر صاحب ناست دے هغه بله ورځ ما یو کس د سی ټی استاذانو پوسټونه دغه کړی وو، په هغه میرټ کښې چې راغلې وو، نو ما ته د دیر د ایجوکیشن د فیمیل دفتر نه وائی چې ته، ما ته هغه کس ته ئې وئیلی وو چې یو لاکھ روپئ به راکوې، ما وئیل چې یره زه، ما ورته ټیلیفون اوکړو، وائی نه خا ستا ایم پی اے ټیلیفون اوکړو ته اوس ئې نو 35 هزار روپئ به ته راکوې، ما وئیل ته شرمیږې هم نه * + زما نه پیسې غواړې۔ نو زه دا دغه کوم چې دا Trend ختم کړئ او دا کسان معلوم کړئ دوئ له سزا ورکړئ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا * + Word expunge کړئ۔

ملک بادشاہ صالح: د دې نه پس سر زه راځمه جی Ongoing projects ته۔ دا Ongoing روډونه دی، کارونه دی، دا افسوس سره زه وایمه چې Serai to Thall Kumrat Road دا د 2009-10 په اے ډی پی کښې وو جی، په 2011 کښې

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

په دې ټینډر اوشو او پرون مې اولیدلو په هغه کتاب کښې چې یو کروړ روپئ به پرې په دې کال کښې لګی او نور به په آئنده وقت، کوم کار چې شوے دے هغه هم ختم شوے دے چې اکبر ایوب صاحب یو ځل پاڅیدلې وو او ما سره ئې وعده کړې وه چې اؤ د دې به مونږ انکوائری کوؤ او د دې به مونږ تپوس کوؤ خو دے هغه وخت کښې د سی اینډ ډبلیو منسټر وو او څو پورې، کمراټ ته خو به څوک تلی ئې هغه روډ خو به مو هم لیدلې وی، سیمنټ به مو لیدلې وی کنه جی؟ زه دا افسوس سره ډوګ دره روډ ګوالدئی روډ چې وزیر اعلیٰ صاحب د هغې اعلان کړے دے خو چې اوس بجټ بک مونږ ګورو جی هیڅ پکښې نشته، یو کروړ او دوه کروړ او درې کروړه او ټوټباتو، دغه د چنارانو روډ ورته وائی چې عنایت الله هغه وخت کښې اے ډی پی ته نڼیستلې وو، کار ئې هم پرې سټارټ کړے وو، تین کروړ روپئ عشیرئ دره روډ، چې دا زمونږ د ټولو چې په تیر شوی حکومت اے ډی پی ته، دوئ اے ډی پی ته نڼیستلې وو، ټینډر ئې پرې بیا وروستو ما محنت اوکړو ټینډر ئې اوشوې، بیا راله یو درې کروړه روپئ وزیر اعلیٰ صاحب راکړې، په هغې باندې ما کار هم شروع کړو جی او حالانکه بلې پیرې چې ما ته په هغې کښې کوم فنډ ملاؤ شوے دے جی دس تیره کروړ روپئ، قسم دے که دا دې خول کښې چې دا دننه کسان ناست دی دا ترې نه دی خبر، دا چې خبر شی دا صرف تا ته رکاوټ جوړوی۔ هغه کسان هلته چې ناست وی هغه زمونږه علاقه چې چا لیدلې وی نو هغه بیا کوشش کوی چې څه ورله ورکړی، نو ما له ئې 13 کروړ روپئ راکړې، 13 کروړ 45 لاکه خو افسوس سره زه دا خبره کوم چې څنګه ایم این اے صاحب دا لیدلې دی، رسیدلې وو سمدستی ئې په فیس بک ورکړی وو او افتتاح ئې اوکړه، تارکولونه شروع وو هغه پرې افتتاح اوکړه او مونږ پسې جماعت اسلامی والا تلی وو چې دا مونږه په تیر شوی وخت کښې کتاب ته نڼیستلې وو۔ سر، جی دا دهوکې به مونږ سره نورې نه کوئ او نه په دې باندې کیږی او دا مونږ ټهیک ده مونږ بې تعلیمه یو خو زمونږ قوم پوهیږی، هغه په هر څه باندې خبر دی، دا کومې ملنډې راپورې شروع کړی دی، هغه هلکه ته لاړ شه ګیس دیر ته راوله، بجلی راوله بل څه اوکړه ته راغلې ئې زما دو کلومیټر روډ باندې ئې هغه بله ورځ بورډ لګولې دے ډوګ دره کښې۔ حالانکه سکولونه

دوئ ټول د هغې حلقې نه يوړل۔ زه د دې خبرو مذمت کوم جی او د دې روک تهام اوکړئ، او حالانکه ما اوسه پورې د کار افتتاح نه ده کړې۔ دا مونږ د پلار پټې نه خرڅوؤ، زمونږه د قوم پيسې وی هغه په څه طريقه نو دا افتتاح زه په دا کوم دغه دے چې زه اعلان اوکړمه چې دا ما تا له اوکړل يا ما منظور کړل، زمونږ حق ضائع کيږی جی۔ سر، د دې خبرو روک تهام د اوشی او ايجوکيشن منسټر دے، دے کوم سړی چې ما ته دا خبره کړې ده زه به د دوئ نه توقع ساتمه چې دوئ له به سزا ورکوی او دا به Discourage کوی چې آئنده يو کلرک ايم پی اے ته خو دا نه وائی چې ما له خو دومره روپئ راکړه۔ جناب سپيکر صاحب، زه به د فارسټ خبره کوم۔ سر، زه دا وايمه، مونږ ستاسو څه نه غواړو چې زمونږ نه څه اخلئ هغه خو ما له بيرته راکوه کنه۔ فارسټ ډيويلمپنټ فنډ ورته وائی، د 2001 نه زمونږ دا پاليسی ده چې قوم د هغې 60% نه تيس روپئ فټ مونږ حکومت له ورکوؤ چې د کوم ځنګل نه دا پيسې ختميږی، وصوليږی، واپس به ئې هلته خرچ کوی۔ د 2016 نه 2020 پورې 13 کروړ دوئ زمونږ نه اخستې دی خو اوسه پورې مونږ ته دو کروړ روپئ زمونږپه علاقه خرچ شوی دی او باقی دوئ زما نه پټې کړی دی يا ئې ضائع کړی دی يا ئې بل چا له ورکړی دی۔ جناب سپيکر صاحب، کومه وعده چې دوئ مونږ سره کړې ده، زه دا خپلې روپئ غواړم او د 2001 نه به هم راسره حساب کوئ، په کميټئ کښې هم دا شے پروت دے، زه دا خپلې روپئ غواړم دا ئې ظلم کړے دے۔ هغه ځنګلو باندې د پريشر کمولو د پاره جی چې قوم له څه ښيګړه اوکړو، چې دا روپئ مونږ اولګوؤ نو په ځنګلو باندې به پريشر کم شی۔ نو د دې مونږ مذمت کوؤ۔ زما دا روپئ چې کومې زما د قوم نه ئې اخستې دی او يا ئې پټې کړی دی يا ئې ضائع کړی دی، دا روپئ د مونږ ته بيرته لاړې شی او هلته د اولګی، دا زمونږ سره Agreement دغسې دے، فيصله ده اوئبګورئ پخپله جی۔ جناب سپيکر صاحب، PEDO دا پکار ده چې مونږ د ټولو نه زياتې پيسې دې PEDO ته دغه کوؤ، ورکوؤ، ولې چې ملاکنډ تهری آمدن خپل اوګورئ، هغه چې څومره خرچ پرې راغلې دے څومره آمدن کوی، په دې وخت کښې زمونږ د سوات ورونړه زورآور دی، په دې صوبه باندې ئې حکومت دے، زمونږه دوه بجلی ګهرې وې يو په شيرينګل کښې وو يو په پاتراک کښې وو، يو

سینتالیس میگاواټ دے یو پینتیس میگاواټ دے ، په دې باندې ورلډ بینک ورله پیسې ورکوی، پی سی ون د دې منظور شو، اخبارونو او ټی وی ګانو په هر څه کښې دا راغله جی او هغه پیسې زمونږ نه هغه بجلی ګهرې ئې د دیر نه کټ کړې جی او سوات ته ئې یوړلې۔ نو زه دوئ ته درخواست کومه چې مونږ سره ظلم مه کوئ او زمونږ دا بجلی ګهرې چې کومې دی چې هغلته پرې روزګار راشی، دا مونږ له واپس راکړئ یا مونږ له 192 میګاواټ، د شرمائی 105 میګاواټ، د شګو کچ 47 میګاواټ، د شرینګل 35 میګاواټ پاتراک خو افسوس چې هغې کښې مونږ ته هغه ئې زمونږ نه یوړلې او مونږ به ناست یو او سوات خو د مخکښې نه ترقی کړې ده آباد دے۔ جناب سپیکر صاحب، زه۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> وائنډاپ کړئ جی وائنډاپ۔

<u>ملک بادشاہ صالح:</u> یو دوه منټه جناب سپیکر صاحب، په هیلتھ خبره کوم زما د هغه حلقې سره تعلق دے جی چې هغه ډیره پسمانده ده دا د پاکستان ښائسته حلقه هم ده خو پسمانده ده، غټ ځنګلات دی، آبشارونه دی، هیلتھ کښې هغلته هیڅ څه پروګرام نشته، په مین روډونو لږ لږ څه شتې کنه کم ازکم دا نن سیکرټریان چې کوم هغلته ډی سی ګان پاتې شوی دی د دوئ نه تپوس اوکړئ کنه دا به تاسو ته هر څه اوښائی کنه۔ مین خبره زمونږ د ټورازم ده جناب سپیکر صاحب، الحمد لله هغلته کمراټ دے چې هغې ته Jhumar of Hindu kush وائی هغلته جاز بانډه ده، هغلته سیدګئ ده، هغلته لمچړ دے ، هغلته صمد شاهی ده، هغلته کاشکن دے ، هغلته ببوزو ده بې حسابه یو Tourist spots دی۔ د مخکښې نه زمونږ درې روډونه منظور وو، یو روډ وو چې د اتروړ نه کالام بیا چې مونږ دا وو دلته پکښې مونږ شر واچولو نو وزیر اعلیٰ صاحب مونږ ته اعلان اوکړو چې ما د پاتراک نه تهل روډ هم منظور کړو، ما د کمراټ نه جاز بانډه هم منظور کړو او مونږ دغه اتروړ روډ هم شامل کړو په کوم چې د هغه قومونو آمد و رفت دے۔ اوس مونږ ته پته اولګیده چې زمونږ دغه روډ ډراپ شوے دے دا د باډګوئی ټاپ روډ۔ نو زه درخواست کوم چې دا زمونږ نه ډراپ کول مه کوئ چې مونږ له څه نه راکوئ نو مونږ نه ئې ولې واپس کوئ۔ زه درخواست کوم که ټورازم آباد وئ خو دغه ایریا له به ترجیح ورکوئ، دغه ایریا به آباد وئ، هغلته د پاکستان د

ټولو نه غټې د ديارو محفوظ ترين جنګلات دی جی او هغلته جاز بانډه، صمد شاهی او داسې چراګاهونه دی چې چترال او دیر دوانړه خلق هغلته راځی، زمونږ نه هغه روډ ډراپ شو۔ نو زه درخواست کوم چې د باډګوئی روډ زمونږ نه مه ډراپ کوئ، دا د سوات کوهستان او د دیر کوهستان آمد و رفت هم په دغه روډ دے او دغه روډ د بیا شامل کړے شی نو مونږ به د دوئ شکریه ادا کوؤ او مونږ به دوئ ته وایو، زه خو درخواست کوم چې ما ته څه وایئی زه خو وزیر اعلیٰ صاحب په شل ځل چې راشه او پخپله ئې افتتاح اوکړه زه به خلق دغه اوکړم، زه به پروګرام اوکړم اخراجات چې څومره راځی د دورې هغه به هم زه ادا کوم چې را د شی خو اوس درخواست کوم چې دا د پاتراک نه د کمراټه پورې کوم روډ دے چې دا اوس وائی چې یره دا هم چې دا قائم دائم دے او دا به نه بدلیږی چې دا وعده زه د دې چیئر نه اوس غواړمه سر جی چې دا به نه کیږی۔ بل لمچړ یو آبشار دے هغه اوس د خرابیدو کوشش روان دے نو هغه د خرابیدو کوشش روان دے چې هغه خراب۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تهینک یو جی، تهینک یو، تهینک یو۔ یو منټ کښې به خبره کوئ جی۔

ملک بادشاہ صالح: جناب سپیکر صاحب! دا د زکواة خبره ده د غریبانانو شے دے او دا به غریبانانو له ورکړے کیږی۔ آیا زمونږ د اپر دیر د غریب په دې زکواة کښې ستاسو سره حق شته که نشته، که دا هم د خاص د لوفرانو څه کسانو حق دے چې هغه به ئې وړی او بیا به ئې ضائع کوی او ملنډې ورپورې کوی جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب، په دیکښې څه انکوائری اوکړئ چې زمونږ د زکواة د غریبانانو حق خو کم از کم رانه مه ضائع کوئ او ګورئ دا کرسئ چې دی دا عارضی دی، دې د هیچا سره وفا نه ده کړې او که زکواة تاسو نه د خطیبانو له ئې وئیل تنخواګانې ورکوؤ نو آخر زمونږ په دې حلقه کښې د خطیب ولې هغلته به ملا نه وی، هغلته خو ډیر زیات دی ټول خو د هغه ځائې نه ملایان راځی جی۔ نو درخواست کومه جی چې هغلته هم څه خطیبانو له لږ لږ څه جماتونه له لږ لږ څه ورکړئ زه د خپلې اے ډی پی نه کوشش کوم ما ته خو نه ده ملاؤ شوې یو ځل

ملاؤ شوې ده هغې نه خو ما څه ورکړی دی خو دغه به اوکړئ جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریه تهینک یو جی، تهینک یو جناب شهرام ترکئی صاحب۔

جناب شہرام خان (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): جناب سپیکر، بادشاه صالح صاحب بلها شے بیان دوئ اوکړو بس ئې کړل تا چې څه وئیل هغه تا اووئیل یو منټ ئې غوښتے وو پینځه ئې نور واخستل هغه نور ایم پی اے گانو صاحبانو له د ټائم ورکړی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی خبره کوئ شهرام ترکئ صاحب، تاسو دا یو یو خبره کښې دومره ټائم درکړو۔ جی شهرام ترکئی صاحب! تاسو شروع کړئ جی تاسو شروع کړئ تاسو خبره کوئ۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: جناب سپیکر! شکریه۔

(مداخلت)

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: صالح بادشاه صاحب بنه ځه اودکړی، سپیکر صاحب! اودکړی جی یو خبره د اوکړی یوه، اودکړی جی اودکړی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ستاسو دا یو خبره خو هم دا یو خبره کوئ ټول دا یو خبره کوئ جی بس یو منټ نه به زیات نه درکومه، یو منټ پوره جی کوئ۔

ملک بادشاہ صالح: دا افسران زمونږه علاقو ته لاړ شی او زمونږ علاقه کښې مونږ له پیسې راکوی کله نه کله دا سې پټې تاسو ترې نه خبروی۔ ما ته یو افسر 2 کروړ 25 لاکھ روپئ راکړې تیر شوی کال کښې د روډ د پاره ډوگ درې روډ د پاره، کله چې سی اینډ ډبلیو منسټر وو اکبر ایوب صاحب، دلته چې را اورسی هغه ته هزارې ته ټرانسفر کړې ما سره ئې وعده کړې وه چې دا روپئ به زه پوره کومه او دا ظلم شوے دے۔ زه دا خپلې 2 کروړ 25 لاکھ روپئ جناب اکبر ایوب صاحب! دا زه غواړمه، مه کوه دا ظلم او دا روپئ ما ته واپس کړه، تپوس ئې اوکړه خپله دا ما له راکړه او مائنز اینډ منرل باندې ترجیح ورکړئ، مونږ د پاکستان غونډې قرضې خلاصولې شو که تاسو کښې څه وی او لږ څه Guts وی درپکښې نو مونږ

غونډ د پاکستان قرضې په يو ډير کوهستان نه خلاصولې شو او دې طرف ته که لږه ترجيح ورکړې نو ډيره مهرباني او ډيره شکريه جناب سپيکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی۔ جناب شہرام ترکئی صاحب۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: شکریہ جناب سپیکر، بادشاہ صالح صاحب نے بڑی لمبی چوڑی تقریر کی یہ بات کچھ اور کر رہے تھے جب میں آیا تو ان کو ایجوکیشن یاد آ گئی تو وہ مجھے بڑا اچھا، مجھے اکبر ایوب نے کہا بھی کہ کچھ اور کہہ رہا تھا ایک دم اس کا Switch change ہو گیا Direction تو اچھا ہی ہوا۔ ایک میں بہر حال اچھی ڈسکشن ہے ان کی اپنی Input ہے ہر ایم پی اے قابل قدر بھی ہے اور اس کی بات کو سننا بھی چاہیئے جو Authentic ہے جو سمجھنے کی بات ہے جس میں Implementation کر سکتے ہیں، ہم Open ہیں Definitely کریں گے۔ ایجوکیشن پہ دو تین باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے ایک بات کی On a serious note کہ جی بندہ آیا اور اس نے کہا کہ پتہ نہیں ایک لاکھ روپے چاہیئے یا 35 ہزار روپے چاہیئے۔ میں Open کہہ رہا ہوں آپ کو اس فلور آف دی ہاؤس پہ کہ یہ مجھے ثبوت دیں، یہ مجھے Written دیں میں انکوائری کروں گا، میں Open کہہ رہا ہوں کہ اس کے ساتھ وہ کام کریں گے کہ اس کو ہم Example بنائیں گے ان شاء اللہ، یہ میری ان کے ساتھ بالکل میں ان کو Open assurance دے رہا ہوں، (تالیاں) اس پہ دو رائے نہیں ہیں، کرپشن میں کوئی گزارہ نہیں ہے۔ ایک بندہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا یا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں سسٹم سو فیصد ٹھیک کرنے میں Obviously ٹائم لگے گا لیکن جہاں پہ ایسی بات ہو جہاں پہ مطلب بندے کی جرات ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ایم پی اے کو جا کے وہ بات کرے، ان کو چاہیئے تھا ادھر سے اٹھا کے اس کو جیل میں بند کرتے، ادھر ہی اس پہ پرچہ کاٹتے کہ اس کو تو پہلے بند کرو بعد میں حساب کتاب کریں گے لیکن پھر میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ہمیں ثبوت دیں اور ان شاء اللہ Within no time جو قانون ہے بالکل اس کے مطابق سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی یہ بالکل میں Open کہہ رہا ہوں۔ دوسری بات میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایجوکیشن کی انہوں نے بات کی، تین ارب روپے اس وقت ٹینڈر ہو چکے ہیں الحمد للہ تقریباً گیارہ سے بارہ لاکھ بچوں کو آنے والے تین سے چار مہینوں میں خیبر پختونخوا کے سکولوں میں فرنیچر Provide کیا جائے گا ان شاء اللہ تین سے چار مہینوں میں۔ تین ارب ہم نے اور رکھے ہیں اس بجٹ میں، بک کے اندر ہیں، وہ پیسے جو ابھی ملیں گے ان شاء اللہ By the end of next financial year جو ہے 95% بچے، 100% اس وجہ سے نہیں کہہ رہا ہوں کہیں پہ آبادی زیادہ ہے یا پوپولیشن کلاس میں زیادہ ہے اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ 96%/95 بچے ان شاء

اللہ خیبر پختونخوا میں ٹاٹ پہ نہیں بیٹھیں گے کرسی پہ بیٹھیں گے، یہ تحریک انصاف کی Commitment ہے، یہ ہماری Commitment ہے اور اس کو ہم پورا کرنے جارہے ہیں (تالیاں) اور یہ بہت بڑی Statement ہے اور بہت بڑا کام ہونے جارہا ہے اور یہ ہر حلقے میں ہوگا۔ انہوں نے کہا حلقے میں اس میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ تحریک انصاف کے منسٹر کا حلقہ ہے، تحریک انصاف کے ایم پی اے کا حلقہ ہے یا بادشاہ صالح صاحب کا حلقہ ہے پورے صوبے میں کسی بھی سکول کے سارے بچے ہمارے بچے ہیں، وہ سارے سکولز ہمارے سکولز ہیں، وہ سارے حلقے ہمارے حلقے ہیں توان شاء اللہ بلا تفریق سب میں جہاں پہ کمی ہے وہ Provide کی جائے گی۔ ایک ہزار ای سی ای رومز ہم نے بنائے ہیں، دو ہزار ای سی ای رومز ہم نے اور ڈالے ہیں تقریباً ای سی ای رومز جو ہیں Early Childhood Education کے تحت یہ بچوں کے لئے، نرسری کے لئے، کے جی کے لئے وہ ہم سپیشل کمرے بناتے ہیں پرائمری سکول میں جن کے لئے ہم نے ٹیچرز ٹرینڈ کئے ہیں، ایک نیا Concept ہے اور اس میں ہم نے بچوں کو کیونکہ ان سے Enrolment بڑھتی ہے، اس سے بچوں کی توجہ بڑھتی ہے، بچوں کی Grooming ہوتی ہے، یہ ہم نے اس سال کمپلیٹ کیا ہے الحمد للہ آنے والے سال میں ہمارا پلان ہے کہ ہم دو ہزار تقریباً کم سے کم دو ہزار بنائیں گے اور اگر بجٹ Available ہوا تو اس کو ہم بڑھائیں گے بھی ان شاء اللہ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اس سال ہلکا بستہ ایکٹ Introduce کروایا پورے پاکستان میں کہیں پہ بھی نہیں ہے، یہ بچے جو Heavy بستے اپنے ساتھ پھراتے ہیں، یہ جو ان کے کندوں پہ Heavy بوجھ ہوتا ہے ہم سب لے کے گئے ہیں سارے جو اس ہاؤس میں معزز اراکین ہیں، یہ سارے اس کو لے کر گئے ہیں۔ Spinal cord کا مسئلہ ہوتا ہے، ان کی Psychological growth، ان کی Mental growth نہیں ہوتی۔ ایشوز ہوتے ہیں وہ ہم نے مدنظر رکھتے ہوئے وہ قانون اسمبلی سے پاس کروایا، اس میں اس پوری اسمبلی کو کریڈٹ دینا چاہیئے کیونکہ ان پورے ایم پی ایز نے اس میں کردار ادا کیا نہ کہ صرف ہم نے، Obviously ہم نے Initiate کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آنے والے وقت میں پھر ہم نے اس بجٹ میں Playing areas کے لئے رقم رکھی، اس کے تین سے چار ہزار سکولز میں بجٹ پہ Depend کرتا ہے کہ ہم ان شاء اللہ پرائمری سکولوں میں Playing areas بنائیں گے ان شاء اللہ۔ سمارٹ سکول کے Concept پہ ہم جارہے ہیں کیونکہ Covid آیا، Covid کی وجہ سے جناب سپیکر، ایشوز آئے۔ Connectivity کا مسئلہ سکول میں بچے ایجوکیشن سیکٹر سب سے زیادہ متاثر ہوا اس کو دیکھتے ہوئے ہم

ٹیکنالوجی کی طرف جارہے ہیں اور وہ بھی ٹیکنالوجی سرکاری سکول کے بچوں کے لئے پرائیویٹ سکول میں تو ہر جگہ ہو گا جہاں پہ Afford کر سکیں گے مگر ہمارا وہ بچہ جو سب سے نچلے طبقے Financially سب سے کمزور ہے اس کے بچے کو ہم ٹارگٹ کر رہے ہیں تو اس کے لئے ہم سمارٹ سکول کا Concept لے کے آرہے ہیں۔ تین ہزار ہم سکول لیڈرز لے کے آرہے ہیں، ہر ایک سکول لیڈر نو سے دس سکول ایک ایریا میں وہ Look after کرے گا، وہ سکول میں جائے گا، ایشوز دیکھے گا، پرابلم دیکھے گا، Solution دے گا، اس کی ٹریننگ ہو گی، اس کی مانیٹرنگ ہو گی، اس کی Identification ہو گی، ٹیچرز ٹریننگ کو وہ دیکھے گا، وہ مانیٹر کرے گا کہ کہیں پہ Deficiency ہے اس کو لے کے آئے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ Tablet in a School کا Concept لے کے آرہے ہیں کہ جو سکول ہے ہر سکول میں ایک ٹیبلٹ ہو گا ان شاء اللہ، اس ٹیبلٹ کے ذریعے ہمیں Real time information ملے گی جناب سپیکر، اس انفارمیشن کو کیونکہ آپ تب تک جب ایک، اچھا Decision آپ تب ہی لے سکتے ہیں جناب سپیکر، جب آپ کے پاس ٹھیک انفارمیشن آتی ہے ٹائم پہ آتی ہے تو ابھی تک جو انفارمیشن آرہی تھی وہ Delay تھوڑا سا Obviously process سے گزرنا پڑتا ہے، وہ Real time School سے مین سیکرٹریٹ میں آئے گا ان شاء اللہ۔ تو اس کی طرف ہم جارہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو Early Childhood Programe ہم نے پچھلی گورنمنٹ میں شروع کیا تھا میں آئی ٹی منسٹر تھا اس وقت، ایجوکیشن تھا، اس پروگرام کو اس سال ہم نے آئی ٹی سے اٹھا کے اس کو Enhance کر کے، Scale up کر کے اس کو ہم ایجوکیشن سسٹم میں لا رہے ہیں اور اس میں پچھلی گورنمنٹ میں جو ہم نے کیا خیبر پختونخوا کا بچہ سنگاپور میں جا کے وہ میرے خیال سے سیکنڈ کہ تھرڈ پوزیشن اس میں لی تھی، آئی ٹی میں اس کو ہم نے ٹرینڈ کیا تھا یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ سرکاری سکول کا بچہ ٹیکنالوجی میں ٹرینڈ ہو کے Basic skills لے کے وہ باہر جا کے مقابلے میں تھرڈ، سیکنڈ، تھرڈ پوزیشن لے، اسی کو ہم اس سال جو ہے اس کو دوبارہ لے کے آرہے ہیں۔ Teachers hiring already in process ہے ان شاء اللہ آنے والے بجٹ میں تو تقریباً ستائیس پراسیس میں ہیں کچھ ہو گئے ہیں پی ایس ٹی کا کیونکہ این ٹی ایس کا مسئلہ تھا وہ کورٹ کیس میں گئے ہوئے ہیں، کیبنیٹ میں ہم نے Already decision کیا ہوا ہے تو اس کے لئے Alternate ہم طریقہ کار ڈھونڈ رہے ہیں، یہ ہم ETEA کے Through اس میں ان شاء اللہ بہت جلدی جو ہے کیبنیٹ Approval دے گی چند دنوں میں اس کو ہم کر دیں گے ان شاء اللہ جی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواتین جو ہیں آپس میں ان کی آواز کافی Aloud آ رہی ہے۔ نادیہ شیر صاحبہ! آپ کی آواز کافی Aloud ہے جی آپ باتیں نہ کریں آپس میں۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: جناب سپیکر! اس سال ہم تقریباً پچیس ہزار اور ٹیچرز بھرتی کریں گے تقریباً ان شاء اللہ اس میں فاٹا کے بھی جو ہمارے Merged areas ہیں، ان میں 4300 final stages میں ہیں اسی مہینے کے End میں اگلے مہینے کے Start میں ان شاء اللہ ان کے آرڈرز ہو جائیں گے اور اگلے سال اور کریں گے۔ ہمارا مقصد ہے کہ سکول میں فرنیچر ہو، سکول میں ٹیچر ہو، سکول میں ٹیکنالوجی کو Introduce کروائیں، سکول میں Missing facilities کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں، یہ وہ ساری چیزیں ہیں جس سے سکول اٹھے گا بچہ تو ہے سکول میں اس کو Facility provide کرنی چاہیئے، ہماری حکومت نے اس بار اس کو اور Strengthen کیا ہے۔ ہمارا بجٹ بھی بڑھا ہے، ہماری سیٹیں بھی بڑھی ہیں، ہماری ڈیویلپمنٹ بھی اور، اور ہم نے ڈیویلپمنٹ کو اور کلیئر وژن کے ساتھ، اس بار ہم نے اس کو اور کلیئر ڈائریکشن دے کے اس کو اس بجٹ میں لائے ہیں تو ایک گورنمنٹ کا جناب سپیکر، To conclude کیونکہ باقی بھائی بھی میرے بولیں گے کسی حکومت کی وژن کا پتہ چلتا ہے اس کی Spending سے، اگر آپ ہماری Spending اٹھالیں جو ہمارا Manifesto ہے، تعلیم Priority number one پہ ہے، آج بھی الحمد للہ اگر ہماری Spending پچھلے آٹھ سال سے اٹھالیں تو ہر سال تعلیم ہم Continuously اس کو Enhance کر رہے ہیں۔ آج اس بجٹ میں پھر کیا۔ یہ وہی وژن ہے جس پہ ہم نے لوگوں سے ووٹ لیا اور جس پہ ہم نے اس کو Implement کروایا اور الحمد للہ اس کو ہم اور آگے لے کے جا رہے ہیں۔ بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں لیکن واپس میں ان کی بات پہ پہلی والی بات پہ آ رہا ہوں کہ میری آفر ابھی بھی ہے، آپ ہمیں ثبوت دیں، میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا یہ مجھے بتائیں کہ وہ کون ہے ہم Disciplinary proceedings کریں گے قانون کے مطابق، جو قانون کہے گا لیکن ایک کلیئر ڈائریکشن کے ساتھ ہم اس کو آگے لے کے جائیں گے اور جناب ایک لاسٹ بات انہوں نے کی سکولز کی، Merged سکولز میں Rationalization-----

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے ساتھ بیٹھیں جی Cross talk نہ کریں جی، آپ Cross talk نہ کریں آپ چیئر کو Address کر کے بات کریں جی۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: میں یہی کہہ رہا ہوں اگر کہیں دیکھیں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ 100% سب کچھ ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا مجھے بتائیں، میں پورے ہاؤس کو کہہ رہا ہوں ایک بندے کی بات ہی نہیں کرتا۔ (مداخلت) میں آپ کو آسان کر دیتا ہوں، بس ٹھیک ہے جی میں آپ کو آسان کر دیتا ہوں۔ کہیں پہ ہے ثبوت کے ساتھ آئیں، ان شاء اللہ قانون کے مطابق کارروائی ہو گی کسی کے ساتھ کوئی گزارہ نہیں ہو گا۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں کرپٹ بندے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے ان شاء اللہ۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: یہ بالکل میں کلیئر کر دوں، ان شاء اللہ۔ یہ وہ ساری اور بہت ساری اور بھی ہیں لیکن کیونکہ بادشاہ صالح صاحب نے بات کی تو میں نے مناسب سمجھا کہ ٹائم پہ ان کو Respond کر کے تھوڑی سی Clarity لے آؤں۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، تھینک یو۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: اور ان کے ساتھ میں بیٹھ جاؤں گا۔ I will sit with you میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا بلکہ In fact Department میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا، میری Commitment ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی تھینک یو۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: تھینک یو جی، السلام وعلیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

ے
یہ کیا عجیب آیا ہے اس سال کا بجٹ
مرغی کا جو بجٹ ہے وہی دال کا بجٹ
دونوں بنے ہیں باعث تکلیف آج کل
وزیر خزانہ اور نئے سال کا بجٹ

جناب سپیکر صاحب، نئے سال کے بجٹ پہ جانے سے پہلے میرے خیال میں اگر ہم دیکھ لیں کہ پچھلے سال بھی اس ہاؤس نے بجٹ پیش کیا تھا اور کچھ محکموں کے لئے ہم نے رقم مختص کی تھی، ہم نے تمام گورنمنٹ اور اپوزیشن نے مل کے۔ میرے خیال میں سب سے پہلے میں تمام پارلیمانی لیڈرز اپوزیشن کے، کو مبارکباد دوں گی اور اپوزیشن کو خاص کر کیونکہ جو اسمبلیوں کی اور پارلیمنٹ کی روایات تھیں اس ایوان میں تھوڑے اور ایک پرامن اور ایک اچھے طریقے سے بجٹ پراسیس میں حصہ ہم لے رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ کریڈٹ اپوزیشن کو اور پارلیمانی لیڈرز کو آپ کو دینا ہوگا کیونکہ جس انداز سے ایک سوچے سمجھی سکیم کے تحت ہمارے جمہوری اداروں کو بدنام کرنے کی ایک سازش تھی تو اس ہاؤس نے اس کو ناکام بنایا اور خاص کر اپوزیشن والوں نے مل کے ناکام بنایا اور ہماری برداشت کا اندازہ اس سے بھی آپ لگالیں کہ آج تیسری بار بجٹ کی تقریر ہم نے سنی اور بڑے آرام سے ہم سن رہے ہیں کہ آج، ایک دفعہ پہلے سنی دو دفعہ آج سنی اور ان شاء اللہ دیکھتے ہیں کہ آگے ہم نے کتنی سننی ہیں۔ تو پچھلے بجٹ کی میں بات کر رہی تھی کہ ہم نے پچھلا بجٹ بھی پاس کیا تھا لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ وہ خرچ کتنا ہوا؟ بجٹ تو ہم پاس کر لیتے ہیں، رقم مختص ہو جاتی ہے لیکن وہ جب محکمے خرچ نہیں کر سکتے تو پھر اس کا کیا فائدہ؟ ان کی حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق جو پچھلا بجٹ ہے وہ Seventy percent خرچ نہیں ہوا ابھی تک۔ تو اس سے آپ اندازہ لگالیں ان کے محکموں کی کارکردگی کا کہ اب وہ دو مہینوں میں کتنا تیزی سے وہ خرچ ہو گا جو باقی Seventy percent کا بجٹ ہے، تو میرے خیال میں اس پہ توجہ دینی چاہیئے کیونکہ تعلیم کے لئے تقریباً ہم نے 10 ارب 76 کروڑ روپے رکھے تھے جو کہ صرف اس میں سے 6 ارب خرچ ہوئے ہیں۔ ابھی ایجوکیشن منسٹر صاحب چلے گئے۔ اگر پچھلے سال کے 10 ارب 76 کروڑ میں سے صرف 6 ارب ہم خرچ کر چکے ہیں تو ہم کیسے پھر یہ توقع کر سکتے ہیں کہ تعلیم کو زیادہ ہم آگے بڑھا سکتے ہیں۔ Merged areas کی ہم بات کرتے ہیں تو ہم سے وعدہ تو 100 ارب کا کیا گیا تھا کہ ڈیویلپمنٹ بجٹ یا ان کو قومی دھارے میں لانے کے لئے جو سبز باغ دکھائے گئے تھے تو 49 ارب روپے جو گورنمنٹ کے فگرز ہیں ان کو رکھا گیا تھا اور صرف 19 ارب روپے اس میں خرچ ہوئے ہیں۔ تو اگر ہمارا یہ انداز ہو خرچ کرنے کا تو میرے خیال میں پھر ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ اگر بجٹ پہ میں آؤں تو بجٹ میں مرکز کے حوالے سے تقریباً تعلیم کے لئے ہم نے 29 ارب روپے رکھے ہیں اور صحت کے لئے ہم نے 28 ارب روپے مرکز میں رکھے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر ہم دیکھیں تو سود میں ہم نے

3060ارب روپے رکھے ہیں اور یہی حال صوبائی حکومت کا بھی ہے کہ صوبائی حکومت نے تعلیم کے لئے 10ارب روپے رکھے ہیں لیکن سود کی مد میں ہم 16ارب روپے دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سود کا کاروبار کرنے والا اللہ سے جنگ کرنے کے برابر ہے۔ تو جب تک ہم اپنے ملک سے سودی نظام کا خاتمہ نہیں کریں گے تو یہ ہم ترقی کا خواب جب دیکھتے ہیں یہ ناممکن ہے۔ اب مجھے یہ آپ سے جواب ملے گا کہ یہ تو پچھلی حکومتوں کا ہے۔ میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ پچھلے ستر سال میں ہم نے سود کی رقم جو ہمارا سود کا Ratio تھا وہ 15ہزار ارب تھا لیکن ان تین سالوں میں وہ 30ہزار ارب روپے ہو گیا، یعنی اس میں ڈبل اضافہ ہو گیا تو پھر کس طرح ہم وہ کر سکتے ہیں کہ ہم مہنگائی کو کنٹرول کر سکیں گے، ہم تعلیم کو ترقی دے سکیں گے، ہم صحت دے سکیں گے اگر ہم سودی نظام پہ چلیں گے۔ یہاں پر منسٹر صاحب، شوکت یوسفزئی صاحب نے بڑے فخر سے کہا کہ ہم خطیبوں کو 20ہزار یومیہ دے رہے ہیں۔ افسوس ہوا یہ سن کے کیونکہ انہوں نے خود اپنے بجٹ میں کہا ہے کہ ہم مزدور کی کم سے کم جو اجرت ہے وہ 21ہزار روپے ہے تو آپ کو خطیب اپنے مزدور سے بھی نیچے نظر آ رہا ہے۔ اس کو اس سے 21ہزار اس کو کم از کم وہ بھی پورا نہیں دے رہے ہیں۔ تو ہماری ریکویسٹ ہو گی کہ خطیبوں کو وظیفہ نہ دیں ان کو ریگولرائز کریں اور جو کہ آپ لوگوں نے وہ وفاق کا جو آیا ہے جو بل کی صورت میں جو مدرسہ اور مساجد کے ساتھ کیا ہے تو میرے خیال میں یہ بہت زیادہ کم ہے۔ آپ کو ان کو ریگولرائز کر کے باقاعدہ سکیل کے مطابق ان کو تنخواہ دینی ہو گی اگر دینی ہے اور مدارس اور مساجد کے لئے الگ فنڈ بھی دینا پڑے گا۔ تو میرے خیال میں یہ مذاق نہ کریں کہ ہم نے مزدور کی، خطیبوں کے لئے 20ہزار روپے دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم ٹیکس میں چھوٹ دے رہے ہیں بہت سارا جو ہم نے بجٹ سپیچ میں ہم نے سنا کہ ٹیکس میں یہ چھوٹ دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، ٹیکس کا عجیب طریقہ ہے کہ ٹیکس تقریباً ہمارے ملک کا 76% جو ہے وہ ٹیکس Indirect ہم لے رہے ہیں Indirect جو عام لوگوں سے بھی وصول کیا جاتا ہے، ٹوتھ پیسٹ پہ بھی ہم دے رہے ہیں، صابن سے بھی لے رہے ہیں ہر چیز پہ لے رہے ہیں۔ ٹیکس نٹ کو بڑھائیں بالکل لینا چاہیئے ہم اس کے خلاف نہیں ہیں لیکن ٹیکس ان لوگوں سے لیں جو امیر لوگ ہیں۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت پورا ہونے پر گھنٹی بجائی)

<u>محترمہ نعیمہ کشور خان</u>: غریبوں سے ٹیکس لینا میرے خیال میں زیادتی ہے Indirect ٹیکس کو ختم کریں۔ دوسری بات ابھی بجٹ کی Speeches چل رہی ہیں، پٹرولیم لیوی میں اضافہ ہوا۔ لیوی میں

اضافہ کر رہا ہوں لیکن جی ایس ٹی میں نہیں کر رہے ہیں کیونکہ اس سے پھر صوبوں کو فائدہ ہو گا، کرک کو فائدہ ہو گا یا دوسرے اضلاع کو کیونکہ آپ کو ان کو حصہ دینا ہو گا۔ تو لیوی کی بجائے اگر جی ایس ٹی میں اضافہ کریں تو ان علاقوں کو بھی آپ کا فائدہ ہو گا، آپ نے تو بہت جلدی گھنٹی بجادی۔ یہاں پہ بجٹ میں ایک اہم جو شعبہ ہے جو ہمارے ملک کا، اب ہم جو دس آنریبل ممالک ہیں ماحولیات کے حوالے سے ہمارا ملک اس میں ساتویں نمبر پہ ہے لیکن اگر آپ بجٹ ڈاکیومنٹس کو دیکھیں تو اس کے لئے میں نے کوئی خاص Budgeting اس میں نہیں دیکھی تو میرے خیال میں اس کی بہت ضرورت تھی کہ ہونی چاہیئے۔ ہمارے بچوں کی تعلیم خاص کر میں خواتین کے حوالے سے بات کروں گی۔ منسٹر صاحب سے اور ہمارے Women Caucus سے خواتین نے بات کی تو کچھ چیزوں کے لئے انہوں نے فنڈ مختص کیا جس کے لئے ہم شکر گزر ہیں لیکن اور بھی خواتین کے شعبوں میں فنڈنگ کرنے کی ضرورت ہے خاص کر ایجوکیشن میں کیونکہ ایم ایم اے کے دور میں ہم نے فری ایجوکیشن دی تھی اور دو سو روپے ہم نے مڈل سکول کے لئے ان کو وہ دیتے تھے۔ ہمارا مطالبہ ہو گا کہ وہ دو سو روپے جو ہے اب اس کو تین سو روپے مڈل تک کیا جائے اور مڈل سے میٹرک تک اس کو پانچ سو روپے اضافہ کیا جائے، Tax base کو بڑھانا چاہیئے۔ بلدیاتی نظام کے لئے انہوں نے رقم رکھی ہے لیکن بلدیات کے لئے میرے خیال میں بہت ضروری ہے جو آپ لوگوں کا تحریک انصاف کا نعرہ تھا کہ نوے دن میں ہم لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرائیں گے آج تک تین سال ہو گئے نہ کروا سکیں تو بہت ضروری ہے کہ آپ لوکل گورنمنٹ کا الیکشن کروادیں۔ سکولوں میں بنیادی سہولیات جہاں پہ باؤنڈری وال، واش رومز یہ چیزیں نہیں ہیں ادھر توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے لئے بہت زیادہ وہ ہے۔ یہاں پہ منسٹر صاحب نے ابھی جواب دیا ہمارے ن لیگ کے پارلیمانی لیڈر کو کہ ہزارہ کی محرومیاں دور ہو رہی ہیں اس لئے اب صوبے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو میں کہوں گی کہ آپ نے ہزارے کی محرومیاں دور کیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ آپ صوبے کا مطالبہ نہ کریں لیکن Merged areas کی محرومیاں آپ نے بڑھادی ہیں تو اب ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو الگ صوبہ دیا جائے۔ اگر آپ گلگت بلتستان کی پندرہ لاکھ کی آبادی پہ الگ صوبہ دے سکتے ہو تو Merges areas یا Ex-FATA کو بھی الگ صوبہ بنانے کے لئے کوئی میرے خیال میں رکاوٹ نہیں ہونا چاہیئے یہ وقت کی ضرورت ہے۔
آخر میں میں یہ کہوں گی کہ پچھلے تین سال، آخری چیز میں یہ کہوں گی کہ پچھلے تین سال جو بجٹ پاس ہوا ہے تو ملازمین کی تنخواہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اس سال اضافہ ہوا ہے لیکن Basic pay پہ نہیں ہوا اس

کو Basic pay پہ ہونا چاہیئے لیکن ان کے ساتھ ساتھ جو ہمارے، آخری چیز، آخری بات کر رہی ہوں۔ ہمارے جو صوبائی اسمبلی کے ملازمین ہیں ان کو تین ماہ کی تنخواہ وہ دینی چاہیئے بونس کیونکہ یہ ہماری روایات تھے، یہ روایات ہم نے ختم کئے تو میں مطالبہ کروں گی کہ یہاں پہ بجٹ کے دوران جو فنانس ڈیپارٹمنٹ خاص کر ہوتا ہے اور ہمارا اسمبلی کا ڈیپارٹمنٹ پورا جو سٹاف ہے جو ہمارا میڈیا کا سٹاف ہے جتنا بھی ہمارا ادھر سٹاف ہوتا ہے ان کے لئے جو تین مہینے کے بونس ہم دیتے تھے بجٹ میں، اس روایت کو دوبارہ زندہ کریں اور وہ اس کو ملنا چاہیئے۔ میں ان شاء اللہ چونکہ آپ سے ٹائم کا وہ کیا ہے تو اسی ٹائم میں ختم کرتی ہوں۔ تھینک یو جی۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو جی۔ جناب سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

<u>سردار اورنگزیب</u>: شکریہ جناب سپیکر صاحب، آپ نے مجھے بجٹ 22-2021 پر بحث کی اجازت دی۔ جناب سپیکر صاحب، یہ میرا الحمد للہ تیرہواں تسلسل سے بجٹ ہے جس کے اندر میں شرکت کر رہا ہوں۔ ہمیشہ حکومت جب بجٹ پیش کرتی ہے حکومت کے لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور اپوزیشن ضرور اس کے اوپر تنقید کرتی ہے۔ آج جو چیز، سپیکر صاحب! ذرا میری طرف آپ دیکھیں تو میں، مجھے ذرا۔ اس دن جب جمعہ والے دن وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کر رہے تھے اور خیبر پختونخوا کی اسمبلی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپوزیشن نے جس بردباری کا مظاہرہ کیا اور جس طرح حاضری اپوزیشن کی یہاں پہ موجود تھی۔ کوئی گڑبڑ، کسی قسم کی نعرہ بازی نہیں ہوئی اور خاموشی سے تیمور جھگڑا صاحب کی تقریر اپوزیشن نے سنی۔ آج جب اپوزیشن کا وقت آیا بات کرنے کا تو آپ دیکھیں یہاں پہ چند منسٹرز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اور حاضری کو دیکھ لیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صوبے کے مسائل کے لئے اپوزیشن نے جو کردار ادا کیا ہے وہ مثالی کردار ہے اور حکومت قطعاً بجٹ پیش کر سکتی ہے لیکن غریب عوام کے مسائل میں ان کی کوئی دلچسپی نہیں ہے آج انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، یہ جو وسائل ہیں صوبے کے جن کو سامنے رکھتے ہوئے وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پیش کیا ہے یہ صرف تحریک انصاف کے لوگوں کا ٹیکس نہیں ہے اس صوبے کے ہر بچے اور بڑے کا ٹیکس ہے جن سے یہ محاصل وصول ہوتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ یہ درخواست کی ہے کہ اس بجٹ کو وژن وائز اس کے وسائل کو تقسیم کیا جائے ضلع وائز اس کو تقسیم کیا جائے۔ یقیناً اس سال بجٹ میں لکھا گیا ہے کہ چند پسماندہ اضلاع کو بھی ترقی کی راہ پہ گامزن کیا جائے گا وہ اضلاع کونسے ہوں گے، ان کا تعلق کیا اپوزیشن کے علاقوں سے ضلعوں سے بھی ہو گا یا صرف حکومتی

اضلاع سے ہوگا؟ تو یہ تقریباً اگر اس طرح کا رویہ روا رکھا گیا تو یقیناً اپوزیشن کو اگلے بجٹ میں ضرور یہ شور شرابہ کرنے یا احتجاج کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ آپ دیکھیں بلوچستان اسمبلی میں لڑائی ہوئی بجٹ تقریر کے دوران، مرکز میں کیا ہوا، سندھ میں کیا ہوا، پنجاب میں کیا ہوا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کو بہت بڑا شکریہ ادا کرنا چاہیئے تھا اپوزیشن کا، خیبر پختونخوا کی اپوزیشن کا لیکن ایک ذرا بھی آج جو رویہ ہم نے دیکھا ہے جب ہماری بات کرنے کا وقت آیا۔ میں جانتا ہوں کہ آج ہم یہاں پہ تجاویز بھی دے رہے ہیں تقریریں بھی کر رہے ہیں اور مجھے ایک پرسنٹ بھی توقع نہیں کہ ہماری تجاویز کو اس میں شامل کیا جائے گا اور ہماری تجاویز کے اوپر کوئی توجہ دی جائے گی۔ جناب سپیکر صاحب، سرکاری ملازمین کی تنخواہیں پچھلے سال نہیں بڑھائی گئیں، اس دفعہ ان کی تنخواہیں بڑھائی گئیں اور مزدور کی کم از کم اجرت 21 ہزار روپے رکھی گئی۔ جناب سپیکر صاحب، اس مہنگائی کے دور میں آپ دیکھیں کہ 21 ہزار روپے 700 روپیہ یومیہ مزدور کو ملتا ہے وہ کس طرح اپنے خاندان کو چلائے گا؟ کم از کم 30 سے 35 ہزار روپیہ مزدور کی کم از کم اجرت ہونی چاہیئے اور جو سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں، موجودہ مہنگائی کے Ratio سے وہ بہت کم ہے، کم از کم تیس فیصد تنخواہیں ان کی جو ایڈہاک Basis پر بڑھائی گئی ہیں وہ کم از کم تیس فیصد بڑھائی جائے۔ آپ دیکھیں 2018 میں جب میرے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کی، اس ملک میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی، آج سے تین سال پہلے آٹا 1400 روپے من تھا سپیکر صاحب، چینی 52 روپے کلو تھی اور آج وہی چینی 115 روپے کلو ہے، آٹا دگنی قیمتوں پہ چلا گیا ہے، دالیں دیکھیں، سبزیاں دیکھیں، گیس کے بل دیکھیں، بجلی کے بل دیکھیں اور ڈیزل اور پیٹرول کی قیمتیں دیکھیں، اس Ratio پہ اگر آپ جائیں تو یہ سرکاری ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اگر حکومت ہماری تجویز پر عمل کرتی ہے تو ان کے اوپر ترس کریں، ان کی تنخواہیں بڑھائیں اور اس صوبے کا بڑا مسئلہ جناب سپیکر صاحب، مہنگائی کا ہے، بے روزگاری کا ہے جس کا بجٹ کے اندر کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ میں یہاں پہ ترقیاتی جو بجٹ رکھا گیا ہے اس سے پہلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ منسٹر لوکل گورنمنٹ صاحب یہاں پہ بیٹھے ہیں جو 17-2016 میں جناب سپیکر صاحب، حویلیاں میں ایک پارک کی منظوری ہوئی تھی، سیکشن فور لگا اور پیسے ٹرانسفر ہو گئے ڈی سی صاحب کے پاس اور سیکشن الیون تک ایوارڈ ہو گیا ابھی تک اس کا انتقال نہیں ہوا۔ ابھی ہم یہ سن رہے ہیں کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے دفتر میں میٹنگ ہوئی ہے اور اس نے ٹی ایم او حویلیاں کو لکھا ہے کہ فوری طور اس کو ڈی نوٹیفائی کریں پارک کو اور یہ کسی اور ضلع میں لے جانا چاہتے ہیں۔ میں منسٹر صاحب

سے یہ گزارش کروں گا کہ آگے جو کٹ موشن آئے گا میں اس کے اوپر کٹ موشن بھی پیش کروں گا اور یہ فوری طور پر اس کی تحقیقات کریں اگر ہمیں کچھ بھی اور نہیں دیتے تو کم از کم 2016-17 میں جو پارک کے لئے چار کروڑ روپیہ منظور ہوا تھا وہ جناب منسٹر صاحب حویلیاں کے لوگوں کے ساتھ میں کھڑا ہوں کسی صورت میں ہم کسی اور ضلع میں ٹرانسفر نہیں ہونے دیں گے کیونکہ حویلیاں کے عوام بجلی کے بل دیتے ہیں، گیس کے بل دیتے ہیں ہر قسم کے ٹیکسز دیتے ہیں یہ زیادتی کسی صورت میں ہم قبول نہیں کریں گے۔ دوسری جناب سپیکر صاحب، میں نے اس دن بھی بات کی تھی کہ سابقہ حکومت میں جو فارسٹ کے حوالے سے ایک پالیسی بنی تھی کہ جو راستے ہیں ان کے اوپر بھی وہ پی سی نہیں کر دیتے ہیں نئی سڑک بنانا تو دور کی بات ہے۔ چند ایسے میرے حلقے میں بھی ایسے گاؤں ہیں، پورے صوبے میں ایسے علاقے اور گاؤں ہوں گے جہاں پہ روڈ نہیں ہے، جیپ روڈ نہیں ہے اور کوئی گاڑی وہاں پہ نہیں جاسکتی ہے۔ مہربانی کر کے اس شرط کو ختم کیا جائے، این او سی جاری کی جائے جہاں پہ ضروری ہے اور جہاں پہ مطلب ہے درخت بھی ضائع نہیں ہوتے ہیں اور اگر درخت ضائع بھی ہوں تو انسان سے درخت، انسانوں سے قیمتی نہیں ہیں۔ دوسرا میرا مطالبہ یہ ہے کہ فوری طور پر اس پالیسی کو ختم کر کے جن جن علاقوں میں روڈوں کی ضرورت ہے وہاں پر این او سی روڈ کے لئے جاری کی جائے۔ جناب سپیکر صاحب، میں نے اس لئے یہ بات کی ہے کہ پتہ نہیں اب ہم سے پچھلے پیسے بھی ٹرانسفر ہو رہے ہیں۔ میں تین سالوں سے ایک ہسپتال کا مطالبہ کر رہا ہوں، ہسپتال آر ایچ سی سے ڈی کیٹیگری کا ہسپتال ہے جو نتھیا گلی موچی دھاڑہ میں ہے۔ ہر سال میرے ساتھ وعدہ ہوتا ہے کہ اس سال اے ڈی پی میں آپ کی یہ ہسپتال ڈالی جائے گی مگر آج تک سپیکر صاحب، اس ہسپتال کے اوپر اس بجٹ میں بھی میں نے دیکھا ہے اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ اگر کوئی زیادتی کی جائے تو کوئی بات نہیں ہے میں نے چالیس ہزار ووٹ لیا ہے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر، تیس ہزار ووٹ پی ٹی آئی کے ٹکٹ ہولڈر نے بھی لیا ہے، دوسری جماعتوں کے لوگوں نے بھی ووٹ لئے ہیں لیکن ان لوگوں کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔ میں نے یہ تجویز دی تھی ابھی ایجوکیشن منسٹر صاحب بھی چلے گئے ہیں کہ Non-strategy میں جو پرائمری سکولز بنے ہیں وہ چھ کمروں کے سکولز ہیں، وہاں پہ آسانی کے ساتھ مڈل کی کلاسیں، لوئر مڈل کی کلاسیں چلائی جاسکتی ہیں۔ نان اے ڈی پی وہاں پہ سٹاف منظور کیا جائے اور ان سکولوں کو Automatically اپ گریڈ کیا جائے۔ جو سکول سپیکر صاحب، ابھی اس سے پہلے سردار یوسف صاحب نے اپنی بات کی ہے۔ زلزلہ زدگان ایریا میں پانچ

سو سے زائد سکول ابھی منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم ہر سکول میں فرنیچر دیں گے۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں ہر سکول کے اوپر چھت آپ ڈال کر دیں، چھت ہو گی تو بچے فرنیچر کے اوپر بیٹھیں گے اور وہ پانچ سکولز جو ہیں وہ ابھی کوئی شاید اے ڈی پی میں اس کے لئے پیسے حکومت نے مختص کئے ہیں۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں حکومت سے کہ فوری طور پر متعلقہ اضلاع کے ڈی سیز صاحبان کو یا جو متعلقہ سٹاف ہے سی اینڈ ڈبلیو کا ان کو ہدایت کی جائے کہ جو جو سکول نامکمل ہیں فوری طور پر ان کے اوپر کام شروع کروایا جائے تاکہ بچوں کو سر چھپانے کی جگہ ملے، دھوپ میں وہ بیٹھ کر بارش میں بیٹھ کر وہ پڑھتے ہیں۔اس کے علاوہ جناب سپیکر صاحب، میں۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت پورا ہونے پر گھنٹی بجائی)

سردار اورنگزیب: یہ درخواست کروں گا حکومت سے اگر حکومت مناسب سمجھے تو جو ٹورازم کے حوالے سے ابھی شوکت یوسفزئی صاحب بات کر رہے تھے کہ ہم نے ہزارہ ڈویژن میں ٹورازم کے لئے خاطر خواہ فنڈر کھا ہے۔ میرا حلقہ چونکہ گلیات ہے، نتھیا گلی کا ایریا اس میں آتا ہے ایک ایسا روڈ جو اسلام آباد سے آرہا ہے، ہیر لاں سے تاجوال تک پانچ کلومیٹر روڈ نیا بنے گا اور پھر تاجوال سے بھاگن تک دو کلومیٹر، سات کلومیٹر روڈ اگر آپ بنالیں ٹورازم سے تو میں دعویٰ سے یہ کہتا ہوں کہ چھانگلہ گلی اور ڈونگا گلی کے اوپر دس دس فٹ برف پڑی ہوئی ہو اور اس روڈ پر اگر کوئی اسلام آباد سے آئے تو دو انچ بھی برف اس روڈ کے اوپر نہیں ہو گی ہر سیاح آسانی کے ساتھ اسلام آباد سے نتھیا گلی تک پہنچ سکتا ہے۔ایک روڈ حویلیاں سے اگر کالا باغ تک بنایا جائے بنا ہوا روڈ ہے اس کو ٹورازم والے اگر اس کو کھلا کریں چونکہ آگے دو آبشاریں ہیں، ایک سجی کوٹ آبشار ہے ایک امبریلا آبشار ہے اس کے اوپر ابھی میں اکبر ایوب خان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے فنڈ بھی دیا ہے تو اگر وہ روڈ بن جائے تو ٹورازم کے لئے ایک بہترین راستہ اس کے اوپر بنے گا اور۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نلوٹھا صاحب! وائنڈاپ کریں جی آپ کا ٹائم پورا ہونے والا ہے۔

سردار اورنگزیب: میں بالکل وائنڈاپ کرتا ہوں میں لمبی بات سپیکر صاحب، نہیں کروں گا میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ ہم نے تقریریں کرنی ہیں، تجویز دینی ہے ہمیں توقع نہیں ہے کہ ہماری کوئی کسی تجویز کو شامل کیا جائے گا۔ (قہقہہ) ہیلتھ کے حوالے سے جناب سپیکر صاحب، جس طرح ابھی بتا رہے تھے شوکت یوسفزئی صاحب کہ ہم نے بی ایچ یوز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ آر ایچ سی میں

جناب سپیکر صاحب، میرے حلقے میں لوئر گلیات میں بیرن گلی، پھلکوٹ، دھمتوڑ، سر بھنہ اور باغ اور بگنوتڑا سی طریقے سے رجوعیہ، بانڈی تائی خان اور ہیر لاں میر لاں یہ جو بی ایچ یوز ہیں سجن گلی میں ہے اور تاجوال میں ہے، اگر ان کو آر ایچ سی کا درجہ دیا جائے تو اگر کوئی آدمی کوئی مریض بیمار ہو جاتا ہے تو یقین کریں کہ اس کو ایبٹ آباد لانے کے لئے کم از کم دس پندرہ ہزار روپے اس شخص کو گاڑی کو کرایہ دینا پڑتا ہے تو انہیں مقامی سطح پہ سہولت مل سکتی ہے آسانی کے ساتھ ،اگر آپ مہربانی کریں تو ان بی ایچ یوز کو بھی اس میں شامل کر لیں۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو جی۔

<u>سردار اورنگزیب:</u> یہ جو ریسکیو 1122 کے دفاتر قائم کئے جا رہے ہیں میرے حلقے میں بھی ایک سپیکر صاحب، دفتر قائم ہوا ہے نتھیا گلی میں اور اس دن سپیکر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم ہر نو میں بھی قائم کریں گے۔ بے شک بہت اچھی بات ہے لیکن سپیکر صاحب، ان میں جو سٹاف ہے جو عملہ ہے وہ مقامی ہونا چاہیئے۔ پچھلے سال جب کنڈلاں کے مقام پر برفانی تودہ آیا اس سے دو گاڑیاں نیچے گر گئیں اور لاشوں کو مقامی لوگوں نے نکالا اور جو ریسکیو کے ملازمین تھے ان کو بھی وہ پکڑ پکڑ کر برف سے اوپر لا رہے تھے۔ اگر مقامی لوگوں کی اس میں تعیناتی ہو جائے تو کم از کم جو ہے نا وہ صحیح معنوں میں اپنا فرض ادا کریں گے۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو جی۔

<u>سردار اورنگزیب:</u> اس کے علاوہ جو سوشل ویلیفئر کی ابھی عنایت اللہ خان صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> وائنڈ اپ کریں جی آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے Almost۔

<u>سردار اورنگزیب:</u> میں ایک بات کروں گا۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> جی ایک بات کریں۔

<u>سردار اورنگزیب:</u> سوشل ویلفیئر کے ملازمین جو کہ 30 جون کو ان کا کنٹریکٹ ختم ہو رہا ہے، یہ ساڑھے تین سو آدمی غالباً اس پورے صوبے کے ہیں۔ مہربانی کر کے اگر حکومت ان کو Permanent کر دے چونکہ بے چارے Overage ہو گئے ہیں ابھی کسی اور جگہ پہ کام نہیں کر سکتے ہیں۔ ہیلتھ کے محکمے میں

کوئی صرف ایبٹ آباد کے ساڑھے تین سو ایل ایچ ویز کی پوسٹیں خالی ہیں اور ان کو تعینات کیا جائے تاکہ لوگوں کو سہولت مل سکے۔ تو میں اسی کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں جی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی۔ جناب اختیار ولی خان صاحب۔ ایک منٹ جی آپ کو اس کے بعد موقع دیتا ہوں اکبر ایوب صاحب بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

حاجی قلندر خان لودھی (مشیر وزیر اعلیٰ برائے مال واملاک): ایک بات کا جواب میں دینا چاہتا ہوں ایک بات۔ اورنگزیب نلوٹھا صاحب بڑی اچھی پیاری پیاری باتیں کرتے ہیں، یہ پارک جو ہے کدھر بھی نہیں گیا وہاں ہی ہے تو میری میٹنگ بھی ہو رہی ہے، منسٹر صاحب سے بھی ہوئی ہے اور سیکرٹری سے بھی اور یہ پیسے بھی ایوارڈ ہو گئے ہیں اور سارے ادھر ہی حویلیاں میں ہیں کوئی ٹرانسفر نہیں ہوا اور نہ یہ ٹرانسفر ہو گا ان شاء اللہ۔

جناب اکبر ایوب خان (وزیر بلدیات و پارلیمانی امور): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ ایک منٹ جی اکبر صاحب۔ ان کے بعد آپ ان کو پورا جواب دے دیں جی۔ صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب، صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب، (Not present) Lapsed۔ جناب اختیار ولی خان صاحب۔

جناب اختیار ولی: شکریہ جناب سپیکر۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر اس صوبے میں اقتدار کا یہ آٹھواں سال اس حکومت کا چل رہا ہے تحریک انصاف کا اور 2018 میں بننے والی حکومت جو تھی وہ انقلاب کے نام پہ بنائی گئی تھی، سو دنوں میں کوئی نیا پاکستان اور نیا خیبر پختونخوا بنانے کا پلان دیا گیا تھا، لوگوں کو بڑے اچھے سہانے خواب دکھائے گئے تھے۔ میرے جیسے ایک سیاسی کارکن کو بھی تھوڑی دیر کے لئے یقین ہو چلا تھا کہ شاید واقعی کوئی نیا پختونخوا بنانے آ رہا ہے لیکن میں آج بجٹ کی یہ کاپیاں دیکھ رہا تھا۔ یہ وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں نے پڑھی، یہ حقیقت میں ایک تو ویسے کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے لیکن بلاشبہ اس کو پڑھنے کے بعد یہی معلوم ہوا کہ یہ واقعی میں کوئی الفاظ کا گورکھ دھندہ ہی ہے جس صوبے میں ان کے اقتدار کا یہ آٹھواں سال ہے۔ آج سے آٹھ سال پہلے جب یہ صوبہ ان کو اقتدار میں ملا، اے این پی کی حکومت جب ختم ہوئی تو اس صوبے پہ قرضوں کا جو بوجھ تھا وہ 33 ارب روپے تھا آج اس صوبے پہ 268 ارب روپے کا قرضہ چڑھ گیا ہے جبکہ 370 ارب روپے کے قرضے مزید پائپ لائن میں ہیں۔ بتائیں ان سے پوچھیں کیا یہ اتنے سینکڑوں ارب روپے آپ نے نالی،

سڑک، پشتے اس کے لئے لگا دیئے۔ آپ کے پاس دکھانے کو دنیا کو دو پراجیکٹس ہیں جس کا آپ ذکر کرتے ہیں بڑے فخر کے ساتھ، بڑے بانگ دہل آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بی آر ٹی بنائی ہے۔ آپ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے سوات موٹروے بنا دیا ہے۔ جناب، اس کے علاوہ آپ کا بنایا ہوا کوئی پراجیکٹ ہو تو دکھائیں؟ بی آر ٹی کے علاوہ آپ کے بلین ٹری پہ اس پہ کرپشن کے چار جز لگ چکے ہیں۔ مالم جبہ کے سیکنڈل پہ Stay لئے ہوئے ہیں۔ آپ کے جو ایجوکیشن کے حالات بن رہے ہیں میں حیران ہوں، اس بجٹ میں دیکھا، ایجوکیشن کے بجٹ میں ایک روپے کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ آپ اپنے بجٹ کو دیکھیں آپ ایجوکیشن کو لے جا کہاں رہے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ جس صوبے میں آپ نے تعلیمی ایمرجنسی لگائی تھی وہ آپ بھول گئے ہیں۔ جس صوبے میں آپ نے ہیلتھ کی ایمرجنسی لگائی تھی وہ آپ بھول چکے ہیں۔ ہم حیران ہیں اگر یہی حالات رہے کل کو اس صوبے میں اگر حکومت بدلی ہوتی، الیکشن ہوتے ہیں کسی اور جماعت کی حکومت آتی ہے تو ان کو حالات سنبھالنا بڑا مشکل ہوگا اور ان کے پاس میں یہ ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں جس کی بھی حکومت آئے چاہے موجودہ لوگوں کی ہو یا اپوزیشن میں کسی کی ہو ان کو یہاں کے Assets بیچ کر یہ قرضے اتارنے پڑیں گے اور قرضے اتار کر Assets بیچ کر اس سے کیا ہوگا۔ یہ جھوٹ بول کر اور جھوٹے وعدے کر کے اس سے آپ حکومت چلا سکتے ہیں لیکن یقین کریں اس سے ریاست نہیں چلائی جا سکتی ہے۔ اس سے آپ الیکشن جیتنے کے لئے اچھی تقریر تو کر لیتے ہیں، وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں میرے دوستوں میں آج میں سننا چاہ رہا تھا کہ شاید کسی اور بھائی نے بھی یہ بات نوٹ کی ہو۔ وزیر خزانہ صاحب نے آخر میں شکریہ ادا کیا کہ فلاں فلاں فلاں سیکرٹری صاحب کا میں مشکور ہوں جنہوں نے یہ بجٹ بنایا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ بجٹ آپ بناتے، چاہیئے تو تھا کہ یہ بجٹ ہم آپ کے ساتھ مل کر بناتے، یہ اپوزیشن اور حکومت کے نمائندے مل کر بناتے لیکن پھر میں کہتا ہوں کہ آئی ایم ایف کا Copy paste پروگرام ہے جس طرح آپ نے بلدیاتی پروگرام اٹھا کے Copy paste کیا جس طرح آپ نے بلین ٹری کا پروگرام اٹھا کے Copy paste کیا اسی طرح آپ ہر سال بجٹ اٹھا کے Copy paste کر دیتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ قوم پوچھنا چاہتی ہے اس صوبے کی عوام پوچھنا چاہتی ہے واللہ اس دن اس صوبے کے غریب لوگ یہ سننے کے لئے ترس گئے جس دن یہاں پہ وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کر رہے تھے۔ (مداخلت) سپیکر صاحب! آپ گواہ رہیں ہم نے یہاں پہ نہ نعرہ لگایا نہ آوازیں کسیں نہ ہم نے کسی پہ طنز کیا، نہ ہم نے اس میں خلل ڈالا۔ اس صوبے کے لوگ سننا چاہتے تھے کہ جو پانچ روپے کی روٹی تھی وہ دس

روپے کی کب ہو گی؟ وہ بیس روپے میں بکتی ہے اس کو پانچ روپے پہ کب لاؤ گے؟ جو کہتے تھے کہ بجلی کا یہ یونٹ مسلم لیگ نون کے دور میں چھ روپے کا ملتا تھا آپ کہتے تھے کہ ہم ڈھائی روپے کا دیں گے۔ لوگ سننا چاہتے تھے کہ آپ اعلان کریں گے کہ بجلی پہ سبسڈی دے کر ہم اس کو سستا کریں گے۔ گیس پہ آپ سبسڈی دیتے۔ آپ ان بچوں کے بارے میں کچھ کہتے، وہ جو آج بھی تعلیمی ایمرجنسی کے ساتویں آٹھویں سال کے بعد ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں، وہ سکولز آپ کی توجہ کے منتظر ہیں جہاں پر آج بھی فرنیچر نہیں ہے۔ جہاں آج بھی میں نے آتے ہوئے پوچھا دو چار ضلعوں میں فون کرکے کہ بچوں کے لئے Drinking water کی Facility کیا ہے؟ کہتے ہیں سر، کولر میں پانی بھر دیا اور رکھ لیا بچے وہیں سے پیتے ہیں، یہ نیا پاکستان ہے، یہ نیا خیبر پختونخوا ہے؟ یہ وہ انقلاب ہے جس کے نعرے لگائے تھے، جس پہ لوگوں سے ووٹ لیا تھا، جس کو ہم اچھی تقریر کہتے ہیں، تقریر آپ کی اچھی ہے، میں بھی مانتا ہوں، سب تعریف کریں گے، ہم نے خلل بھی نہیں ڈالا اور لوگوں نے Appreciate بھی کیا لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ آپ غلط راستے پہ چلو گے اور ہم تماشائی بن کر بیٹھے رہیں گے۔ آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس بجٹ میں۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے بجٹ پر بحث کے لئے مقرر شدہ وقت پورا ہونے پر گھنٹی بجائی)

<u>جناب اختیار ولی</u>: 44 ارب روپے مقامی بینکوں سے قرضہ لیا گیا ہے، کیا قرض لے کر بجٹ بنائیں گے؟ کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ کوئی پلان نہیں تھا یہ قرض لے کر تو پہلے بھی حکومتیں تھیں آپ تو اس بنیاد پر آئے تھے کہ آپ نے نیا پاکستان اور نیا پختونخوا اس کو آپ اپنے پیروں پر کھڑا کریں گے اور خود کمائیں گے اور اپنے صوبے پہ لگائیں گے۔ افسوس کے ساتھ آج ابھی اسی وقت دس پندرہ منٹ پہلے خبر آئی ہے کہ ایک وفاقی وزیر نے قومی اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر کہا ہے کہ میرے صوبے خیبر پختونخوا میں کوئی غریب نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ کسی غریب کا گھر اگر کسی کو معلوم ہو تو مجھے دکھا دیں، میں ان کو کہتا ہوں آؤ میرے ساتھ چلو اس چوک پہ چلتے ہیں، چوک یادگار میں دیکھو، سوات کے گرین چوک میں دیکھو، نوشہرہ کے شوبرا چوک پہ آجاؤ، سوئیکارنو چوک پہ آجاؤ، مزدور بھوکا ہے، تاجر بھوکا ہے، صنعتکار پریشان ہیں، کارخانے بند ہو رہے ہیں، بتائیں کوئی نیا کارخانہ بنانے کا پلان اس بجٹ میں ہے کوئی ٹیکسٹائل ملز، جس طرح کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز تھا، جس طرح ڈی ڈی ٹی کارخانہ تھا، جس طرح پی وی سی کارخانہ تھا، اس طرح کا کوئی ملز بنانے کا پروگرام ہے، نہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ جھوٹ پہ جھوٹ، کس کے ساتھ دھوکہ

کر رہے ہیں، خود کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور عوام کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور یہ بجٹ خدا کرے کہ جو آپ نے کہا ہے آپ اس پہ پورا اتریں ہماری دعائیں بھی آپ کے ساتھ تھیں اور پرسوں تک ہماری سپورٹ بھی اپ کے ساتھ تھی لیکن اگر آپ یہ میرے دوست، یہ بھائی ان کو میں نے کہہ دیا تھا اپوزیشن کے ساتھیوں کو کہ آپ بجٹ تجاویز کس کو دے رہے ہیں، بجٹ پہلے سے چھپ چکا ہے، آئی ایم ایف اور باقر رضا بجٹ بنا چکے ہیں آپ کس کو تجاویز دے رہے ہیں، تجاویز لکھنے والا یہاں کون ہے اور کون اس کو شامل کرے گا؟ میرے حلقے میں، میں آتا ہوں اپنے حلقے پر، میرے حلقے میں کوئی ایک سکیم شامل نہیں کی گئی ہے، اس کو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے پیرس بنا دیا ہے۔ ایک سڑک ایک پل نہیں دیا گیا ہے۔ ہمیں سکولوں کی بھی ضرورت ہے، ہمیں بی ایچ یوز کی بھی ضرورت ہے، ہمارے ہسپتالوں کی Rehabilitation کی بھی ضرورت ہے، سڑک کی بھی ضرورت ہے، پل کی بھی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اختیار ولی صاحب! وائنڈ اپ کریں آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے۔

جناب اختیار ولی: سپیکر صاحب! ہمارا ٹائم ویسے بھی بڑا مختصر ہوتا ہے اور میرے ساتھ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وائنڈ اپ کریں جی۔ وائنڈ اپ کریں جی۔

جناب اختیار ولی: دو چار منٹ دے دیں، میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وائنڈ اپ کریں۔

جناب اختیار ولی: اب اگر حلقے کے حالات یہ ہوں، صوبے کے حالات یہ ہوں تو جناب سپیکر، میں ایک بات آپ کو یہاں پہ بتا دینا چاہتا ہوں اور یہ سارے دوست گواہ ہیں میں نے ان کو بھی کہہ دیا ہے۔ اپنے حلقے کے لئے اپنا حق مانگیں گے لیکن اکبر ایوب صاحب، آپ اور جتنے وزراء یہاں پر بیٹھے ہیں، تمام وزراء بصد ادب، آپ اس کو گستاخی نہ سمجھیں، ہماری عزت نفس مجروح نہ کریں۔ اگر آپ ہماری عزت نفس مجروح کریں گے اور آپ یہ کہیں گے کہ آپ ہمیں Bend down کریں گے، آپ ہمیں گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور کرو گے تو خدا کی قسم میں ایک بات آپ کو واضح الفاظ میں بتا دوں۔ مجھے نوشہرہ کے لوگوں نے ووٹ اس لئے دیا تھا کہ میں یہاں آکر صوبے کی اور نوشہرہ کی تمام پختونخوا کی میں آواز بنوں، میرے حلقے کے لوگوں پہ فنڈ کا اثر نہیں پڑے گا لیکن اگر ان کا حق نہیں دیں گے تو میں لڑوں گا اور ہر فورم پہ لڑوں گا۔ ایسے لڑوں گا کہ جس طرح لڑنے کا حق ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ شکریہ جی۔ تھینک یو۔ تھینک یو۔

جناب اختیار ولی: جناب سپیکر! ایک دو منٹ دے دیں بس میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ ٹھیک ہے، چلیں۔ جی جی ایک منٹ میں جی۔

جناب اختیار ولی: یہ ذرا پھر Discrimination ہو جائے گی۔ قبائلی اضلاع، ان کا 100 ارب روپے کا بجٹ ہوتا ہے جو ان کو این ایف سی میں یہ اپنا ایوارڈ مانگتے ہیں۔ گزشتہ بجٹ بھی ان صاحب نے پیش کیا تھا اور اس سے پہلے بھی انہوں نے پیش کیا، کتنے پیسے ملے، بقایاجات کتنے ہیں، ان کو کیوں اپنا فنڈ نہیں دیتے ہیں، ان کو کیوں ابھی تک علاقہ غیر سمجھا ہوا ہے؟ اور میں حیران ہوں، 16-2015 میں جب یہاں پر پرویز خٹک صاحب کی حکومت تھی وہ وزیر اعلیٰ تھے، اپوزیشن سمیت، نواز شریف کی حکومت پہ یہ چل پڑے تھے اسلام آباد پہ چڑھائی کرنے کے لئے کہ ہمیں صوبے کے حقوق نہیں ملتے، ہمیں صوبے کے حق نہیں دیئے جاتے۔ آج پوچھتا ہوں آپ کے 124 ارب روپے نیٹ ہائیڈل پرافٹ آپ کا مرکز کے پاس بقایا ہے کوئی ہے یہاں پر، کوئی مائی کالال جو آج کہے، وزیر اعلیٰ صاحب میں آپ کو، آپ کی کرسی خالی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور صوبے کے حق کے لئے، ان شاء اللہ اختیار ولی آپ کا کارکن بن کر آپ کے ساتھ چلے گا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی۔ تھینک یو جی۔

جناب اخیتار ولی: لیکن صوبے کی حقوق پر کوئی سودے بازی نہیں ہو گی۔ مہربانی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی۔ تھینک یو۔ جناب ہشام انعام اللہ صاحب۔ ہشام انعام اللہ صاحب۔

جناب ہشام انعام اللہ خان (وزیر سماجی بہبود): **اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔** بہت شکریہ جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر صاحب، بہت شکریہ، آپ نے موقع کیا کہ یہ جو اپوزیشن کے جتنے ہمارے معزز ممبران ہیں، ان کی جو Queries ہیں، ان کی جو ہمارے اس بجٹ پہ یا ہمارے اس بجٹ کے پلاننگ پہ ان کو جو خدشات ہیں اس کا میں جواب دے سکوں۔ سب سے پہلے تو جی اس دن جب بجٹ پیش ہوا تیمور جھگڑا صاحب نے پیش کیا اور ہمارے سی ایم صاحب بھی یہاں پہ بیٹھے تھے تو اس دن میں نے میڈیا پہ بھی یہ بات کی تھی اور آج پھر یہ کرتا ہوں کہ میں اپوزیشن کی ساری پارٹیوں کا بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے

بڑے اطمینان کے ساتھ ہماری بات سنی، کچھ لوگوں نے Appreciate بھی کیا، فلور آف دی ہاؤس پہ کوئی Confrontation نہیں ہوئی تو میں ان سب کا بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر صاحب، میں پہلے اختیار ولی صاحب نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں، اس کا تھوڑا جواب ان کو دے دوں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ان کی تقریریں بڑی اچھی ہیں، بڑی Attractive ہیں لیکن یہ تقریریں زیادہ کام وہاں پہ کرتی ہیں جب آپ الیکشن کے دور میں ہوتے ہیں اور لوگوں کو آپ نے اپنی طرف متوجہ کرانا ہو تو آپ یہ بات کرتے ہیں کہ غریبوں کے لئے کیا کیا ہے، عوام کے لئے کیا کیا ہے، Common man کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں؟ جب آپ اس ایوان میں آجاتے ہیں پھر ایک اختیار آپ کے پاس آجاتا ہے، چاہے وہ اپوزیشن کے ہوں یا چاہے وہ رولنگ پارٹی کے ہوں یا کوئی منسٹر ہو یا کوئی عام ایم پی اے ہو تو یہاں پہ یہ باتیں نہیں چلتیں پھر۔ یہاں پہ عوام انسان سے پوچھتی ہے کہ ہم نے آپ کو ووٹ دیا ہے آپ کو منتخب کیا ہے اب آپ صرف ہمارے لئے جھگڑیں نہ، ہمارے لئے اپنا حق پہلے مانگیں پھر اگر مانگ کے نہ ملے تو پھر چھینیں۔ تو پہلے تو یہ اپنا رویہ بدلیں، لوگوں کے ساتھ اچھے Relations قائم کریں۔ ہماری جو Politic ہے This is all diplomacy، یہاں پہ بہت سے ایسے اپوزیشن کے ممبرز ہیں جن کو فنڈز ملے بھی ہیں جن کو پراجیکٹس ملے بھی ہیں لیکن ان کو طریقہ آتا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیسے نپٹنا ہے، ان سے کیسے کام نکلوانا ہے؟ ہمارے ایک ایم پی اے صاحب تھے یہاں پہ جے یو آئی کے منور خان صاحب۔ وہ ایک دن میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ ہشام خان! آپ نے تو، آپ تو میرا حق چھین کے لے گئے ہیں۔ ایجوکیشن سیکٹر میں سر، مجھے بتیس سکولز کی اپ گریڈیشن لکی مروت میں ملی تھی، پچھلے تیس سال میں بلکہ میں کہتا ہوں چالیس سال میں ہمارے دس سکول اپ گریڈ نہیں ہوئے، وہ کن کی حکومتیں تھیں؟ جب میں یہاں پہ آیا تو مجھے بتیس سکولز اپ گریڈیشن کے لئے ملے۔ میں نے کہا یہ میری محنت پہ مجھے ملے ہیں۔ میں نے ہر بندے کے ساتھ اگر وہ بیوروکریٹ ہو اگر وہ Politician ہو اگر وہ چیف منسٹر صاحب ہو ان کے پاس میں گیا ہوں۔ میں نے درخواست کی ہے اس کے بعد مجھے ملے ہیں۔ آپ جب اپنے گھروں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور آپ ایم پی اے کا پروٹوکول Enjoy کرتے ہیں اور آپ کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ میں دو چار باتیں فلور پہ کروں گا اور میں گھر میں بیٹھ کے آرام کروں گا، پانچ سال بعد دیکھیں گے ایسے کام نہیں ہوتے۔ تو ان کو میں پہلا مشورہ تو یہ دوں گا کہ یہ تھوڑی ڈپلومیسی اختیار کریں، تقریروں کا وقت نہیں ہے۔ Get to the point, facts and figures بتائیں پھر بات کریں۔ انہوں نے کہا ہے ایجوکیشن میں کچھ نہیں ہوا۔

ایجوکیشن میں توپی ٹی آئی گورنمنٹ ہمارے مخالفین بھی مانتے ہیں کہ ایجوکیشن میں انہوں نے کتنا کام کیا ہے۔ نئے سکولز بنے ہیں، اپ گریڈیشنز ہوئی ہیں۔ جتنے گرلز سکولز ہیں اس کو بہت زیادہ Priority ہم نے دی ہیں This is the only Government کہ اس کی یہ سوچ ہے کہ اگر ایک لڑکی کو آپ Educate کریں گے تو اس کا سارا خاندان اس کے بچے کل کو Educate ہوں گے۔ ہماری Priority woman education پہ تھی۔ یہ اے ڈی پی بک دیکھیں اس میں دیکھیں کہ میل سکولز کتنے ہیں اور فی میل سکولز کتنے ہیں، کتنے اپ گریڈ ہوئے ہیں؟ I belong to Laki Marwat and it is the second poorest District in KP۔ میں یقین سے یہ کہتا ہوں کہ مجھے تین ڈگری کالج ملے ہیں، بتیس سکولز اپ گریڈیشن ملے ہیں پانچ نئے پرائمری سکول اسٹیبلشمنٹ کے ملے ہیں Our whole South was neglected, the whole south was neglected۔ ٹانک کو ملے ہیں اس حکومت میں، ڈی آئی خان کو ملے ہیں اس حکومت میں، بنوں کو ملے ہیں اس حکومت میں۔ اس سے پہلے جو حکومتیں تھیں ساؤتھ کو انہوں نے Neglect کیا ہے، Deprived کیا ہے۔ کوئی بھی ایسی حکومت نہیں تھی جو کہ یہ سوچتی بلکہ میجارٹی، میں یہ جے یو آئی کی بات تھوڑی کرلوں تو جے یو آئی تو ان کا گڑھ ساؤتھ میں ہے اور وہ حکومت میں رہے ہیں۔ جب درانی صاحب سی ایم تھے اس وقت انہوں نے ایک روڈ شروع کیا لیکن جب وہ روڈ، Main road from Bannu to Naurang، نورنگ تک پہنچی لکی مروت، تو انہوں نے کام بند کردیا یہ حال تھا ہمارا۔ تو Compare us with those Governments پھر آپ بات کریں۔ دوسری بات انہوں نے کی کہ بجٹ بیوروکریٹس بناتے ہیں۔ (تالیاں) سیاستدان جو ہیں میں نے اس دن بھی بات کی تھی ہمیں اپنے اختیار کا پتہ نہیں ہے۔ سیاستدان کی ایک وژن ہوتی ہے، سیاستدان ایک Strategy بناتا ہے، سیاستدان ایک پلان بناتا ہے اور بیوروکریٹس اس کو ایک عملی جامہ دیتے ہیں اور اس کو Implement کرتے ہیں اور میں آج پھر بھی کہتا ہوں کہ The Bureaucrats that we have chosen and fortunately this year جو ہمارا جو یہ بجٹ جتنا Balanced ہے جتنا عوام دوست ہے جتنا غریب دوست ہے The credit goes to us but it also goes to the Bureaucrats involved and I want to name them. I am proud of Shahab Ali Shah, I am proud of this Finance Secretary Atif, they have done a great job. They have implemented the vision that Imran Khan had, they had implemented the vision that Chief Minister Mehmood Khan had,

they had implemented, (Applause) the vision that I had for Social Welfare, so we are proud of them جب آپ کی حکومت آئے پھر اس وقت آپ اپنے Bureaucrat choose کریں ہمارے لئے یہ اچھے ہیں کیونکہ یہ قوم کے لئے اچھے ہیں۔آپ نے بجلی کی بات کی کہ بجلی کے سیکٹر میں آپ نے کیا کیا؟ پہلے تو میں آپ سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں ہمارے جو پرائم منسٹر ہیں وہ ایک پٹھان ہیں He belongs to a Pathan tribe, he is a Niazi, I am a Marwat, Marwat and Niazis are cousins so he is a pathan آج آپ کی جو آج آپ کی جو پارٹی ہے میں چونکہ انہوں نے بجلی کی بات کی تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ جس کو Defend کرتے ہیں اپنے لیڈر کو، وہ پنجاب کے ہیں نواز شریف صاحب اور ہم سب کی عزت کرتے ہیں He has been a Prime Minister we should respect him لیکن یہ بجلی کہاں پہ بنتی ہے، بجلی خیبر پختونخوا میں بنتی ہے اور بجلی شروع سے خیبر پختونخوا میں بنتی تھی تو آج تو چلیں ہماری کمی ہے ہم اپنی حق کو چھیننے میں تھوڑے Delay ہو گئے ہیں یہ نہیں ہے کہ ہم پیچھے ہٹ گئے ہیں لیکن جب ان کی حکومت تھی اور Being a Pathan آپ ایک پنجابی کو ایسے Defend کر رہے ہیں تو آپ اس وقت ان سے کیوں نہیں پوچھ رہے تھے کہ اس کے پی کی جو رائلٹی تھی اس کا کیا بنا، کے پی کو کیا آپ اختیار دے رہے ہیں، میں Minutes of the Cabinet meeting لاؤں گا اور یہاں پہ ان کو Present کروں گا جس میں محمود خان نے Decision لیا ہے And the whole KP, Cabinet has approved کہ اس کے بعد The management, the administration of all the electric supply that is supplied to the rest of the Country، اس کی جو رائلٹی ہو گی، اس کی جو ایڈمنسٹریشن ہو گی، مینجمنٹ ہو گی اور اس کے ساتھ اور صوبوں کے درمیان جو کوآرڈینیشن ہو گی That will be entirely in the hands of the KP Government اور اس کے Minutes میں ان کو دکھاؤں گا ایک مہینے پہلے ہم نے یہ کام کیا ہے۔ (تالیاں) آپ نے کہا Merged areas میں کام نہیں ہو رہا۔ دیکھیں یہ ہم Already ایک ایسے Turmoil situation کو اور بھی Exploit کر رہے ہیں اگر کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ Merged areas کے لوگ، ان کے عوام یہ کوئی Low class یا Low cost کے کچھ لوگ ہیں تو سب سے پہلے میں اس پہ آواز اٹھاؤں گا کہ Merged areas کے عوام They are pathans, they have equal rights, they have equal privileges, they are the citizens of the State of Pakistan

and majority of them are proud of being Pakistani لیکن اگر آج ان میں کوئی
دراڑ ہے تو یہ آپ کی اور ہماری وجہ سے ہے۔ ہم گروپس بناتے ہیں، اپنی ذاتی مفاد کے لئے، ہم
Groupings میں بانٹتے ہیں لوگوں کو، اپنے پٹھانوں کو بانٹتے ہیں۔ ہم یہ آواز اٹھاتے ہیں کہ ان کو اپنا
حق نہیں مل رہا، میں آج دعوے سے کہتا ہوں I was the first Minister as Health who
visited seven merged areas اور میں ان کو لے کے جاؤں گا اور میں ان کو بتاؤں گا کہ کام وہاں
پہ کیسے ہو رہا ہے، روڈز میں کیا ہو رہا ہے، ہاسپیٹلز میں کیا ہو رہا ہے، ایجوکیشن میں کیا ہو رہا ہے، لیکن اگر
آپ سوچیں تو ان بے چاروں کو تو صرف تین سال سے موقع ملا ہے، تین سال سے ان کو Opportunity
ملی ہے، تین سال سے ان کو فنڈز مل رہے ہیں Do you think Rome was built in a day۔
میں آپ کو لے کے جاؤں گا میں آپ کو پراجیکٹس دکھاؤں گا۔ اے ڈی پی کو چھوڑیں On ground
آپ اور ہم تصویریں نکالیں گے جہاں یہ کام ہو رہا ہے اور اس موقع پہ میں یہ بھی بتاؤں This merger
was not possible without the cooperation of Pakistan Armed Forces
and they are doing a wonderful job اور وہ الحمد للہ ہمارے سیاسدانوں کی طرح نہیں ہیں
They know which place is deserving, they know which place is deprived, they personally go into it, they protect us in the same time, they help us in our political matters, they help us in our
developmental matters۔ یہ جانی خیل کا جو مسئلہ تھا ابھی کون گیا وہاں پہ؟ Deadbody وہاں
پہ پڑی تھی یہ ڈیڑھ مہینے پہلے ابھی تو اور ایک چیز شروع ہو گئی ہے Which Party, which
representative in this Provincial Assembly went there کہ ان کی بات
Resolve ہو جائے؟ Everybody was trying to make a point کہ ہم Further ان
کو Exploit کریں، کیا وہ ہمارے لوگ نہیں ہیں؟ میری بات سنیں میں ختم کر لوں پھر آپ بات کریں پھر
بی بی صاحبہ نے بات کی کہ فنڈز کی یوٹیلائزیشن نہیں ہوتی۔ ہاں فنڈز کی یوٹیلائزیشن ویسے نہیں ہوتی جیسے
ہونی چاہیئے لیکن کیوں نہیں ہوتی۔ یہ جو ڈیپارٹمنٹس بنے ہیں یہ پی ٹی آئی نے بنائے تھے، یہ جتنے
ڈیپارٹمنٹس ہیں یہ جتنے بیوروکریٹس ہیں یہ پی ٹی آئی نے ریکروٹ کئے تھے؟ یہ تو ہم سے پہلے بھی تھے۔
(مداخلت) دیکھیں جب آپ Comparison کرتے ہیں پرفارمنس کی تو وہ Probability پہ
ہوتی ہے کہ آپ سے پہلے حکومتوں میں کتنا فنڈ کس چیز کے لئے مختص کیا گیا تھا اور پھر اس کی یوٹیلائزیشن
کتنی تھی۔ میں یہ ایشورنس آپ کو دینا چاہتا ہوں کہ اس سال پی اینڈ ڈی میں ہم نے سپیشل سیل بنایا ہے

سپیشل سیل جو کہ Total cost of the scheme کتنے Tenure میں وہ کمپلیٹ ہو گا، ٹائم لائن اس کے لئے اور کتنی Allocation ہے، اس کی Allocation کتنی کم ہے، ایک سال میں اس کو کتنا Reappropriate کرنا ہے اور Concerned executing جو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ اس کو کس طریقے سے کب تک کوالٹی ورک کرکے اس کو Execute کرے گا، We have a full Monitoring System and no Government had this Monitoring System before us. Poor and needy کی بات کی انہوں نے بی بی صاحبہ نے کہ اس بجٹ میں غریبوں کے لئے کیا ہے، میں ان کو بتاتا ہوں کہ غریبوں کے لئے کیا ہے۔ میرا جو محکمہ ہے سوشل ویلفیئر سپیشل ایجوکیشن اینڈ وویمن ایمپاورمنٹ اگر میں دیکھوں تو It is one of the most important Department that has direct connection when facilitating the public۔ پچھلے سال Merged areas کے لئے ایک ارب روپے کی سکیم میں نے منظور کرائی جو کہ Entirely poverty alleviation کے لئے ہے، غرباء کے لئے ہے اور اس میں تین لاکھ تک Income generation source ہم ایک ایک Household کو دیں گے اور وہ Household poverty assessment form ہمارا ایک ہے جس کے Through اس کا Criteria بنے گا اور یہ Public representatives اور محمود خان چیف منسٹر صاحب کو میں داد دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ جس Constituency میں جو بھی نمائندہ ہو چاہے وہ جے یو آئی کا ہو چاہے وہ اے این پی کا ہو چاہے وہ نواز شریف کا ہو چاہے ہو پی ٹی آئی کا ہو سب کو آپ نے برابر کا حصہ دینا ہے With this scheme تقریباً چھ ہزار Households کو ہم Economically empower کریں گے اور ان کو ہر مہینے پینتالیس ہزار سے ساٹھ ہزار کی آمدن ہو گی، اس سال کی اے ڈی پی میں ڈھائی ارب کی اور سکیم ہم نے ڈالی ہے And we will make sure کہ Twenty five thousands households, not families households in Khyber Pakhtunkhwa they are economically empowered کہ وہ پینتالیس سے ساٹھ ہزار روپے مہینے کے کمائیں۔ صرف دو شرائط ہماری اس میں ہوں گی کہ جو فارم ہم اپنے Representatives کو دیں وہ Properly filled ہوں، وہ Transparent ہوں، Third party evaluation سے وہ گزریں اور اس کے بعد اس کو وہ چیز ملے اور اس کے گھر میں اگر کوئی ایسے بچے ہوں جو کہ They are not going to School، ان کو سکولز میں Enroll کرنا پڑے گا تو We are covering poverty elevation along with

education providing education to those families who are not empowered or who are not capable of putting their children in the school۔ تو یہ پچیس ہزار Households جو ہیں یہ آپ سارے جو یہاں پہ ایم پی ایز بیٹھے ہیں، ان کے ہاتھوں سے میں Distribute کروں گا اور اس میں یہ بات نہیں ہو گی کہ یہ اپوزیشن کا ایم پی اے ہے اور یہ محمود خان کے ڈائریکشنز ہیں تو This is my commitment اگر اس سے زیادہ کسی اور گورنمنٹ نے پچیس ہزار گھروں کو رکشے دیئے ہوں، ٹریکٹر دیئے ہو، آٹے کی چکیاں دی ہوں، Disables کو Wheelchair driven motorcycle دی ہوں تو مجھے بتائیں کہ ہم نے غریبوں کا خیال نہیں رکھا۔ آخر میں انہوں نے نلوٹھا صاحب نے یہ بات کی کہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے جو ایمپلائز ہیں تین سو، ان کو Permanent کرنا چاہیئے۔ میں ایک ایسا بندہ ہوں میں کہتا ہوں جو Fixed pay پہ ہو، وہ کنٹریکٹ پہ ہوں اور جو کنٹریکٹ پہ ہوں ان کو Permanent کریں اور جہاں پہ ضرورت ہو یہ تو آپ تین سو کی بات کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ تین ہزار اوروں کو لگانا چاہیئے کیونکہ Because we need human recourse لیکن ہم۔۔۔۔۔

(شور)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> Cross talk نہ کرے Cross talk نہ کرے سن لیں صبر و تحمل سے۔

<u>وزیر سماجی بہبود:</u> لیکن ہم نے ریسورسز کو بھی دیکھنا ہو گا، میں نے Already demand بھیجا ہے ان تین سو کے لئے بھی اور کچھ اور پراجیکٹس ہیں کہ ان کو آپ Permanent کریں اور جو اور Employment opportunities ہیں، اس میں بھی لگے ہیں۔ تو یہ میری تھوڑی وہ تھی کہ At the end صرف ایک بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان جو ہے یہ ہم سب We are representing the people's of Khyber Pakhtunkhwa، ہر ایک بندے کے پیچھے ڈھائی ڈھائی، تین تین لاکھ لوگ ہیں، ہم ان کے نمائندے ہیں، ہم ان کا حق ایسے پورا کریں گے کہ ہم ان کو کچھ دے سکیں اور دینے کی بات ایسے آئے گی جھگڑوں پہ نہیں آئے گی کہ آپ یہاں پہ سپیچ کریں میں یہاں پہ سپیچ کروں اور ایک دوسرے کو بس وہ کریں اور میڈیا پہ یہ بات آ جائے کہ آج اختیار ولی صاحب جیت گئے کل ہشام انعام اللہ جیت گیا Let's work in a decent way, in a professional way آپ کے جو پرابلمز ہیں جو چیزیں ہیں آپ بیٹھیں ہمارے ساتھ سی ایم صاحب نہیں ہیں تو ہم سب ان کے نمائندے ہیں ہم بتائیں گے کہ کیا کرنا چاہیئے ہمیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Cross talk نہ کریں،Cross talk نہ کریں جی سن لے آپ بات کریں جی۔

وزیر سماجی بہبود: تو We have to ایک Civilized society بنانی ہے ہم نے This یہ یہاں پہ ہماری جو یہ باتیں ہو رہی ہیں ان سے ہمارے لوگ بھی کافی کچھ سیکھ رہے ہیں، اگر ہم ان کو اچھی چیز سیکھنے کو دیں گے تو اچھی چیز سیکھیں گے، صرف تعلیم ہم نے نہیں دینی ہم نے تربیت بھی دینی ہے، ہم نے تہذیب بھی دینی ہے اور وہ ہم کو دیکھ کر یہ دیکھتے ہیں جب ہم یہاں پہ لڑیں گے اور ہم یہاں پہ کاغذ پھینکیں گے اور ہم ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے We will get nowhere, thank you۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you. The sitting is adjourned till 01:00 pm Tuesday, the 22nd June, 2021.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 22 جون 2021ء دوپہر ایک بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)